نسیم ہدایت کے جھونکے

اسلام قبول کرنے والے نومسلم بھائیوں کی کہانی خود ان کی زبانی

افادات

داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مد ظلہم

سرپرست ماہنامہ ارمغان وناظم جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیہ پھلت، مظفرنگر، یوپی

پیش لفظ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم

جلد ششم

۶

مرتب

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دار العلوم سنڈوری، ضلع آکولہ مہاراشٹر، انڈیا

نام کتاب
نسیم ہدایت کے جھونکے (جلد ششم)
افادات داعی اسلام حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب مدظلہٗ

مرتب	: مفتی محمد روشن شاہ قاسمی
کمپوزنگ	: محمد ساجد شاہ سونوری
تصحیح	: مولوی محمد یعقوب صاحب
صفحات	: ۲۴۰
سن اشاعت	: ۲۰۱۳ء
پہلا ایڈیشن	: ۵۰۰۰
قیمت	: ۱۲۰ روپے

﴿مرتب کتاب سے خط وکتابت کا پتہ﴾
مفتی محمد روشن شاہ قاسمی
مہتمم دارالعلوم سونوری نیشنل ہائیوے نمبر ۶
ضلع اکولہ، مہاراشٹر، انڈیا

MuftiMohdRoshanShahQasmi
MohtamimDarulUloomSonori
NationalHighwayNo.6
, Dist. Akola ,Pin.444107
Maharashtr,INDIA
Ph:(07256)244204
Mob:09422162298
Email:darululoomsonori@yahoo.in
darululoomsonori@gmail.com

Name of the Book
Nasim-e-Hidayat ke Jhonke (Part-VI)
Ifadat: Daee Islam Hazrat Moulana Mohd.Kaleem Siddiqi Sahab
Compiled by
Mufti Mohd. Roshan Shah Qasmi
Pages: 240 Price: **Rs.** 120/- Siz: 23x36/16

کتاب ملنے کے پتے

☆ مکتبہ دارالعلوم سونوری، ضلع اکولہ، مہاراشٹر، انڈیا 444107
☆ جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت، ضلع مظفر نگر، یوپی، انڈیا
☆ دارارقم بٹلہ ہاؤس، اوکھلا نئی دہلی۔ 25
☆ مرکز المکتب الاسلامیہ جے، ایم، سی انڈین پبلشر پرائیویٹ لمیٹیڈ
168/2 جہاہاؤس بستی حضرت نظام الدین نئی دہلی 110013 Tel: 011-24352220

کتاب منگوانے کے لئے درج ذیل موبائل پر رابطہ کریں

Mo:09028709020/ Mo:09420186856-Ph-07256-244204

فہرست

نشان سلسلہ	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
☆	عرض مرتب	۳
☆	مقدمہ: داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی	۵
☆	پیش لفظ: شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب	۹
☆	تقریظ: محدث العصر شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ مدینہ منورہ	۱۲
☆	تقریظ: مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی مدظلہ	۱۸
☆	تبصرہ: از حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہ العالی	۲۱
☆	تبصرہ: حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مظاہر علوم سہارنپور	۲۲
☆	آیئے عہد وفا تازہ کریں	۲۳
۱	مولوی محمد عمیر ﴿کل دیپ سنگھ﴾ سے ایک ملاقات	۲۶
۲	عمر فاروق صاحب ﴿مہاجر﴾ سے ایک ملاقات	۳۸
۳	بھائی سلیمان ﴿ابھیشیک وشوکرما﴾ سے ایک ملاقات	۵۰
۴	فاطمہ بہن ﴿لکشمی بائی﴾ سے ایک چشم کشا ملاقات	۶۴
۵	اصغر علی ﴿چھوٹو سنگھ﴾ سے ایک چشم کشا ملاقات	۷۸
۶	جناب محمد شمیر ﴿منوج کمار شرما﴾ سے ایک ملاقات	۹۱

۷	داؤد موسیٰ ﴿پیٹ کاک﴾ کے قبول اسلام کی ایمان افروز روداد	۱۰۵
۸	جناب محمد شکیل ﴿سنیل جوشی﴾ سے ایک ملاقات	۱۱۲
۹	عبدالرحمٰن بھائی ﴿مہاجر﴾ سے ایک ملاقات	۱۲۴
۱۰	محمد فاروق اعظم ﴿سکھ رام﴾ سے ایک ملاقات	۱۳۶
۱۱	جناب نورالاسلام ﴿پریم ہنسو شیکھر ادھیکاری﴾ سے ایک ملاقات	۱۴۷
۱۲	جناب محمد خلیل ﴿انل کمار﴾ سے ایک ملاقات	۱۷۰
۱۳	جناب احمد راٹھور ﴿امیت راجپوت راٹھور﴾ سے ایک ملاقات	۱۸۱
۱۴	جناب محمد علی ﴿متن آکودے﴾ سے ایک ملاقات	۱۹۱
۱۵	جناب عبدالرحمٰن ﴿ہرموہن مشرا﴾ سے ملاقات	۱۹۷
۱۶	آسیہ بیگم ﴿مہاجرہ﴾ سے ایک ملاقات	۲۰۸
۱۷	ایک جرمن ڈاکٹر الفرید ہوف مین کا قبول اسلام	۲۱۹
۱۸	جناب عطاء اللہ بھائی ﴿دیارام﴾ سے ملاقات	۲۳۲
☆	ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف	۲۴۰

عرض مرتب

اسلام ایک آفاقی دین ہے جو تا قیامت انسانیت کی رہنمائی کے لئے آیا ہے، اسلام کے علاوہ کوئی مذہب خدا کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے اور رسول اکرم ﷺ کو ساری انسانیت کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے، قرآن میں جابجا ایھا الناس اے انسانو! کہہ کر ساری انسانیت کو مخاطب کیا ہے، دوسری طرف ختم نبوت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ و دعوت کی عظیم ذمہ داری امت مسلمہ کے کندھوں پر ڈال دی ہے، ان دعوتی انٹرویوز، کے مطالعہ سے امت مسلمہ کے افراد میں ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہوتا ہے، اور اسلام کی وہ خصوصیات جن سے متاثر ہو کر ہمارے خونی رشتہ کے بھائیوں نے اسلام قبول کیا ہے، ان کا علم ہوتا ہے، اور خیر امت کے لئے دعوتی جذبہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، دعوتی میدان میں کام کرنے والوں کے لئے اس طرح کے انٹرویوز کی بڑی اہمیت ہے، ان سے داعی دعوتی گر سیکھتا ہے۔

اس مقصد کے پیش نظر کتاب ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' جلد ششم آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، صاحب افادات داعی

اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ مزید دعوتی خدمات کے لئے قبول فرمائے، کتاب کی تصحیح استاذی حضرت مولانا عبدالسلام صاحب پونوی مظاہری مدظلہم نے کی، کتاب میں انٹرویوز کے عناوین مولانا الیاس بن قاری بندی الٰہی صاحب ناظم مجلس دعوۃ الحق اون ضلع سورت گجرات نے تجویز فرمائے ہیں جو بڑے پرکشش ہیں، مولوی محمد یعقوب علی سلمہ عادل آباد نے کتاب کی ترتیب وتزئین کا کام انجام دیا، اللہ تعالیٰ بندہ کے تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کی اشاعت کو شرف قبول عطا فرما کر خیر امت کے لئے خیر کا ذریعہ بنائے۔

فقط والسلام

بندہ محمد روشن شاہ قاسمی

موبائیل نمبر 09422162298

۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

۲۸ر جولائی ۲۰۱۳ء بروز اتوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

منبع اخلاق، مشفق انسانیت، داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ ومجاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ

خالق کائنات فَعَّالٌ لِمَا يُرِيْدُ، عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، عَلِيْمٌ وَخَبِيْرٌ رب نے اپنے سچے کلام میں بانگ دہل یہ اعلان فرمایا: هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورہ التوبہ)

''وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے، گو مشرکین کیسے ہی ناخوش ہوں'' حجاز مقدس کی حد تک جناب رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں دین حق دوسرے تمام باطل مذاہب پر غالب آ گیا تھا، مگر یہ عالمی دین سارے عالم میں غالب ہونا ہے، اللہ کے سچے نبی ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ ہر کچے اور پکے گھر میں اسلام داخل ہو کر رہے گا، قرب قیامت کے اکثر آثار ظاہر ہو چکے ہیں، اسلام کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانے کی ذمہ داری ختم نبوت کے صدقے میں ہمیں عطا کی گئی تھی، اس فرض منصبی سے مجرمانہ غفلت کی وجہ سے دین حق اسلام (جو خیر محض ہے) کا تعارف لوگوں کو نہ ہو سکا اور پوری دنیا میں اس عدم واقفیت کی وجہ سے، یا غلط واقفیت کے نتیجہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ اپنے نقطۂ عروج پر ہے، مگر اللہ کی شان ہادی اور اس کی ربوبیت کے قربان، کہ اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے خلاف اس پروپیگنڈہ سے عام انسانوں میں اسلام کو جاننے کا تجسس بڑھ رہا ہے، ایک زمانہ تھا کہ لوگ اسلام کو، مسلمانوں کے کردار معاملات اور اخلاق سے جانتے

تھے، مگر اب جدید ذرائع ابلاغ کی کثرت خصوصاً انٹرنیٹ کی ایجاد نے حقیقی اسلام لوگوں کے بستروں تک پہنچا دیا ہے، اس کی وجہ سے پورے عالم میں جوق در جوق لوگ اسلام قبول کرتے دکھائی دیتے ہیں اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ قبول اسلام کے واقعات مغربی ملکوں میں زیادہ ہیں جہاں سے خاص طور پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ ہو رہا ہے، روحانیت، اہل محبت اور مذہب سے جنون کی حد تک تعلق رکھنے اور مسلمانوں کے بعد مذہب پر سب سے زیادہ قربانی دینے والوں کے ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ پوری دنیا میں بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے والوں کے حالات پر غور کیا جائے تو تین باتیں خاص طور پر حیرت ناک ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ ان خوش قسمت ہدایت یاب ہونے والے نومسلموں کے قبول اسلام میں مسلمانوں کی دعوتی کوشش کا دخل بہت کم ہے، اسلام کی کسی چیز میں کشش محسوس کر کے، اسلام مخالف کسی پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اسلام کو جاننے کا شوق پیدا ہوا، اسلام کا مطالعہ کیا اور مسلمان ہو گئے، یا اپنے مذہب کی کسی رسم سے انفعال کے نتیجہ میں مذاہب کا تقابلی مطالعہ ہدایت کا ذریعہ بنا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان خوش قسمت دسترخوان اسلام پر آئے ہوئے نومسلم مہمانوں کے ایمان، تعلق مع اللہ، دین کیلئے قربانی اور دعوت کے جذبہ کو دیکھ کر خیر القرون کے مسلمان یاد آجاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا حال اللہ کے اس فرمان کا کھلا مظہر ہے۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ (سورہ محمد)

''اور اگر تم روگردانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ دوسری قوم پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے'' اشاعت اسلام کے ان واقعات کی کثرت کے ساتھ جب ہم پوری دنیا کے حالات کے تناظر میں غور کرتے ہیں تو انتہائی خطرناک فکر کی بات سامنے آتی ہے کہ جس تیزی کے ساتھ بلکہ جس طرح جوق در جوق نئے لوگ اسلام کے سایہ میں آتے دکھائی

دیتے ہیں اسی کثرت سے مسلمانوں کے مرتد ہونے واقعات بھی دکھائی دیتے ہیں، بعض مرتبہ تو تعداد اور معیار کے لحاظ سے بالکل متوازی تبدیلی کا فیصلہ دکھائی دیتا ہے، کسی علاقہ میں جتنے نئے لوگ مسلمان ہوتے ہیں اتنے ہی مسلمان مرتد ہوجاتے ہیں یا جس معیار کا غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوا اسی معیار کا کوئی مسلمان مرتد ہوگیا۔

دسترخوان اسلام پر آنے والے ان نو وارد خوش قسمت نومسلموں کی داستانیں، ہم رسمی اور خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والی اور جھنجھوڑنے والی ہوتی ہیں اور ان سے جہاں ایک طرف یاس میں آس دکھائی دیتی ہے، وہیں اپنے دعوتی فریضہ سے غفلت کی وجہ سے تبدیلی کی وارننگ بھی سنائی دیتی ہے، کسی نہ کسی طرح اشاعت اسلام کے یہ واقعات ایمانی حرارت پیدا کرنے اور غفلت و جمود توڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں، مسلمانوں میں ان خوش قسمت نومسلموں کے حالات پڑھ کر غیرت ایمانی پیدا ہو اور دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو حوصلہ ملے اور ان کی زندگی سے دعوتی تجربات سامنے آئیں، اس مقصد سے الحمدللہ ماہنامہ ارمغان نے چند سالوں سے ہر ماہ ایک نومسلم کی آپ بیتی کا سلسلہ بطور انٹرویو ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' کے عنوان سے شروع کیا تھا، یہ اشاعت اپنے مقصد میں بہت کامیاب ہوئی، ملک کے مختلف رسائل، اخبارات نے ان کو شائع کیا، ان کے مجموعے شائع ہوئے اور اردو کے علاوہ ملک کی دوسری زبانوں میں ترجمے شائع ہونے لگے، اس سے الحمدللہ ملک بلکہ بیرون ملک میں مسلمانوں میں بڑا دعوتی جذبہ پیدا ہوا اور ایک طرح سے صدیوں کا جمود ٹوٹا۔

یہ انٹرویو اس حقیر کے فرزند میاں **احمد اوّاہ ندوی** اور ان کی بہنوں **اسماء ذات الفوزین امت اللہ اور مثنیٰ ذات الفیضین سدرہ** نے لئے ہیں، ان آپ بیتیوں کے بعض مجموعے کتابی شکل میں پہلے بھی شائع ہوچکے ہیں، مگر اب مکمل طور پر کام کرنے کے لئے ہمارے ایک بلند ہمت رفیق، داعی الی اللہ، خادم

قرآن وسنت محب ومکرم جناب مفتی روشن شاہ صاحب قاسمی زید لطفہٗ نے نئی ترتیب کے ساتھ شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے، مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حوصلہ اور بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، انھوں نے لسان تبلیغ حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری نور اللہ مرقدہٗ سے اپنے ذاتی اور طویل تعلق کی بنا پر خاص استفادہ کیا ہے اور ہمارے تبلیغی اکابرین کی تقریروں اور ملفوظات کی ترتیب واشاعت کا مبارک کام اللہ نے ان سے لیا ہے اور بہت کم وقت میں خود الحمد للہ علاقہ میں تعلیم ودعوت کے سلسلہ میں قابل رشک خدمات ان سے لی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو دینی دعوتی خدمات کے لئے بھی بڑے جذبہ اور سلیقہ سے نوازا ہے، انھوں نے نومسلموں کی ان تمام آپ بیتیوں کو جو ارمغان میں شائع ہوئی ہیں ترتیب وار مرتب کر کے اشاعت کا پروگرام بنایا ہے، یقیناً ایک مبارک قدم ہے اور مفتی صاحب موصوف کی طرف سے ملت کے لئے ایک مبارک تحفہ ہے، جسے وہ ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' کے نام سے ملت کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

میں مفتی صاحب موصوف کو اس اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، بہ دل وجان دعا ہے کہ یہ مجموعہ خیر امت کے افراد کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر پھر ماضی کی عزت اور خیر امت کے منصب پر لانے کا ذریعہ بنے اور مفتی موصوف کے لئے ذخیرۂ آخرت اور سعادت دارین کے حصول کا وسیلہ ثابت ہو۔

خاک پائے خدامِ دین
محمد کلیم صدیقی
جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت ضلع مظفر نگر، یوپی

۲؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

پیش لفظ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم و علی الہ واصحابہ اجمعین وعلی کل من تبعھم با حسان الی یو م الدین . امابعد

اللہ تبارک تعالیٰ نے جناب مولانا محمد کلیم صدیقی زید مجدہم کو غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت پھیلانے کے اس عظیم کام کے لئے موفق فر مایا ہے،جو درحقیقت حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت ہے اور اس کام کے لئے انھیں اس حکمت اور موعظہ حسنہ کا سلیقہ بھی بخشا ہے، جو دعوت انبیاء علیہم السلام کا طرہ امتیاز ہے، چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہندوستان (بیرون) کے غیر مسلموں میں ان کی دعوت نے نہ جانے کتنے انسانوں کو دین حق کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے،اور ایسے ایسے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں جو کبھی اس دین خداوندی کے پکے دشمن ہوا کرتے تھے۔

پچھلے سال جب میرے دورہ ہند کے دوران مدارس میں حضرت

مولانا محمد کلیم صاحب سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے اپنے رفقاء میں سے ایک صاحب کا تعارف کرایا، جس کا حلیہ سر سے پاؤں تک سنت نبوی کے سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا پھر ان سے مصافحہ ہوا تو مولانا نے بتایا کہ یہ وہ صاحب ہیں جنھوں نے بابری مسجد پر پہلی کدال چلائی تھی، اور آج بفضلہ تعالیٰ وہ اسلام کے پرجوش داعی بنے ہوئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صدیوں تک اپنے ہم وطنوں کے ساتھ رہنے کے باوجود انھیں دین حق کی امانت پہنچانے میں ہم نے بڑی کوتاہی کی ہے، اور اس کام کے لئے جس منظّم جدوجہد کی ضرورت تھی حضرت مولانا محمد کلیم صاحب مدظلہ نے بطریق احسن پورا کرانے کی داغ بیل ڈالی ہے، جس کے ساتھ ہر قسم کا تعاون ہم سب کا کاملی فریضہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

زیر نظر کتاب ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' ان خوش نصیب بندوں کے انٹرویوز ہیں جنھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی انھوں نے اپنی اپنی آپ بیتی انتہائی ایمان افروز انداز میں بیان کی ہے، ان میں بہت سے وہ ہیں جنھوں نے اسلام کی خاطر اذیتیں اٹھانے اور جان و مال اور جذبات کی قربانی دینے میں عہد صحابہ کی یادیں تازہ کردی ہیں، ان کے حالات پڑھنے سے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایمان کی جو حلاوت ان حضرات کو حاصل

ہوئی ہے اس کا وہ لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے جنھیں یہ نعمت گھر بیٹھے میسر آ گئی ہے، اور وہ اس کی قدر و قیمت پہچاننے میں غفلتوں کے شکار ہیں۔

ضرورت ہے کہ یہ کتاب ہر طبقۂ فکر میں پہنچائی جائے، اس سے ایک طرف مسلمانوں کے لئے یہ ایک مہمیز کا کام انجام دے گی۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنائیں اور اسے دین حق کی نشر و اشاعت اور اس کی دعوت کے کام کو آگے بڑھانے کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین۔

۱۲؍رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

بندہ محمد تقی عثمانی

دارالعلوم کراچی۔۱۴

تقریظ

فضيلة الشيخ محدث العصر

محمد عوامه حفظه الله

مدینہ منورہ سعودیہ عربیہ

(عربی نسیم ہدایت کے جھونکے کی تقریظ کا یہ ترجمہ ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذى هدانا للاسلام وما كنا لنهتدى لولا ان هدانا الله، والصلوات التامات والتسليمات المباركات على سيدنا محمد سيد السادات، واله و اصحابه ذوى المقامات العليا وعلىٰ من تبعهم واقتفىٰ اثرهم بالدعوة الى سبيله بالحكمة والموعظة الحسنة. اما بعد

عالم باعمل صاحب بصیرت اور دور اندیش داعی اسلام جناب حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم سے پہلے بھی کئی بار مدینہ منورہ میں شرف ملاقات کی سعادت سے بہرہ مند ہو چکا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی امان میں رکھے، اور آپ کی مخلصانہ مساعی جمیلہ سے مسلمانوں کو استفادہ کا موقع عنایت

فرمائے، اللہ نے ہندوستان میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، احمد بن عبد الرحیم کے مولد و مسکن موضع پھلت میں آپ کی ملاقات وزیارت کا شرف بخشا، اور پھلت کی اس جامعہ میں جس کے آپ بانی مبانی ہیں، اور جو حضرت شاہ ولی اللہ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ جامعہ کے اساتذہ، طلباء سے مل کر آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور دل میں فرحت پیدا ہوئی، الحمدللہ علیٰ ذلک۔

موصوف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ننھیالی خاندان کے چشم و چراغ ہیں، جو خاندان ایک عظیم اور بابرکت خاندان ہے، پیدائشی طور پر آپ عجمی ہیں لیکن اپنی اصل اور خاندانی طور پر خالص عربی ہیں، جناب حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب علم وعمل اور دعوت الی اللہ کے میدان میں ایک ایسی مبارک درخت کی شاخ ہیں جو کہ افراط وتفریط سے پاک ہے، اور یہ درخت باصلاحیت صالح علماء اور دعاۃ کرام کے امام اور پیشوا شیخ ابوالحسن علی ندوی کی ذات گرامی قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت کے سایہ میں ڈھانپے، اور اپنی رضا عطا فرمائے۔ موصوف حضرت مولانا علی میاں ندوی کے مسترشدین میں سے بھی ہیں اور آپ کو ان جانب سے خلافت بھی حاصل ہے۔ شیخ ابوالحسن ہی کی ایما پر آپ نے دعوتی جدوجہد شروع فرمائی اور بحسن وخوبی اس کو انجام دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں، آپ اپنے اسلاف کے بہترین جانشین ہیں۔

علوم ومعارف کے راستہ میں زبان ووطن کی اجنبیت اور دوری ایک بڑی رکاوٹ اور حجاب ہوا کرتی ہے، جو علوم سے استفادہ کیلئے مانع ہوتی ہے، اسی بنا پر

جناب مولانا کلیم صدیقی نے بفضلہٖ تعالی عربی زبان میں ایک رسالہ ''الخیر'' اور اردو زبان میں ماہنامہ ''ارمغان'' کے نام سے دعوت اسلام اور تعلیمات اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے، اور دسترخوان اسلام پر آنے والے ان نووارد اور خوش قسمت حضرات کے انٹرویوز اور کارگذاریاں شائع کرنے کے لئے، جو موصوف محترم کی دعوت سے متأثر ہوکر جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں، جاری کئے ہیں۔ اللہ کے احسان اور اس کی توفیق کے نتیجہ میں شیخ کے دست حق پر اور آپ کے ذریعہ اسلام لانے والے خوش قسمت افراد کے ہاتھوں پر لاکھوں افراد مشرف باسلام ہو چکے ہیں، اور یہ خوش قسمت لوگ ہندوستان کے مختلف طبقات اور مختلف عمروں کے ہیں۔

بہت سے وہ افراد جنھیں اللہ تعالی نے ہدایت یاب فرمایا ہے اور ان کے قلوب کو نور اسلام سے منور فرمایا ہے، ان کے عجیب وغریب اور عبرت آموز قصے تاریکیوں سے روشنی کی طرف آنے اور گمراہی سے ہدایت پانے کے موصوف نے دو جلدوں میں شائع فرمائے ہیں، پھر عربی زبان میں منتقل شدہ انٹرویوز کو آپ کے فیض یافتہ اور داماد جناب ڈاکٹر محمد اویس صاحب نے ایک کتاب میں یکجا کرنے کا کام شروع کیا ہے، جو کہ حجم کے اعتبار سے مختصر ہے لیکن اس کی زبان سلیس ہے اور ترجمہ بامحاورہ ہے، اللہ تعالی ڈاکٹر محمد اویس صاحب کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور مزید ہمت اور توفیق بخشے۔ انھوں نے مجھے پہلی جلد ہدیہ کی ہے، جو ۲۰۷ صفحات پر مشتمل ہے، اور جس میں کل بیس خوش قسمت حضرات وخواتین

کے انٹرویوز اور کارگذاریاں جمع کی گئی ہیں، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ برادرم محمد اویس صدیقی نانوتوی ایک جلیل القدر عالم دین، جناب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خاندان کے ایک فرد ہیں، مولانا قاسم نانوتویؒ اسلامی بیداری اور تعلیمات اسلام کے امام ہیں، اور آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں ہی ایک عظیم الشان دارالعلوم موضع دیوبند میں قائم ہوا، پھر اس دارالعلوم کا فیض اولاً ہندوستان میں اور ثانیاً عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں پہنچا۔ اہل علم کے نزدیک دارالعلوم از ہر ہند کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی خاندانی طور پر صدیقی ہیں، آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق سے جاملتا ہے، زیر نظر کتاب ''ہبات من نسیم الہدایۃ'' میں جو ایک خاص قسم کی حلاوت اور شیرینی ہے وہ بغیر اس کے مطالعہ سمجھ میں آنی مشکل ہے۔ اور اس کے تجرباتی مطالعہ کے لئے ایک لمبی مدت درکار ہے لیکن میں ذیل میں کچھ اہم اور قابل ذکر باتیں پیش کر رہا ہوں۔

۱) اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قلوب کی زمین بالکل ہموار ہے، اور دلوں میں ہدایت کی طلب اور پیاس موجود ہے، اور دعوت کے لئے میدان بہت کشادہ ہے، لہٰذا مخلصین حضرات اس کوچہ دعوت میں آئیں اور اپنے اپنے جوہر دکھائیں، بقول شاعر:

راستے بند ہیں سب کوچہ دعوت کے سوا

۲) اس کتاب کے مطالعہ سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے، اور یہ

بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام بالکل فطری دین ہے،اس لئے اس کی دلیلیں بھی بالکل فطری ہیں،عقائد،عبادات اور اخلاق وغیرہ کے بیان میں اس کے لئے فلسفیانہ اور مناظرانہ انداز اور دلائل کی بالکل گنجائش نہیں ہے اور داعی اپنے مدعو کے دل کو دستک نہیں دے سکتا ہے،اور نہ اس کے قلب کے پردہ کو اٹھا سکتا ہے،مگر بالکل فطری انداز میں اور مسلسل لگن کے ساتھ۔ایک عرصہ تک علماء اسلام اپنے ہمعصروں کے ساتھ اپنے فلسفیانہ اور مناظرانہ دلائل اور انداز کے ساتھ میدان دعوت میں مشغول ومصروف رہے۔

۳) کتاب پڑھ کر ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ داعی کے ساتھ ہمیشہ علم و حکمت کا توشہ رہنا چاہئے،تاکہ بوقت ضرورت داعی بحسن وخوبی میدان دعوت میں اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

۴) داعی بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا کردار اسلامی اخلاق کی روشنی میں آراستہ کرے تاکہ وہ دوسروں کے لئے ایک عمدہ نمونہ ثابت ہوسکے،اور صرف قول ہی سے نہیں بلکہ اپنے حال سے بہترین داعی ثابت ہو۔

۵) درج بالا فوائد کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کتاب کے مطالعہ سے اخذ ہوتی ہے کہ دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیابی ایک God Gift (خدائی عطیہ ہے)،اور یہ بات فضیلۃ الشیخ مولانا محمد کلیم صدیقی دامت برکاتہم جیسے دعاۃ کی رہنمائی اور تجربہ سے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔

اخیر میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں ’’ہبات من نسیم الہدایۃ‘‘ کی

دوسری جلد کا ابھی سے منتظر ہوں، اس کے اندر ہماری عقلوں کے لئے غذا اور روح کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ بفضلہ تعالی یہ کتاب اسلام اور مسلمانوں کے لئے روشنی اور مستقبل کی بشارت دیتی ہے۔

محمد عوامہ

مدینہ منورہ

۶/رجب ۱۴۳۲ھ

تقریظ

حضرت مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی زید مجدہم

استاذ تفسیر وفقہ جامعۃ الامام شاہ ولی اللہ و

ایڈیٹر ماہنامہ ارمغان، پھلت، مظفر نگر یوپی

دعوتِ دین مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے، اسی عمل سے ان کی سربلندی اور سرفرازی رہی۔ اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے وہ خدا و خلق کی نگاہ میں بے اعتبار اور بے حیثیت ہوتے گئے، مسلمانوں کو موجودہ زمانہ میں جتنے مسائل درپیش ہیں اور ان کی انفرادی اور اجتماعی حیثیت کے لئے جو چیلنج موجود ہیں ان سب کا حل اور مشترک علاج کارِ دعوت سے عملاً وابستگی ہے، اسپین کے مسلمان دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے کس چیز میں پیچھے تھے؟ مال و دولت کی ان کے پاس کمی نہیں تھی علم و فن فلسفہ و سائنس میں دنیا کی پیشوائی کر رہے تھے، لیکن داعیانہ صفت کے فقدان کے بعد کوئی دنیاوی اور علمی ترقی ان کے قومی اور مذہبی وجود کی ضامن نہیں بن سکی۔

اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کے ہر خطّہ میں اپنے مذہب وعقیدہ اور تہذیبی وثقافتی شناخت کے ساتھ باعزت زندگی گزاریں اور انہیں آبرومندانہ پھلنے پھولنے کے مواقع حاصل ہوں تو انہیں سب سے پہلے اس کارِ منصبی کی طرف پوری توجہ کرنی ہی پڑے گی، قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں کے سیاق وسباق اسکے ظاہر و باطن اور بین السطور پر غور کرنے سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوتی ہے، یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:٦٧)

اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دو، اگر تم نے یہ نہ کیا تو تم نے کارِ رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تم کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا، ماہنامہ ارمغان (پھلت ضلع مظفر نگر یوپی) جو ایک خالص دینی دعوتی رسالہ ہے اس کے مقاصد میں ابتدا ہی سے یہ جذبہ شامل ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا سے ملانے اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے کے لئے ملت اسلامیہ کو آمادہ کیا جائے اور انہیں ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے اس سلسلہ میں دینی دعوتی ذہن رکھنے والے اہل قلم خصوصاً داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کی مختلف موضوعات کی دعوتی تحریروں کے ساتھ "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے عنوان سے ہر ماہ اسلام قبول کرنے والی ایک خوش نصیب شخصیت کے انٹرویوز کا سلسلہ شروع کیا گیا الحمد للہ یہ سلسلہ توقع سے بڑھ کر کارآمد اور مفید ثابت ہوا اور اس نے ملک کی جامد فضا میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا، خصوصاً دعوت کی راہ کے مختلف مسائل کو سمجھنے اور اس سلسلہ کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی راہ ہموار ہوئی اور بڑے پیمانے پر دعوتی ذہن سازی کا کام انجام پایا، ایک ارب سے زائد آبادی کے اس ملک میں جہاں تقریباً ہر پانچواں فرد مسلمان ہے اور خیر امت ہونے کے سبب داعی الی اللہ کے منصب پر فائز ہے، اتنی بڑی تعداد تک یہ پیغام پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر صوبہ اور ہر شہر سے یہ آواز بلند ہو اور چراغ سے چراغ جلتے رہیں، مقامِ شکر ہے کہ ملک کے ایک ممتاز عالم ومصنف اور داعیٔ دین مفتی محمد روشن شاہ قاسمی نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور ان انٹرویوز کو نئی ترتیب وتزئین کے ساتھ پیش کر دیا موجودہ زمانہ میں دعوت کے لئے ماحول بہت سازگار ہے، پوری دنیا میں قبول اسلام کی لہر چل رہی ہے اور لوگ از خود اسلام کی خیر کی طرف لپک رہے ہیں اس لئے اگر تھوڑی سی دردمندی اور انسانیت کو دوزخ سے بچانے کی تڑپ اور فکر کے ساتھ دعوت پیش کی جائے تو

توقع سے بڑھ کر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں، ان تمام انٹرویوز کا یہی مشترکہ پیغام ہے، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی اس دردمندانہ گفتگو پر یہ تحریر ختم کی جاتی ہے: کیا اسلام کے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ وہ اقوام بھی دریوزہ گری چھوڑ کر اپنے روایتی استغناء اور غیرت مندی کی بنیادوں پر کھڑی ہوں اور اپنے اساسی مقصد (دعوت الی اللہ) کو سنبھالے جس سے اس کی حقیقی برتری کا جلوہ دنیا پھر ایک بار دیکھ لے جو صرف دعوتِ دین ہی کے راستہ سے نمایاں ہو سکتا ہے۔"

(دینی دعوت کے قرآنی اصول، مؤلفہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ ص:۱۹)

وصی سلیمان ندوی

۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

تبصرہ: از حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہٗ
خلیفہ مجاز: حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ
داماد: حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ امیر جماعت تبلیغ
امین عام: جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہٗ ناظم جامعہ امام ولی اللہ پھلت، مظفر نگر، کو حق تعالیٰ شانہٗ نے دین کی دعوت اور اسلام کے عالم گیر پیغام اخوت کو برادران وطن تک پہنچانے کے لئے ایک خاص سلیقہ اور مخصوص جذبہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر کثرت کے ساتھ ان کے ذریعہ قبول اسلام کا سلسلہ رواں دواں ہے، اور جس کے نتیجہ ہندوستان اور بیرون ہند میں تبلیغ اسلام کی ایک عظیم اور جدید تاریخ مرتب ہو رہی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ مولانا موصوف کی حفاظت فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

پیش نظر کتاب ایسے ہی قبول اسلام کرنے والے نومسلم بھائیوں کی کہانی ہے جو خود انہی کی زبانی انٹرویو کے طور پر مرتب کی گئی ہے، مولانا مفتی محمد روشن شاہ قاسمی، اکولہ، مہاراشٹر، اس کتاب کے مرتب ہیں، کتاب اپنے مضامین کی اثر انگیزی اور دین کے خاطر جان و مال، عزت و آبرو کی قربانی دینے والوں کے عبرت انگیز حالات کی وجہ سے اس درجہ تاثیر اور کشش اپنے اندر رکھتی ہے، کہ مختصر سے مختصر عرصہ میں اس کے متعدد ایڈیشن (ہندوستان و بیرون ہند) سے شائع ہوئے، جب کہ حال ہی میں اس کا جدید ایڈیشن کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مبارک شاہ سہارنپور سے بھی شائع ہو کر آچکا ہے، کتاب چھ حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۰۸ / برادران وطن کے قبولیت اسلام کی تاریخ اور حیرت انگیز داستان آگئی ہے، خدا کرے یہ سلسلہ دراز تر ہو اور اس مبارک جدوجہد کے ثمرات کی مزید تاریخ اور داستان امت مسلمہ کو پڑھنے بلکہ نصیحت اور اثر پذیری کے لئے ملتی رہے۔

(ماہنامہ یادگار شیخ محلہ مفتی سہارنپور جون، جولائی ۲۰۱۰ء)

نسیم ہدایت کے جھونکے پر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مفتی،

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مدظلہ کا تبصرہ

مذکورہ کتاب کوئی مستقل تصنیف وتالیف تو نہیں مگر اپنی افادیت اور اثر آفرینی کی باعث مستقل تصنیف وتالیف سے بڑھ کر ہے دراصل یہ کتاب ان نومسلم بھائیوں کی داستانِ حیات ہے جنہوں نے کفر وشرک سے بیزار ہو کر بالواسطہ یا بلاواسطہ داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم کے دست حق پرست پر کفر وشرک سے توبہ کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ **بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے حالت کفر میں مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے ہراول دستہ کی قیادت کی اور اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے اس میں جی جان سے لگے تاکہ ان کی آتما (روح) کو سکون وچین ملے مگر انہیں سکون کے بجائے** بے سکونی، بے چینی، ڈر اور خوف ملا۔ اور بالآخر انہیں چین وسکون اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں نصیب ہوا اور پھر اسلام لانے کی پاداش میں ہر تکلیف کو برداشت کیا مگر کوئی تکلیف بھی ان کے پاؤں کو متزلزل نہیں کرسکی۔ **درحقیقت ان نومسلم بھائیوں کی یہ داستانِ ایمان ہم جیسے خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے جھنجھوڑتی اور ہماری حقیقت کو آئینہ دکھاتی ہے اور بلاشبہ بعض مرتبہ اپنے اوپر شک گذرنے لگتا ہے کہ ہم مسلمان بھی ہیں یا نہیں۔**

اس لئے کتاب کی خوبیوں کا اندازہ تو صرف پڑھنے ہی سے ہوگا کتاب ہر خاص وعام کے پڑھنے کی ہے خصوصاً دعوتی کام کرنے والوں کے لئے تو بہت ہی اہم ہے کیونکہ اس سے نیا عزم وحوصلہ ملے گا نئی راہیں کھلیں گی اور دعوتی کام میں آنے والی ہر تکلیف کو برداشت کرنا آسان ہوجائے گا۔

(ماخوذ از ماہنامہ مظاہر علوم جنوری ۲۰۱۰ء ص ۴۷)

آغازِ سخن

آیئے عہدِ وفا تازہ کریں

زمین وآسمان کے مالک جس نے اس پوری کائنات کو اپنے حکم سے پیدا فرمایا اس کو خوبصورتی عطا کی اور اپنی انگنت مخلوقات سے اس کو آباد کیا، اس نے اس پوری کائنات کو اپنے تعارف، پہچان اور شناخت کا ذریعہ بنادیا، اسی نے اس کی حکمرانی، پاسبانی اور نگرانی کے بطور انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس عالم میں اپنا نائب بنایا، اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (ترجمہ: میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں) اور حضرت انسان کی رہنمائی اور رہبری اور رشد و ہدایت کی راہ پر لانے کے لئے نبیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری فرمایا جو حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر آکر ختم ہوا تا کہ یہ انسان وہ عہد الست بھول نہ جائے جو اس نے عالم بالا میں اپنے پروردگار سے کیا تھا، اللہ کے یہ برگزیدہ بندے اپنے اپنے دور میں قوموں، قبیلوں اور خاندانوں میں بھیجے گئے اور دین کا، ایمان کا، اخلاق کا، انسانیت کا سبق بھٹکے ہوئے انسانوں کو دیتے رہے اور اخیر میں نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کارزارِ عالم میں اس سلسلہ کی آخری کڑی بن کر تشریف لائے اور دنیا کے باطل ایوانوں میں توحید خداوندی کی ایک پراثر آواز سے لرزہ پیدا کر دیا اور انسان کو انسانیت کا وہ سبق جو اس نے بھلا دیا تھا پوری قوت، طاقت، ہمت اور قربانی کے ساتھ یاد دلایا آپ ﷺ کی یہ آواز کہ "اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہہ دو کامیاب ہو جاؤ گے" مکہ کے ایک بنجر پہاڑ کی چوٹی سے بلند ہوئی اور پورے عالم میں پھیل گئی آپ ﷺ اپنے ساتھ خدا کی طرف سے ایسا دستور العمل اور قانون وشریعت لیکر آئے جو انسانی فطرت کا ہمراز اور دم ساز تھا زمین وآسمان نے کبھی اتنے موثر اور ہمہ گیر قانون کا تجربہ نہیں کیا تھا، لہٰذا باطل کے

سارے نظام ان کے نظام کے سامنے فیل ہو گئے اور قرآنی تعلیمات، اس کی آیات اور نشانات کے ذریعے انسان نے انسانیت کا ایسا سویرا دیکھا جس میں ساری تاریکیاں کافور ہو گئیں۔

ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْکَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ (سورہ الصف آیت:۹) ترجمہ: وہی ہے جس نے ہدایت اور سچا دین دیکر اپنے رسول ﷺ کو بھیجا تاکہ دین کے تمام بناوٹی شکلوں پر اس سچے دین کو غالب کر دے چاہے مشرک لوگ کتنا ہی برا مانتے رہ جائیں' یہ لازوال ابدی ہدایت کا سرچشمہ وہ قرآن مجید ہے جس کے بارے میں خود اس کے بھیجنے والے نے یہ کہا" یہ ایک پیغام ہے تمام انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا اس لئے کہ ان کو اس کے ذریعے خبر دار کیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس ایک ہی ہے۔"

محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے صرف رہبر انسانیت ہی بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ان کو شرافت اور زندگی کے لئے صلاح وفلاح اور صفات حسنہ کا نمونہ بھی بنا کر بھیجا مزید یہ کہ انسانیت کو راہ راست اور معیار اعلیٰ پر لانے کے لئے ایسی کاوش کے ساتھ بھیجا جس سے انسانوں کو جانوروں جیسی بے مہار زندگی سے نکل کر خیر و کامیابی کی زندگی میں داخل ہونے کی راہ ملی، رب العالمین نے اسی بنیاد پر ان کو رحمت للعالمینی کی صفت عطا فرمائی، وہ امت جس کی طرف آپ بھیجے گئے اس کو بھی دعوت الی اللہ اور کلمہ توحید کو عام کرنے کے لئے ایسے مکلف بنایا گیا کہ جس کے کرنے پر ہی اسکی خیر و فلاح اور کامیابی و کامرانی کو مقدر کیا گیا، کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ... الخ، لہٰذا تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امت نے جب جب دعوت کی ذمہ داری کو پورا کیا وہ کامیاب رہی اور جب جب اس فریضہ سے غافل ہوئی امت ذلت ورسوائی سے دوچار ہوئی، انفرادی اعتبار سے ہو یا اجتماعی اعتبار سے جب جب پیاسی قوموں تک حق وصداقت کی بات اور کلمہ توحید کی دعوت پیش کی گئی، ایمان واسلام کی بارشیں برسیں، نسیم ہدایت کے جھونکے چلے اور اس کے دامن میں سلگتی، سسکتی، تڑپتی،

کراہتی انسانیت نے راحت و آرام چین وسکون اور اطمینان کی سانس لی آج کے اس پُر آشوب دور میں بھی الحمدللہ جو لوگ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں سرفروشانہ جدوجہد کر رہے ہیں، خداوند عالم اپنے فضل اور ان کی محنتوں سے بھٹکتے انسانوں کو جادہ حق وصراط مستقیم سے ہم کنار کررہا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی تڑپ کڑھن سوز و اضطراب اور انکا درد لے کر پوری انسانیت کو مخلوق پرستی کی لعنت سے نکال کر خالق سے جوڑ نے اور کفر اور شرک کی بھول بھلیوں سے نکال کر توحید کی شاہ راہ پر لانے کی کوشش کریں، اسی کے ساتھ یہ موازنہ بھی کریں کہ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں ہم کہاں تک اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہے ہیں، اور جو واقعات آپ ﷺ کی زندگی میں پیش آئے ہمیں ان سے کہاں تک مناسبت ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اس ذمہ داری کو پس پشت ڈال دیا کہیں ایسا تو نہیں کہ دھکے کھا کھا کر جس پیغام کو رسول اللہ ﷺ نے ہم تک پہنچایا تھا اسے ہم دھکے دے دے کر اپنے گھروں سے نکال رہے ہیں کیا کسی کو کفر وشرک کی حالت میں دیکھ کر ہمارا دل بے چین ہوتا ہے، کیا کسی کو کفر کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے دیکھ کر ہماری آنکھیں نم ہوتی ہیں، کیا طائف کے واقعہ کی کوئی جھلک ہماری زندگی میں پیش آئی کیا خواب میں بھی دعوت کے لئے کسی گھاٹی میں نظر بندی کی سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے، پھر ہم کیسے آپ کے امتی ہیں امت کے کندھوں پر ڈالی گئی ان آفاقی ذمہ داریوں کا تقاضہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے فرض منصبی کو سمجھیں اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دعوت الی الایمان کے لئے متحرک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد کو وفا کرنے کی کوشش میں ہمہ تن معروف ہو جائیں اور امت کی زبوں حالی پستی وذلت کا علاج اسی نسخہ شفاء سے کریں جسے رسول اللہ ﷺ نے امت کے ہر فرد کے ہاتھوں میں دیا تھا، اللہ ہم سب کو اپنا فرض منصبی ادا کرنے کی توفیق دے۔

محمد روشن شاہ قاسمی

(۱۰۵) ایک معصوم کی اسلام کے لئے تڑپ

مولوی محمد عمیر ﴿کل دیپ سنگھ﴾ سے ایک ملاقات

اقتباس

یہ بات حضرت بار بار فرماتے ہیں ،اور واقعی بالکل صحیح فرماتے ہیں کہ وہ مسائل جن کو حل کرنے میں ہم دوسرے راستوں اور طریقوں سے جوجھ رہے ہیں، اور مسائل الجھتے جاتے ہیں، اگر سیرت پاک کے دروازے سے سنت کی راہ سے ہم حل کرنے کی کوشش کریں تو بالکل آسانی سے چٹکیوں میں حل ہو جاتے ہیں، دسترخوان اسلام پر آنے والے مہاجر نومسلم بھائیوں اور تعلیم وتربیت اور معاشرتی مسائل کا حل سنت مؤاخات کا احیاء سب سے آسان اور مکمل حل ہے ،اس سے نہ صرف در بدر مارے مارے پھرنے والے ان مہاجر بھائیوں کے مسائل کا شان دار اور آسان حل نکل سکتا ہے،

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی محمد عمیر :وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال:مولوی عمیر صاحب! آپ کی پڑھائی کیسی چل رہی ہے، افتاء کے بعد آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: الحمد للہ بہت اچھی چل رہی ہے، میں حضرت کی مرضی سے افتاء کر رہا ہوں اور زیادہ تر فقہ الدعوۃ میرا موضوع رہتا ہے، اصل میں میدان دعوت میں جو مسائل پیش آتے ہیں، عام مفتیان کرام کے لئے ان کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے، اور جب دعوت کا کام کرنے والے یا نومسلم حضرات عام مفتی صاحبان سے مسئلہ معلوم کرتے ہیں تو پھر بہت مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں، بلکہ بعض مرتبہ دعوتی راستے بالکل مسدود سے ہو جاتے ہیں اس لئے میں دہلی میں مختلف مفتیان کرام کے پاس الگ الگ وقت دے رہا ہوں، افتاء کے بعد وہی ارادہ ہے جو اس غلام کو میرے آقا کا حکم ہے، بقول ہمارے حضرت غلام کا بھی کوئی ارادہ یا مرضی ہوتی ہے، بندہ کا ارادہ اور مرضی تو بس آقا کے حکم کی تعمیل ہے، آقا کا حکم ہے: كنتم خير امة اخرجت للناس تم خیر امت ہو جسے لوگوں کی خیر خواہی کے لئے نکالا گیا ہے۔

تو ایک مسلمان بندہ، وہ بھی جس کو میرے رب کریم نے کیسے ناز کے ساتھ مسلمان بنایا ہے، یعنی فرمانبردار بنایا ہے، اسے تو انشاء اللہ دعوت کا کام کرنا ہے۔

سوال: میرا معلوم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ کوئی میدان دعوت کا طے ہوا ہے یا نہیں؟

جواب: میرے حضرت مجھے کچھ افریقی ملکوں کی طرف بھیجنے کی سوچ رہے ہیں، اگر اللہ نے توفیق عطا فرمائی تو۔

سوال: آپ نے دعوتی فقہ پر جو کام کیا ہے، اس کو کتابی شکل میں مرتب بھی کرنے کا ارادہ ہے؟

جواب: جی ہاں، الحمد للہ ۱۲۰۰ رسو صفحات تقریباً ہو گئے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اسے انشاء اللہ کتابی شکل میں شائع کر دیں گے۔

سوال: آپ اپنا تعارف کرائے؟

جواب: میرا تعارف تو بس وہ ہے جو چار روز پہلے ایک جلسہ میں میرے حضرت نے کرایا تھا، ہم لوگ مغربی دہلی میں ایک پروگرام میں حضرت کے ساتھ گئے ناظم جلسہ نے جو ایک بڑے عالم تھے، حضرت کے تعارف میں بڑے عالم تھے، حضرت کے تعارف میں بڑے الفاظ کہے، حضرت نے تقریر شروع کی تو فرمایا کہ ایک بڑے عالم دین کی بات کی تردید تو بے ادبی ہے، میں ایسے میں جب کوئی عالم دین اچھے کلمات کہہ رہے ہوں تو ان کلمات کو دعا سمجھ کر دل دل میں آمین کہتا رہتا ہوں، اور مجھے اپنے خالق کی وہ بات یاد آجاتی ہے جو ہمارے تعارف میں خود بنانے والے نے کہی ہے، ہمارے بنانے والے سے زیادہ ہمیں اور کون جان سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **یاایھا الناس انتم الفقراء الی الله** (سورہ فاطرہ:۱۵) تم سب میرے بھکاری اور بھک منگے ہو، بھکاری کا بھی کوئی تعارف ہوتا ہے، حضرت نے بڑے مزہ کی بات کہی، اس سال ایک نماز میں امام صاحب سورہ نجم پڑھ رہے تھے، بڑا اچھا لگا، اللہ تعالیٰ کیسے مزہ لے کر ہماری قلعی کھول رہے ہیں: **ھو اعلم بکم اذا نشا کم من الارض، واذانتم اجنة فی بطون امھاتکم، فلا تز کوا انفسکم، ھو اعلم بمن اتقیٰ** (سورہ نجم:۳۲) وہ جانتا ہے جب تم کو اس نے زمین سے پیدا کیا، اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے، پس تم اپنی پاکیزگی آپ بیان نہ کرو، وہی پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

ایسا لگا جیسے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہوں، کیوں شیخی بھگارتے ہو، کیا ہم نہیں جانتے جب تم ماں کے پیٹ میں حیض کا گندہ خون کھا کر پل رہے تھے، پاکی نہ بگھارو، اللہ خوب جانتے ہیں تم میں سے کون پاک باز ہے، اصل تعارف تو مولانا احمد صاحب ہمارا یہ ہے

جو ہمارے خالق نے کرادیا ہے۔

سوال: ماشاء اللہ بڑے مزہ کی بات ہے، مگر پھر بھی خاندانی پتہ وغیرہ تو بتایا ہی جاتا ہے؟

جواب: میرا نام اب الحمد للہ محمد عمیر ہے، پرانا نام میرے والد نے جو رکھا تھا، کل دیپ سنگھ، میں سہارنپور ضلع کے ایک جاٹ خاندان میں ۱۶/جنوری ۱۹۹۳ء میں پیدا ہوا، پتاجی بڑے زمیندار تھے، میرا گاؤں جاٹ کا شتکاروں کا مشہور گاؤں ہے میرے چار بڑے بھائی اور دو بہنیں ہیں میں سب بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہوں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کرنے کے بارے میں بتائیں گے؟

جواب: میرے اسلام قبول کرنے کی کوئی قابل ذکر بات ہی نہیں، بس اللہ تعالیٰ نے، جو ہر پیدا کرنے والے کو دین فطرت اسلام پر پیدا فرماتے ہیں، والدین کے گویا ہندو بنانے سے پہلے مجھے بچالیا، ہوا یوں کہ گاؤں کے پرائمری اسکول میں میں پڑھتا تھا میرے ساتھ ایک لڑکا پڑھنے میں بہت ہوشیار تھا، کلاس میں پوزیشن لاتا تھا، محمد عثمان اس کا نام تھا، اس کے ابا جان تبلیغی جماعت سے جڑے ہوئے تھے، میں کبھی اپنے اسکول کا کام پورا کرنے کے لئے اس کے گھر جایا کرتا تھا، اس کے گھر میں شام کی نماز کے بعد فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی تھی، میں بھی اس میں بیٹھ جاتا تھا، وہاں تعلیم اس کی بڑی بہن کرتی تھی، جو اردو نہیں جانتی تھی، بلکہ وہ ہندی کی کتاب سے تعلیم کرتی تھی، وہ کتاب میں بھی اٹھا کر پڑھنے لگا، چوتھی اور پانچویں کلاس میں میں نے پوری فضائل اعمال پہلا اور دوسرا حصہ یعنی فضائل صدقات کئی بار پڑھ لی، اور پھر میں نے مسلمان ہونے کا ارادہ کرلیا، عثمان کے اباجی سے مسلمان ہونے کے لئے کہا، انہوں نے مجھے سمجھایا ابھی تم بچہ ہو، بڑے ہوکر اپنے گھر والوں کو سمجھا کر ان کے ساتھ مسلمان ہونا اچھا رہے گا، مگر میں نے

ان سے کہا، اگر اس وقت تک میری موت آجائے گی تو میں دوزخ میں جلوں گا، میں انتظار نہیں کر سکتا، ایک روز وہ مجھے بہت دیر تک سمجھاتے رہے، اور جب میں نے ان سے کہا کہ آج ہی مجھے مسلمان ہونا ہے تو مجھے پکڑ کر میرے گھر میرے پتاجی کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا ان کو بتایا، میرے پتاجی نے مجھے بہت پیار سے سمجھایا، بیٹا مسلمان ایسے ہوتے ہیں ویسے ہوتے ہیں، یہ مانس (گوشت) کھاتے ہیں، مگر میں نے حکایت الصحابہ پڑھ رکھی تھی، میں نے دل میں ٹھان لی کہ مجھے حضرت بلال کی طرح مسلمان بننا ہے، چاہے مجھے تپتی ریت پر ڈال کر گھسیٹا جائے، یا حضرت خبابؓ کی طرح مجھے آگ پر لٹایا جائے، مجھے اپنے نبی ﷺ کے ساتھ جنت میں رہنا نصیب ہوگا، گھر والوں نے مجھے بہت دھمکایا ڈرایا، میری ماں نے بھی پیار سے بہت سمجھایا، میں نے اپنے اللہ کو حاضر ناظر جان کو خود مسلمان ہونے کے کلمہ کا اقرار کرلیا، اور اپنا نام محمد عمیر، مصعب بن عمیرؓ کے نام پر رکھ لیا۔

سوال: تعجب ہے آپ نے خود ہی کلمہ پڑھا، آپ کو کیسے یہ خیال ہوا کہ آدمی خود ہی مسلمان ہو سکتا ہے؟

جواب: فضائل اعمال مسلسل پڑھنے سے اسلام اور ایمان کی حقیقت میرے اللہ نے مجھے سمجھا دی، میں نے امام صاحب اور بعض دوسرے مسلمان سے کلمہ پڑھوانے کو کہا لیکن سب لوگوں نے منع کر دیا، پھر میں نے خود ہی کلمہ پڑھ لیا، اب مجھے نماز وغیرہ پڑھنے کا شوق ہوا، اپنے گھر رہ کر میرے لئے اسلام پر چلنا مشکل تھا، تو میں نے پھر ہمت کرنے کی سوچی، اور ایک روز دو جوڑے کپڑے لے کر میں گھر سے بھاگ نکلا، ہمارے گاؤں سے بیس کلو میٹر دور ایک مشہور شہر میں بڑا مدرسہ ہے اور کئی چھوٹے مدرسے ہیں، میں ایک

چھوٹے مدرسے میں گیا، جہاں کے مہتمم صاحب دعوت سے ذرا تعلق رکھتے ہیں، میں گاؤں سے نکلا تو اپنے ماں باپ کو تصور میں کہہ دیا کہ جو میرے ماں باپ میرے دین اور ایمان میں رکاوٹ ہیں، وہ میرے ماں باپ نہیں ہو سکتے، میرے لئے آج وہ مر گئے، میں مدرسہ کے مہتمم صاحب کے پاس گیا اور بولا، میرے ماں باپ اور کوئی رشتہ دار نہیں ہیں، میں پڑھنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا تمہارے ماں باپ کا کیا ہوا؟ میں نے کہا وہ اچانک مر گئے، مہتمم صاحب کو مجھ پر ترس آیا، اور انہوں نے میرا داخلہ کر لیا، ان کے ایک دوست وہاں تھے، انہوں نے قاری صاحب سے کہا، کہ اس بچہ کے کپڑے وغیرہ کا خرچ میرے ذمہ ہے، میں نے وہاں شوق سے پڑھنا شروع کیا، پہلے نورانی قاعدہ پڑھا پھر عم کا پارہ، پھر درجہ حفظ میں داخلہ ہو گیا، ایک روز دوپہر کی چھٹی میں میں باہر کھیل رہا تھا، ہمارے گاؤں کے ایک پڑوسی مولوی صاحب کے پاس تعویذ لینے کے لئے آئے، انہوں نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا، مجھ سے بولے تو چودھری فلاں کا لڑکا ہے، میں نے منع کر دیا، میں کیوں ہوتا، مگر وہ مجھے پکڑنے لگے اور بولے تیرے گھر والے تیرے لئے پاگل ہوئے جا رہے ہیں، میں بھاگا، وہ میرے پیچھے دوڑے، میں مدرسہ میں گھس کر دوسرے دروازہ سے نکل کر پڑوس کے مکان میں جا چھپا، انہوں نے جا کر گھر والوں کو بتا دیا، میرے چچا اور پتا جی ان کے ساتھ مجھے دیکھنے کے لئے آئے، میں مدرسہ میں پڑھ رہا تھا، پھر کیا تھا مدرسہ میں بھیڑ جمع ہو گئی، میرے چچا اور پتا جی نے مہتمم صاحب سے کہا یہ ہمارا بیٹا ہے، مہتمم صاحب نے کہا یہ تو کہتا ہے میرے ماں باپ کوئی نہیں، مہتمم صاحب نے مجھ سے پوچھا، میں نے کہا کہ میرے ماں باپ تو مر چکے ہیں، یہ غلط کہہ رہے ہیں، پورے شہر میں ہنگامہ ہو گیا، اس روز یہ کہہ کر چلے گئے کہ ہم نے پولس میں ایف آئی آر کر

رکھی ہے، اخباروں میں نکلوا رکھا ہے، ہم کل پولس والوں کو لے کر آئیں گے، اگلے روز علاقے میں ہنگامہ ہو گیا کہ، پانچ سو جاٹ مدرسہ اور شہر پر چڑھائی کریں گے، خود شہر کے لوگوں میں چرچا ہوا، لوگ کہنے لگے مولانا کلیم تو علاقہ میں آگ لگوا کر چھوڑیں گے؟

سوال: مولانا کلیم کا اس بات سے کیا تعلق تھا؟

جواب: اصل میں حضرت اس مدرسہ میں آتے تھے، دو اور بھی نو مسلم بچے اس مدرسہ میں داخل تھے۔

سوال: تو پھر جاٹ چڑھائی کرنے آئے تھے؟

جواب: مہتمم صاحب نے حضرت سے بات کی، حضرت دور سفر میں تھے، حضرت نے مہتمم صاحب کو تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں وکفی باللہ حسیبا کہا ہے، اللہ خود حفاظت فرمائیں گے، آپ اس بچے کو سب کے سامنے کر دیں، اور یہ کہہ دیں کہ اگر یہ بچہ کا آپ کا ہے اور جانا چاہتا ہے تو اس کو لے جائیں، اور اگر یہ بچہ خود نہ جانا چاہے تو ہم اس کو اپنے پاس سے دھکا نہیں دے سکتے، اگلے روز پورے شہر میں بڑا ہنگامہ تھا، پورے علاقہ کے افسران ایس ایس پی، تھانہ انچارج، ایم ایل اے، ایم پی، چیرمین، ہمارے گاؤں کے سینکڑوں لوگ مدرسہ میں جمع ہو گئے، مہتمم صاحب نے مجھے سامنے کر دیا، اگر واقعی آپ لوگ اس کے ماں باپ ہیں اور یہ بچہ جانا چاہتا ہے، تو آپ اس کو لے جائیں، اگر یہ آپ کو نہ پہچانے تو پھر آپ کو اس کو زبردستی لے جانے کا کوئی حق نہیں، بچہ نے تو یہ بتا یا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور میرے ماں باپ مر گئے، میرے چاچا جی نے محبت سے مجھے پوچھا بیٹا ہم تیرے ماں باپ نہیں ہیں کیا؟ میں نے کہا اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو آپ میرے ماں باپ ہیں اگر آپ مسلمان نہیں ہوتے تو آپ سے میری کوئی رشتہ داری نہیں

، میرا جواب سن کر میرے چچا بہت غصہ میں آگئے ، اور انہوں نے بہت زور سے میرے چانٹا مارا ، چانٹا مارنا تھا کہ ایس ایس پی صاحب کو طیش آگیا اور میرے چچا کو بہت بری طرح ڈانٹا ، بولے کہ اگر اب ہاتھ اٹھایا تو ہاتھ کٹوا دوں گا ، سمجھانے کے لئے وہ لوگ مجھے اپنی طرف یعنی گاؤں کے لوگوں میں لے جانا چاہتے تھے ، میں جانے سے منع کر رہا تھا ، کہ مجھ سے جو بات کرنی ہو ، ادھر ہی کرو ، تین چار گھنٹے تک بات ہوتی رہی ، کبھی ماحول بہت گرم ہو جاتا پھر کسی طرح ٹھنڈا ہو جاتا ، وہ مجھے لے جانے کی کوشش کرتے رہے اور جب میں نے سختی سے منع کر دیا میرے پتا جی نے کہا آخری بات سن لے ہم سب ہمیشہ کے لئے مر گئے ، میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے ، مجھ سے تو آپ سب جب مر گئے تھے ، جب میں گھر چھوڑ کر آیا تھا میری یہ بات سن کر میرے پتا جی اور چچا نے تین بار تھوک کر جوش میں کہا ہم سے تو مر گیا ، مر گیا ، مر گیا ، میں کہا شوق سے ، شوق سے ، شوق سے ، میں نے بھی تین بار جواب میں تھوک دیا۔

سوال : پھر اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب : سب لوگ چلے گئے اگلے روز حضرت سفر سے واپس پھلت آئے ، تو چونکہ دن بھر لوگوں کے فون ان کے پاس آ رہے تھے پھلت سے حضرت ہمارے مدرسہ آئے ، مہتمم صاحب نے پورے دن کے ہنگامہ کی روداد سنائی اور یہ بتایا کہ اس کے چچا کے چانٹا مارنے کی وجہ سے سارے افسروں کی ہمدردی اس بچہ کے ساتھ ہو گئی اور اللہ کی طرف سے واقعی وکفی باللہ حسیبا کی مدد سامنے آئی۔

مہتمم صاحب نے بتایا کہ اس پورے ہنگامہ میں جب سارے دین دار اور پڑھے لکھے عالم اور دوسرے لوگ ہمیں ادھر ادھر کی باتیں بتا رہے تھے ، ایک چودھری

صاحب، جو بی جے پی کے نیتا ہیں اور بس نام کے مسلمان سمجھے جاتے ہیں عید بقر عید کی نماز بھی بس لوگوں کے دکھانے کے لئے پڑھتے ہیں اس ہنگامہ میں انہوں نے ہمارا بہت ساتھ دیا، اور لوگوں اور انتظامیہ کو بڑی حکمت کے ساتھ سمجھایا، مہتمم صاحب نے حضرت سے کہا آپ ذرا ان کا فون پر شکریہ ادا کردیں، حضرت نے ان کا فون ملایا، اتفاق سے وہ بھی اپنے عزیز کے گھر رکے ہوئے تھے، حضرت کا فون آیا تو بہت خوش ہوئے اور بولے، میں تو آپ سے ملنے پھلت آنا چاہتا ہوں، آپ پھلت کب ملیں گے، حضرت نے فرمایا میں ابھی یہاں مدرسہ میں ہوں، وہ بولے میں ملنے کے لئے آجاؤں، حضرت نے فرمایا ضرور آیئے چودھری صاحب کو حضرت نے بہت مبارک باد دی، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایسا مشکل مسئلہ اتنی آسانی سے حل کردیا، پھر حضرت نے معلوم کیا، چودھری صاحب آپ کے پاس کتنی زمین ہے؟ بولے مالک کا شکر ہے پانچ سو بیگہ ہے، حضرت نے پوچھا آپ کے بیٹے کتنے ہیں، بولے چار بیٹے ہیں، حضرت نے فرمایا چار تو کم ہیں حساب سے پانچ ہونے چاہئیں، وہ بولے حضرت سمجھ میں نہیں آیا آپ کہنا کیا چاہتے ہیں، حضرت نے فرمایا اب اس بچہ عمیر کو آپ نے اس کے ماں باپ سے چھڑایا ہے، اس کو کون گلے لگائے گا؟ یہ آپ کا پانچواں بیٹا ہے، چودھری صاحب نے مجھے بھینچ کو سینہ سے چپٹا لیا اور روتے ہوئے بولے حضرت یہ میرا پہلا بیٹا ہے، وہ چار بعد میں ہیں یہ کہہ کر مہتمم صاحب سے اجازت لے کر گاڑی میں بٹھایا اور بولے ہمارے یہاں ایک بہت اچھا اور مشہور مدرسہ ہے ہم وہاں تمہارا داخلہ کرائیں گے، وہاں جاکر میرا داخلہ کرایا، میں گھر میں روزانہ فضائل اعمال کی تعلیم کرتا، اللہ کا شکر ہے کہ گھر میں دین داری آنے لگی، چودھری صاحب جو میرے ابا جان ہیں انہوں نے بی جے پی چھوڑ دی، مسلمانوں کا

مذاق اڑانے والے خود حاجی اور نمازی ہو گئے، میرے چار بھائیوں اور سب گھر کے لوگوں نے حج کر لیا، داڑھیاں رکھ لیں، چاروں بھائیوں نے باری باری میرے ساتھ چلے لگائے، گھر میں کئی لوگ تہجد کے بھی پابند ہو گئے۔

سوال: تمہاری باقی تعلیم کہاں ہوئی؟

جواب: حفظ اور مشکوٰۃ تک اسی مدرسہ میں اور دورہ دار العلوم سے کیا، الحمد للہ گھر کا ہر کام میرے مشورہ سے ہوتا ہے۔

سوال: ابی بتا رہے تھے کہ چودھری صاحب کے کاروبار حالات بھی بہت اچھے ہو گئے ہیں؟

جواب: یہ بات حضرت بار بار فرماتے ہیں، اور واقعی بالکل صحیح فرماتے ہیں کہ وہ مسائل جن کو حل کرنے میں ہم دوسرے راستوں اور طریقوں سے جوجھ رہے ہیں، اور مسائل الجھتے جاتے ہیں، اگر سیرت پاک کے دروازے سے سنت کی راہ سے ہم حل کرنے کی کوشش کریں تو بالکل آسانی سے چٹکیوں میں حل ہو جاتے ہیں، دسترخوان اسلام پر آنے والے مہاجر نو مسلم بھائیوں اور تعلیم و تربیت اور معاشرتی مسائل کا حل سنت مواخات کا احیاء سب سے آسان اور مکمل حل ہے، اس سے نہ صرف در بدر مارے مارے پھرنے والے ان مہاجر بھائیوں کے مسائل کا شاندار اور آسان حل نکل سکتا ہے، بلکہ مواخات کی سعادت حاصل کرنے والے انصار کی زندگی اور گھرانہ میں دین اور دعوت زندہ ہو جاتی ہے، ضمنی طور پر دنیوی حالات بھی حیرت ناک طریقہ سے ترقی کر جاتے ہیں، حضرت فرماتے ہیں، ایک دفعہ بھی ڈھونڈنے سے نہیں ملتا کہ کسی مسلمان نے انصاری بن کر کسی مہاجر پر کچھ مال خرچ کیا ہو، اور اس کا بوجھ اپنے ذمہ لیا ہو، اور حیرت ناک انداز

میں اس کے مالی حالات اچھے نہ ہوئے ہوں، ہمارے ابا جان اگرچہ بڑے زمین دار تھے مگر کاروبار کو بار بار بڑھانے اور سیاست میں نقصان کی وجہ سے بینک کے قرض تلے دبے ہوئے تھے، ایک پیپر مل لگایا جو نہیں چل سکا، اس میں زمین گروی رکھ دی تھی، میرے جانے کے بعد ایک بڑے پیپر مل کے منیجر سے جنھوں نے سہارن پور سے مل چھوڑا تھا، ہمارے ابا جان نے اس پیپر مل کو چلانے کے پارٹنر شپ کی اور انہوں نے خام مال کے طور پر گنے کی کھوئی استعمال کی، جس سے پیپر مل چل گیا، اور ایک کے بعد ایک تین مل لگائے، اور چند سالوں میں کروڑوں روپے کا نفع ہوا، ابا جان کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں سارا دین و دنیا عمیر کے آنے سے آیا، یہ سنت مواخات کی برکتیں ہیں جو کھلے آنکھوں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

سوال: آپ کے گھر والوں یعنی اصلی گھر والوں نے دوبارہ کوشش نہیں کی؟

جواب: میری ماں کبھی کبھی مجھ سے چھپ کر ملنے آجاتی ہیں، اور پچھلے ہفتہ انہوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے، ایک بھائی کو میں نے ابا جان سے کہہ کر پیپر مل میں ملازمت پر رکھوا دیا ہے، وہ بارہویں کلاس پاس ہے، مگر دعوت کی نیت سے ابا جان نے ان کو سپر وائزر رکھ لیا ہے، امید ہے اللہ تعالیٰ کوئی راہ نکالیں گے۔

سوال: ابھی تمہاری شادی تو نہیں ہوئی؟

جواب: اس سال میرے ابا جان نے میرا رشتہ طے کر دیا ہے ایک حافظہ عالمہ سے رشتہ طے ہوا ہے، اس سال عید کے بعد انشاء اللہ نکاح ہوگا۔

سوال: قارئین ارمغان کو کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: میری درخواست تو بس یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کی ترقی و عروج اور اپنے مسائل

کے حل کا سب سے آسان راستہ ہمارے نبی ﷺ کے لائے ہوئے دین اور سو فیصد سنت پر عمل کرنے میں ہے، ایسا دین چھوڑ کر دوسرے دروازوں اور طریقوں میں دھکے ہیں ،ذلت ہے ،مسائل ہیں، اور ان کے طریقہ پر چلنے سے مسائل چٹکیوں میں حل ہوتے ہیں، بقول شاعر:

ان کے نقش قدم پہ چلنے سے
منزلیں ٹھوکروں میں رہتی ہیں

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مئی ۲۰۱۳ء

اللہ سے ہدایت مانگی اللہ نے پنڈت کو ہدایت دی

(۱۰۶) عمر فاروق ﴿مہاجر﴾ سے ایک ملاقات

اقتباس

مجھ جیسے حق اور سچائی کے پیاسے لوگوں پر ترس کھائیں، کسی بھوکے پیاسے کو کھانا پانی دینے کے لئے، کسی کو کھانا پانی دے کر ذمہ داری دی گئی ہو، اور وہ پہنچانے کے بجائے خود مانگنے والوں کو میری طرح دھکے کھلائے، یہ بہت ظلم ہے، اور ایمان اور ظلم ایک دوسرے کے مخالف چیزیں ہیں ایمان کے ساتھ یہ ظلم اچھا نہیں۔ حق داروں کو حق پہنچانے کی ہم سبھی کو فکر کرنی چاہیے۔

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عمر فاروق : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال : فاروق بھائی آپ اس بار اعتکاف میں پھلت تھے عام طور پر سب لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ آپ کسی مدرسہ میں پڑھاتے ہیں، اور آپ کسی مدرسہ سے فارغ پرانے فاضل ہیں، آپ کو یاد ہوگا جب آپ کو بخار آرہا تھا، تو کئی بار نعیم بھائی کو لے کر دوا کے لئے میں آپ کے پاس آیا تو میں آپ کو مولانا صاحب ہی کہہ رہا تھا؟

جواب: جی مولانا احمد صاحب، میں سمجھ رہا تھا کہ جیسے مکہ اور جدہ وغیرہ جاتے ہیں تو ایرپورٹ سے باہر آنے والے کو وہاں کے لوگ حاج، حاج کہتے ہیں، ایسے ہی پھلت میں آنے والوں کو مولانا صاحب کہا جاتا ہے، ایک دو دفعہ میں نے کہا بھی، مجھ جاہل کو آپ کیوں شرمندہ کرتے ہیں؟

سوال: یہ آپ کو کیسے معلوم ہے، کیا آپ کا سفر ہو چکا ہے؟

جواب: ہاں الحمدللہ میرے اللہ نے اس گندے پر کرم کیا، ایمان قبول کرنے کے ایک مہینے کے بعد میرا عمرہ کا سفر ہو گیا، اس کے بعد الحمدللہ پچھلے سال حج کی سعادت بھی اللہ تعالی نے عطا فرمادی اور یہ دونوں سفر میرے پرانے نام کے پاسپورٹ سے ہی ہوئے۔

سوال: اچھا اچھا، قبول اسلام کا سرٹیفکیٹ بنوالیا ہوگا، ایسے ہی ابی کراتے ہیں، مجھے تو آج ہی معلوم ہوا، جب ابی نے کہا عمر فاروق آئے ہیں ان سے ارمغان کے لئے انٹریو لے لو، مجھے پہلے خیال ہوا، کچھ زیادہ اچھے داعی ہوں گے تو ان کی دعوتی کارگذاری کی وجہ سے ابی آپ سے انٹریو لینے کے لئے کہہ رہے ہیں، پچھلے دنوں یہ بات چل رہی تھی کہ دعاۃ کے انٹریوز بھی ارمغان میں شائع ہوں، میں نے ابی سے پوچھا: کہ مولانا عمر فاروق صاحب جو رمضان میں پھلت میں تھے، ابی کہنے لگے، وہ مولانا عمر فاروق نہیں، بلکہ پنڈت عمر فاروق صاحب ہیں، مجھے حیرت بھی ہوئی اور بڑا اچھا بھی لگا، آپکی بول چال، آپ کا لہجہ، تلفظ سے بھی بالکل نہیں لگتا کہ آپ نے کچھ وقت پہلے اسلام قبول کیا ہے، آپ کی شکل اور شباہت تو ماشاءاللہ بالکل علامہ کی سی ہے۔

جواب: مولانا احمد صاحب، شکل اور شباہت اور لب ولہجہ سے کیا ہوتا ہے، کتنے بہروپیے بادشاہ کا روپ بھرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ دل کو مومن بنادے، جیسے صحابہ کا حال

تھا کہ، ایک دن کے مسلمان اللہ کی محبت میں جان دینا ان کے لئے آسان تھا، زندگی کا مزا تو تبھی ہوگا۔

سوال: بلاشبہ سچ تو یہی ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے ظاہر بنادیا، یہ بھی بڑی نعمت ہے۔

جواب: بالکل صحیح ہے، ہم اس لائق بھی کہاں، میرے مالک نے صورت بنادی، بہت بڑا کرم ہے، جب اس نے ظاہر بنایا اور ایسے مخالف ماحول میں بنایا اور خود اپنی طرف سے بنایا تو ضرور امید ہے وہ کہ اندر کو بھی ضرور بنادیں گے انشاءاللہ، آپ نے بہت اچھی بات کہی۔ جزاک اللہ۔

سوال: آپ آج کل کہاں رہ رہے ہیں؟ اپنی پرانی جگہ یا کہیں ہجرت کرلی ہے؟

جواب: ہجرت! کیسا نورانی تھا وہ ماحول، اس کا ایک ایک لفظ بھی کیسا مبارک، ہجرت کیسا بڑا اور اہم لفظ ہے یہ، واقعی ناگور میں نے چھوڑ دیا ہے، حضرت نے ایسا ہی مشورہ دیا، میرا دل چاہتا تھا کہ ناگور ہی میں رہوں، مگر وہاں لوگ میری جان کے پیچھے پڑ گئے تھے، میرا دل چاہتا تھا، جان جائے گی تو شہادت ملے گی، مگر حضرت نے بہت زور دیا کہ ناگور چھوڑ دو، اب ڈور اپنے ہاتھ میں نہیں، سونپ دی تو سونپ دی، اس لئے ایم پی کے ایک بڑے شہر میں رہ رہا ہوں۔

سوال: ماشاءاللہ، آپ نے ہجرت کرلی ہے؟

جواب: ہجرت تو بڑے لوگوں کا کام ہوتا ہے، نہیں آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں الحمدللہ میں نے ہجرت کی ہے، صرف ایمان کے لئے ناگور چھوڑا ہے، میرے اللہ نے مجھ پر کرم فرمایا، مجھے ہجرت کی توفیق دی، کیا مبارک نورانی لفظ ہے ہجرت! جس سے ہماری تاریخ ہجری جڑی ہوئی ہے، ہم اس سے کیوں نہ اپنے کو جوڑیں، لفظی اور جسمانی طور پر صحیح، اللہ تعالیٰ

حقیقی ہجرت بھی کروائیں گے۔انشاء اللہ

سوال: ناگور میں آپ کیا کام کرتے تھے؟

جواب: ناگور میں میرے والد ہندو مذہب کے ایک بڑے مہنت تھے،وہ مشہور ہنومان مندر کے پجاری تھے،ان کو گرو نے اپنے بعد پشکر جو اجمیر کے پاس بڑا تیرتھ ہے،اپنا جانشین نامزد کیا تھا،گرو کے انتقال کے بعد اس کے بڑے مہنت بھی ہماری والد صاحب تھے،والد صاحب نے اپنے انتقال کے بعد مجھے اپنا جانشین طے کر دیا تھا،مجھے میرے والد صاحب نے ابتداء تعلیم کے بعد بنارس یونیورسٹی میں علم نجوم،جیوتش شاستر میں بی،اے،ایم،اے کرایا،بہت خرچ کیا،اور بڑے ناز کے ساتھ اکیلے بیٹے کو پالا پڑھایا،میرا پی،ایچ،ڈی،کا رجسٹریشن ہو گیا تو اچانک والد صاحب ایک روز پشکر جی کے حوض پر نہاتے ہوئے انتقال کر گئے اور مجھے ناگور واپس آنا پڑا،اور یہاں آکر ناگور کے مندروں اور پشکر کے آشرم کی ذمہ داری کی وجہ سے،بہت چاہتے ہوئے بھی میں بنارس واپس نہ جا سکا اور قبول اسلام تک میں شرک کے نام پر مال حرام کھاتا رہا اور زندگی کو دھوکہ دیتا رہا۔

سوال: آپ کے قبول اسلام کا ذریعہ کیا ہوا،ایسے شرکیہ ماحول میں کیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمانی زندگی کی صبح نکالی،ذرا بتایئے؟

جواب: "تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل" کی شان رکھنے والے رب نے بالکل شرک کے اندھیرے سے میرے لئے ایمان کی صبح روشن کی۔

سوال: کس طرح ذرا بتایئے؟

جواب: یہ صحیح یاد نہیں کہ کتنی کم عمر سے میرے اندر حق کی،سچ کی تلاش کا مادہ میرے اللہ نے رکھا تھا،مذہبی ہندو کا بیٹا ہونے کی وجہ سے مجھے اپنے مندر اور آشرم کے علاوہ اپنے

والد کے ساتھ الگ الگ مذہبی پروگراموں میں جانا پڑتا تھا، کئی ست سنگوں کے پروگرام میں والد صاحب کے ساتھ جاتا، آریہ سماج کے مندروں میں جانا ہوتا۔ میں دیکھتا کہ کوئی ہنومان کی پوجا کرتا ہے، کوئی رام کتھا کرتا ہے، کوئی جاگرن کرتا ہے، کوئی شیو جی کی پوجا کرتا ہے، کوئی مورتی پوجا کو پاپ کہہ کر ہون کرتا ہے، کوئی گرو کو سب کچھ سمجھتا ہے، کوئی دھیان اور دماغ کے کسی نقطہ کا مراقبہ کر کے خدا تک پہنچنے کی تعلیم دیتا ہے، اور سب کہتے ہی نہیں سمجھتے ہیں کہ راستے سب ہیں مگر میرا راستہ زیادہ اچھا ہے، ان سب کے ساتھ میرے من میں یہ بات آتی تھی کہ کوئی مالک ہے جو ان سب سے اوپر ہے، وہ ہر جگہ ہے، اور ہر ایک کی سنتا ہے، میں تنہائی میں اپنے مالک سے سرگوشی کرنے لگا، یہ سرگوشی اور اس کی لذت روز روز بڑھتی گئی، کئی بار میں جنگل میں رات کو نکل جاتا، تنہائی میں جا کر خوب مالک سے بات کرتا۔ خوب دعا کرتا، جیسے جیسے یہ حال مجھ پر طاری ہوتا گیا، مندروں اور دیوتاؤں کی پوجا سے میرا دل ہٹتا گیا، میرے ہادی و رحیم رب نے مجھے ہدایت دینے کے لئے "اھد نا الصراط المستقیم" کی دعا بھی بغیر کسی استاد اور داعی کے سکھائی، میں جنگل میں جاتا اور شاید دسیوں سال تک میرا معمول رہا کہ میں یہ دعا کرتا، میرے مالک جس طرح تو نے رام چندر جی، کرشن جی، عیسیٰ (پہلے عیسیٰ مسیح یسوع) حضرت محمد ﷺ (پہلے محمد صاحب) گرو نانک، سوامی دیانند کو راستہ دکھایا، مجھے بھی اپنی طرف سے نجات کا راستہ (مکتی مارگ) دکھا دے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے، بہت بہت دیر تک روتا رہتا، اس رونے کو میں مالک کی مہربانی سمجھتا، جب کبھی دعا مانگتے ہوئے آنسو نہ آتے، تو میں کسی گناہ کی سزا سمجھتا، اور مالک سے بہت توبہ کرتا، اس دوران ایک بار اجمیر کے ایک چرچ سے عیسائیوں کے پروگرام میں مجھے بلایا گیا، جہاں مجھے چیف گیسٹ بنا کر بلایا گیا

تھا، وہاں ہمیں ایک چادر اور ایک بائبل ہدیہ کی گئی، میں نے اس کو پڑھا مجھے خیال ہوا کہ مجھے دوسرے مذہبوں کی کتابیں اور قرآن مجید اور گروگرنتھ وغیرہ بھی پڑھنا چاہیے، ایک بار ہم دہلی سے شتابدی سے اجمیر پشکر کے لئے جا رہے تھے، میرے پاس ایک ڈاکٹر صاحب جن کا نام ڈاکٹر جمشید فلاحی تھا وہ بھی اجمیر کسی عزیز سے ملنے جا رہے تھے، ان سے بات ہونے لگی، معلوم ہوا کہ وہ ناگور کے رہنے والے ہیں اور ہمارے مندر سے کچھ فاصلہ پر ایک محلّہ کے رہنے والے ہیں، بیس سال سے سعودی عرب میں رہتے ہیں ، راستہ بھر ان سے باتیں ہوتی رہی، میں نے کچھ وقت مطالعہ کے لئے کوئی قرآن مجید ہندی یا انگریزی ترجمہ دینے کے لئے ان سے کہا، انھوں نے کہا اگلے ہفتہ میں ناگور پہنچ کر آپ کو قرآن مجید ضرور پہنچادوں گا، وہ بھول گئے، کئی بار میں نے فون کیا، معلوم ہوا کہ ناگور رہ کر دہلی چلے گئے، دس روز بعد پھر ناگور آئیں گے، میں انھیں یاددہانی کراتا رہا۔

اتفاق سے میں نے ایک دن فون کیا تو وہ ناگور میں تھے، میں ان کے گھر پہنچ گیا میری حددرجہ طلب پر انھوں نے مجھے قرآن مجید کا انگریزی پکتھال کا ترجمہ چندروز کے لئے دیا، اس پر انھوں نے نوٹ لگا رکھے تھے، انھوں نے کہا مجھے ایک ہفتہ کے بعد جانا ہے، اس لئے آپ کو یہ ترجمہ پانچ روز میں واپس کرنا ہوگا، قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو ایسا لگا کہ پیاسے کو پانی مل گیا، میں نے دہلی فرید بک ڈپو سے فون پر رابطہ کیا، کوریر سے قرآن مجید کا ایک نسخہ ہر قیمت پر بھیجنے کی درخواست کی، کوئی سعید صاحب سے فون پر بات ہوئی انھوں نے بلاقیمت اپنی طرف سے ہدیہ میں قرآن مجید بلیوڈوٹ سے مجھے بھیج دیا مجھے تیسرے روز مل گیا، میں نے ڈاکٹر جمشید کا قرآن مجید واپس کیا، قرآن مجید پڑھنے کے بعد مجھے راستہ طے کرنے میں مشکل نہیں ہوئی، ”اھدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیھم" تفصیل سے میری سمجھ میں آیا۔ اب اپنے پورے شرکیہ نظام کے بارے میں "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہنے اور سمجھنے کے علاوہ کوئی اور دوسری رائے نہیں رہی، میں نے طے کیا کہ مجھے اسلام قبول کرنا ہے، میرا پنجاب کا سفر ہوا، ایک بڑے مذہبی پروگرام میں میرا بھٹنڈہ جانا ہوا، وہاں پر ایک بڑی درگاہ ہے اس کے پاس ایک مسجد میں مولانا صاحب جو مسجد کے امام تھے ان کے پاس گیا، اور اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی، انھوں نے بتایا کہ یہاں پر مالیر کوٹلہ میں ایک مفتی صاحب یہ کام کرتے ہیں، میں نے کہا اس کے لئے ان کی فیس بھی ہے؟ انھوں نے کہا ٹھیک تو معلوم نہیں، سنا ہے بیس ہزار روپئے لیتے ہیں، میں نے کہا چلو اے، ٹی، ایم سے پیسے نکال کر یہ کام کرتے چلیں، دوسرے صوبہ میں ابھی لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگے گا، میں نے مالیر کوٹلہ کا سفر کیا مگر معلوم ہوا کہ مفتی صاحب ممبئی اور دہلی کے سفر پر گئے ہیں، مجھے نہیں معلوم تھا کہ اسلام کے لئے کیا کرنا ہوگا، البتہ یہ ضرور معلوم تھا مسلمان ہونے کے لئے سب سے اہم چیز مسلمانی کرانا یعنی ختنہ کرانا ہے، میں نے واپس آکر سب سے پہلے ختنہ کرانے کی سوچی اس کے لئے جے پور کا سفر کیا، ایک مسلمان ڈاکٹر کے یہاں جا کر ختنہ کرانے کو کہا، وہ بولے آپ کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا مسلمان ہونا ہے، وہ ڈر گئے، میں نے ان سے پوچھا ختنہ کراتے وقت مذہبی رسوم بھی ہوتی ہیں، یعنی مذہبی فارملٹی کے طور پر مولوی لوگ کچھ پڑھتے پڑھاتے ہیں یا نہیں؟ انھوں نے کہا نہیں۔ بس اسلام میں پاک رہنے کے لئے یہ سارے نبیوں کی سنت ہے، اس لئے ختنہ کرائی جاتی ہے، اور اس کے بغیر بھی مسلمان ہو سکتے ہیں، جب مجھے اطمینان ہو گیا کہ ختنہ کے لئے کوئی مذہبی رسوم نہیں ہوتی تو میں نے پھر ایک

ہندو سرجن سے ختنہ کروایا۔

سوال: ان سے آپ نے کیا کہا؟

جواب: میں نے ان سے کہا کہ اصل میں مجھے کئی بیماریاں ہیں جن کے لئے ڈاکٹروں کی رائے یہ ہے کہ مجھے ختنہ کرانی چاہئے۔

سوال: آپ اسپتال میں بھی داخل رہے؟

جواب: دوروز رہا، اللہ کا شکر ہے کہ سردی کا موسم تھا، بہت جلدی زخم اچھا ہو گیا۔

سوال: ختنہ کرا کے آپ نے مسلمان ہونے کے لئے آگے کیا کیا؟

جواب: اس دوران میں قرآن مجید پڑھتا رہا، میں نے اپنی ماں سے اپنے ارادے کا اظہار کیا، میری والدہ بہت پریشان ہو گئیں، اور انھوں نے مجھے سمجھایا کہ بھگوان اور دیوتا سے تیری آستھا ختم ہو گئی ہے تجھ پر کوئی حادثہ نہ آجائے، ہنومان جی کا شاپ نہ تجھ پر پڑ جائے، میں نے جا کر مندر کے چھوٹے والے حصہ میں ہنومان جی کا ہاتھ توڑا پھر اپنے ہاتھ کو دیکھا، بار بار اوپر نیچے کر کے دیکھتا کہ میرے ہاتھ کو کچھ نہیں ہوا، پھر میں نے ناک توڑی پھر اپنی ناک کو پکڑ کر دیکھا، اس طرح ایک پوری مورتی ختم کر دی، جا کر سو گیا خیال تھا کہ اگر اس میں کچھ ہوگا تو ضرور رات کو میرا حال خراب ہوگا، مگر کچھ ہونا تھا نہ ہوا، اب میں نے بالکل مسلمان ہونے کا ارادہ کر لیا، اپنی دانست میں مسلمان ہونے کیلئے سب سے اہم بات مسلمانی کرانا (ختنہ) تھا وہ میں کر چکا تھا، ناگور کے کئی مسجدوں کے اماموں کے پاس گیا، مگر وہ لوگ ڈرتے تھے، وہ لوگوں نے مجھے سمجھایا، جلدی میں فیصلہ نہیں کرنا چاہئے، خوب سوچ لیجئے اور اسلام کو سمجھ لیجئے۔

سوال: آپ اس سے بددل نہیں ہوئے؟

جواب: نہیں میں بددل نہیں ہوا، مجھے اطمینان تھا کہ جس مالک نے مجھے راستہ دکھایا اور قرآن تک پہنچایا وہ خود میرے اسلام کے لئے بھی انتظام کرے گا۔

سوال: پھر کیا ہوا؟

جواب: میں قرآن مجید پڑھتا رہا مجھے اطمینان ہوگیا کہ اسلام ہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے، قرآن مجید کی آیت میرا ایمان بن گئی، ان الدین عند اللہ الاسلام، میں اور دعا کرنے لگا، میرے مالک یہ تو آپ نے مجھے سکھا دیا کہ اسلام ہی صحیح مکتی مارگ ہے (مدار نجات راستہ) ہے، اب آپ ہی میرے لئے اس کو آسان کر دیجئے، میں جس ماحول میں گھرا ہوا تھا، اس میں کبھی کسی سے اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں سکتا تھا، چھپ چھپ کر میں بہت کوشش کرتا رہا، اس دوران میں بہت سے خواب دیکھتا کبھی دیکھتا میں نماز پڑھ رہا ہوں، کبھی دیکھتا میں اذان دے رہا ہوں، دو دفعہ دیکھا میں احرام پہنے طواف کر رہاں ہوں۔ پھر میرے اللہ نے میرے لئے راستہ کھولا، میرے ایک شاگرد ہمارے مندر کے ٹرسٹی بھی تھے، آندھرا میں تجارت کرتے تھے، وہ ایک بار سفر سے آئے، تو انھوں نے بتایا کہ وہ اپنے ایک کسٹومر (گاہک) کے ساتھ عادل آباد ایک پروگرام میں گئے تھے جس میں یوپی سے بڑے وِدْوان ودھارمک گرو مولانا کلیم صدیقی جی آئے تھے، انھوں نے ایسے دل کو چھوتا ہوا بھاشن دیا، تقریر کے آخر میں سب لوگوں کو ایک مالک کو ماننے کی اور انتم سنودھان قرآن مجید ماننے کی شپتھ دلائی اور وہاں پر ان کی کتاب "آپ کی امانت" بھی سب لوگوں کو دی گئی، جو لوگ ہندی میں لیں ان کو ہندی میں اور جو لوگ تیلگو میں لیں ان کو تیلگو میں، وہ کتاب انھوں نے مجھے لاکر دی اور آخر میں کلمہ دکھایا، کہ یہ کلمہ انھوں نے سب لوگوں سے سچی آتما سے پڑھنے کو کہا تھا، انھوں نے مجھے بتایا کہ

گروجی مجھے یہ کلمہ پڑھ کے بڑی شانتی ملی اور مجھے ایسا لگا کہ میں نے بڑے پاپ سے توبہ کی ہے، انھوں نے مجھے بتایا کہ بعد میں انھوں نے کسی پیر فقیر، درگاہ، دیوی دیوتا، مورتی کی پوجا سے بچنے کی تاکید کی، کتاب میں نے ان سے لے کر ایک بار میں پڑھ ڈالی، اس کا ہر لفظ قرآن پڑھنے کی وجہ سے میرے اندر کی آواز تھا، کتاب پر جو فون لکھے تھے میں نے ان سے رابطہ کر کے حضرت کا فون نمبر حاصل کیا، انھوں نے بتایا کہ کوشش کر تے رہیں فون ذرا کم ملتا ہے، اگر نہ ملے تو ایس، ایم، ایس، کر دیں، میں فون کی کوشش کرتا رہا، نہ ملا، تو میں نے ایس، ایم، ایس کیا کہ اسلام قبول کرنے کے لئے رابطہ کرنا چا ہتا ہوں، شام کو حضرت کا فون آیا تقریباً دس منٹ بات ہوئی، جب حضرت کو معلوم ہو اکہ ہم ختنہ بھی کروا چکے ہیں تو انھوں نے دہلی بلایا فون پر ہی کلمہ پڑھوادیا، دہلی آکر بھی ملاقات ذرا مشکل سے ہوئی، مگر اللہ کا شکر ہے کہ میں جماعت میں چلا گیا، چار مہینے لگائے، تین عالم سال لگانے والے ساتھ میں تھے، انھوں نے نورانی قاعدہ ہردوئی کے طرز پر پڑھایا، چار مہینے میں خوب اچھی اردو اور چار پارے قرآن مجید ناظرہ پڑھادیا، الحمد للہ واپس آیا تو لوگ مجھے دیکھ کر غلط فہمی میں پڑنے لگے، وہ مجھے مولانا سمجھتے تھے، مجھے ایسا لگا کہ یہ لوگ دھوکہ میں ہیں میں نے خیال کیا کہ مجھے صافہ اتار کر حلیہ بدلنا چاہئے، حضرت نے کہا ہرگز نہیں یہ تو مومن کا لباس اور حلیہ ہے، مولانا کا نہیں، اب اگر عام مسلمان اپنے حلیہ سے ہٹ گئے ہیں تو اس کی وجہ سے آپ اسلامی شباہت بدلیں، یہ جائز نہیں۔

سوال: اتنی مدت تک گھر والوں نے آپ کو تلاش نہیں کیا؟

جواب: میں نے گھر والوں اور پورے حلقہ کو بتایا کہ پی، ایچ، ڈی مکمل کرنے جا رہا ہوں

، جماعت سے واپس آکر میں نے اپنی والدہ سے فون پر بات کی، انھوں نے مجھے بہت خوشامد کر کے گھر بلایا، اور شیوسینا وغیرہ کے لوگوں کو تیار کیا، بہت سی مذہبی ذمہ داروں کی خوشامد کی کہ میرے بچے کا دھرم بچاؤ، آنے کے بعد مجھے پکڑ لیا گیا، مجھے گھر میں بند کیا گیا بہت سمجھایا گیا، میرے خلاف آتنگ واد (دہشت گردی) کا مقدمہ قائم کرنے کی دھمکی دی گئی، زبردستی میری داڑھی کاٹ دی گئی، جب یہ بات ان کے دل میں بیٹھ گئی کہ میں پھرنے والا نہیں ہوں تو مجھ پر زبردست قاتلانہ حملے ہوئے، دوبار مجھے زہر دینے کی کوشش کی گئیں، ہر بار میرے اللہ نے میری مدد کی اور ان کی تدبیر فیل ہوگئی۔

سوال: عمرے کے لئے آپ کیسے گئے؟

جواب: شعبان میں دہلی حضرت سے ملنے آیا، میں نے اپنے احرام اور طواف کے خواب کا ذکر کیا، حضرت کے پاس کوئی صاحب بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے خواہش ظاہر کی کہ عمر فاروق کو میں اپنے ساتھ عمرہ میں لے جانا چاہتا ہوں، میرا پاسپورٹ بھی نہیں تھا، انھوں نے ایک آئی ایس افسر کے واسطہ سے ایمرجنسی پاسپورٹ بنوایا اور رمضان میں عمرہ کیا، عمرہ میں گیا تو حج کی دعا کی، اللہ نے قبول فرمائی اور اللہ کا شکر ہے کہ مہاراشٹر کے ایک حاجی صاحب کے ٹور میں صرف ایک لاکھ روپے میں حج ہوگیا۔

سوال: آپ کی پہلی شادی نہیں ہوئی تھی، اب آپ نے دوبارہ شادی کی یا نہیں؟

جواب: نہیں اصل میں میرا مجرد (برہمچریہ) زندگی گذارنے کا ارادہ تھا، اس لئے میں نے شادی نہیں کی، ہمارے ساتھ ایک مولانا صاحب جنھوں نے جماعت میں ہمارے ساتھ وقت لگایا تھا، حضرت کے مشورہ سے ان کی بہن جو عالمہ ہیں اور لکھنؤ سے عالمیت کی ہے، ان سے میری شادی پچھلے سال حج سے آنے کے بعد ہوئی ہے۔

سوال: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: الحمدللہ اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں، دعوت زندگی کا مقصد ہے، اس سال حضرت نے ایک نشانہ اور خاکہ طے کیا ہے، مدھیہ پردیش خصوصاً چھتیس گڑھ کی بھیل آبادی ہمارا پہلا نشانہ ہے، ان میں کام شروع کیا ہے، انشاء اللہ اجتماعی طور سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ راستے کھولیں گے۔

سوال: ماشاء اللہ۔ ارمغان کے قارئین کے لئے کوئی پیغام آپ دیں گے؟

جواب: مجھ جیسے حق اور سچائی کے پیاسے لوگوں پر ترس کھائیں، کسی بھوکے پیاسے کو کھانا پانی دینے کے لئے، کسی کو کھانا پانی دے کر ذمہ داری دی گئی ہو، اور وہ پہنچانے کے بجائے خود مانگنے والوں کو میری طرح دھکے کھلائے، یہ بہت ظلم ہے، اور ایمان اور ظلم ایک دوسرے کے مخالف چیزیں ہیں ایمان کے ساتھ یہ ظلم اچھا نہیں۔ حق داروں کو حق پہنچانے کی ہم سبھی کو فکر کرنی چاہیے۔

سوال: بے شک واقعی، بہت سچی بات آپ نے کہی، بہت بہت شکریہ۔ السلام علیکم

جواب: شکریہ تو آپ کا، کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ وعلیکم السلام

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، دسمبر ۲۰۱۱ء

۱۰۷ اوم کی حقیقت جاننے کی میں اسلام ملا

بھائی سلیمان (ابھیشیک وشوکرما) سے ملاقات

میں تمام امت سے چاہے وہ نومسلم ہوں، عالم ہو یا امام یا چھوٹے سے چھوٹا مسلمان ہو یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ وہ اسلام کو پورا پورا مکمل طور پر اپنی زندگیوں میں اتاریں، آج ہم نے دین کے ایک حصہ کو چن لیا ہے، بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت آنی چاہئے تبھی اسلام پر عمل ہوسکے گا یا بہت سے یہ کہتے ہیں کہ ہم پہلے اپنی زندگی میں پوری طرح اسلام لے آئیں تبھی غیر مسلموں کو دعوت دیں گے، یہ سب ادھورے کنسپٹ ہیں، ادھورے کنسپٹ اسلام میں نہیں ہے، کیونکہ اسلام پورا کنسپٹ ہے اس لئے جب تک اس کو پورا دل سے قبول نہیں کروگے صحیح طور پر کامیابی نہیں ملے گی۔

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھائی سلیمان : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال : آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب : میرا پہلا نام ''ابھیشیک وشوکرما'' تھا۔ میری پیدائش جبل پور (M.P) کی ہے

اور میں اندور کا رہنے والا ہوں، میرے والد جبل پور سے اندور آ گئے تھے، میں نے بارہویں انگلش میڈیم اسکول سے کی ہے اور پریسٹیج کالج اندور سے B.B.A کیا ہے، اور میں نے ڈیپلومینگ انجیرنگ بھی کی ہے اور بیسک پروگرام اور ویب ڈیزائنگ بھی سیکھی ہے، پروگرامنگ اور ڈرائنگ پوری طرح نہیں سیکھ پایا ہوں، اندور میں میں اپنے پاٹنر جس کا نام منیش ہے، کے ساتھ computer vista کے نام سے دکان کیا کرتا تھا میرا کام فیلڈ ورک کرنا اور کمپیوٹر اسمبل اور ریپئر کرنا تھا،

سوال: آپ اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ سنائیں؟

جواب: میری زندگی بالکل آوارہ قسم کے لوگوں کی طرح گذرتی تھی، جو کماتے تھے وہ دوستوں کے ساتھ شراب خوری میں اڑا دیتے تھے کسی برائی کو برا نہیں سمجھتے تھے، میرے دوست میرے سامنے بدکاری کرتے تھے اور ہم اس چیز کو بالکل برا نہیں سمجھتے تھے بس شراب میں مست رہتے تھے، اللہ کو مجھ جیسے گندے کو ہدایت دینی تھی تو اس نے میرے ہدایت کا ذریعہ اوم کو بنایا، ایک مرتبہ میں اسکول جا رہا تھا تو میری نظر ایک جگہ اوم لکھا ہوا تھا اس پر پڑی، میں نے سوچا اس کا کیا مطلب ہے، میں نے اس کی تحقیق شروع کر دی، اس تحقیق سے مجھے معلوم ہوا کہ اوم کو ہندو مذہب میں ایشور کے نام سے جانتے ہیں اس کا کوئی بت نہیں ہے، اس کے بعد میں نے اس کے بارے میں مزید تحقیق کی تو مجھے معلوم ہوا کہ سارے گرنتھوں میں سب سے پہلے یہ اوم لکھا ہوتا ہے، اوم نما شوایا، اوم گنیشھا ئے نما لکھا ہوتا ہے، مجھے یہ احساس ہوا کہ ہم سب معبودوں میں سب سے پہلے اس کا نام کیوں لیتے ہیں شیو اور گنیش سے پہلے بھی اس کا نام لکھا ہوتا ہے، میں نے غور کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ سمجھایا کہ اوم کو نم کرتا ہے شیو، یعنی اوم کے تابع ہیں شیو، میں پریشان ہو

گیا کہ شیو خود ادم میں لگا ہے اور میں شیو کے پیچھے لگا ہوں، یہ کیسا معاملہ ہو گیا۔

۲۰۰۷ء میں اندور میں ہندو مسلم فساد ہو گیا جس کی وجہ سے سب دوستوں سے رابطہ ختم ہو گیا، میں بہت کوشش کرتا رہا لیکن تین دن تک کسی سے کوئی رابطہ نہیں ہوا، میرا B.B.A کا آخری سال تھا اور میں ایک Subject میں بہت کمزور تھا اس کی وجہ سے میں کوچنگ کرر ہا تھا، فسادات ہونے کی وجہ سے میرا کوچنگ سینٹر میں کوئی رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا، ایک لڑکا جس کا نام مزمل تھا وہ مجھ سے تقریباً دو سال چھوٹا تھا وہ بھی میرے ساتھ کوچنگ کیا کرتا تھا، اس بھی میرا رابطہ بہت مشکل سے تین روز بعد ہو پایا، میرے پیپر بہت قریب تھا، پڑھائی نہ ہونے کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا، میں نے مزمل سے سر کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ سر کا کسی لڑکی سے افیئر چل رہا تھا وہ اس کو لے کر بھاگ گئے ہیں، یہ سن کر مجھے بڑا افسوس ہوا کہ میرے پیپر کا کیا ہوگا، میرے دل میں ادم کے بارے میں جاننے کی لگی ہوئی تھی، میں نے مزمل سے اسلام کے بارے میں معلوم کیا تو وہ بھی بہت زیادہ نہیں جانتا تھا، اس نے مجھے بتایا کہ ہمارے یہاں صرف ایک اللہ کو مانتے ہیں تمہاری طرح بہت سے معبود ہمارے یہاں نہیں ہوتے اور مجھے کلمہ بتایا، لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور آخری رسول ہیں، بس یہ آخری چیز رہے، میرا ایک اور مسلمان ساتھی تھا اس کا نام حکیم تھا، میں نے اس سے فساد کے بارے میں بات کی، کہ فساد سے کسی کو کچھ بھی نہیں ملا، نہ ہندوؤں کو کوئی فائدہ ہوا اور نہ مسلمان کو ہی کوئی فائدہ ہوا، لائف اسٹائل ایک دم پہلے جیسے ہو گیا ہے، جب پانچوں انگلیاں کسی مذہب میں برابر نہیں ہیں، تو کسی پر انگلی اٹھانا بھی صحیح نہیں ہے، اس کو یہ بات

بہت اچھی لگی، میں نے اس سے اسلام کے بارے میں معلوم کیا تو وہ ڈر رہا تھا، مجھے بتا نہیں رہا تھا، میں نے اس سے بار بار پوچھا اور اس نے اوم کے بارے میں بتایا تو اس نے مجھ سے کہا کہ جس طرح تم اوم کو مانتے ہو، اسی طرح ہم بھی ایک اللہ کو مانتے ہیں، لیکن اللہ کے علاوہ ہم کسی کو معبود نہیں مانتے اور نہ ہمارے یہاں تمہاری طرح بت ہیں، ایک مرتبہ ایک جگہ بھجن (ویڈیو) چل رہا تھا، حکیم بھی میرے ساتھ ویڈیو دیکھ رہا تھا بھجن میں جو بت تھا مجھے اس کی صورت بڑی اچھی لگی میں نے اس کہا کہ دیکھو بت کتنا اچھا ہے، وہ کہنے لگا کہ بت تو اچھا ہے لیکن اس کا کیا فائدہ ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ تمہارا اللہ کیسا ہے، اس نے کہا کہ اللہ کو کسی نے نہیں دیکھا، وہ تو یہ آسان سا جواب دے کر چلا گیا، لیکن میرے دل میں طلب ہوئی کہ اللہ جس کو کسی نے نہیں دیکھا، وہ کیسا ہوگا، پھر میرے دماغ میں اوم اور اللہ کی تصویر ملنے لگیں، کہ اوم بھی ایشور ہے اس کو بھی کسی نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کو بھی کسی نے نہیں دیکھا، ہو نہ ہو کوئی نہ کوئی تعلق تو ضرور ہے، اس کے بعد میں نے مزمل سے بہت زیادہ پوچھ تاچھ شروع کردی اس کو ہندو مذہب کے بارے میں پتا تھا کہ ہندو مذہب میں اس کام کی یہ سزا ہے اور گیتا میں یہ ہے، ایشور کو یہ کہتے ہیں، لیکن وہ مجھے صرف یہ بتا تا رہا کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں، اور یہ آخری شریعت ہے اس کے علاوہ وہ مجھے کچھ نہیں بتاتا تھا، میں اس سے تقریباً دو ہفتہ تک کہتا رہا کہ مجھے اسلام کے بارے میں معلوم کرنا ہے، مجھے کچھ بتاؤ تو اس نے کسی مولانا سے خود قرآن کا ترجمہ پڑھ کر مجھے بات سنائی شروع کردی، مجھے لگا کہ یہ باتیں جو مجھے بتا رہا ہے یہ باتیں زیادہ واضح ہیں، میرے مذہب میں جو باتیں بتائی جارہی ہیں ان سے زیادہ باتیں صحیح ہیں، پھر ایک جگہ پر ایک بریلوی عالم تھے

،رات کو ان کی مجلس ہوا کرتی تھی، وہاں پر سب مذہب کے لوگ جایا کرتے تھے تو میں بھی ان کے پاس جانے لگا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی بات کیا کرتے تھے، کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس کو اس سے محبت ہو جائے وہ ایسا ہے، مجھے رات کو دیر ہو جاتی تھی بارہ بارہ بج جاتے تھے لیکن میں انکی باتیں سن کر وہاسے جاتا تھا، مزمل سے بھی روزانہ اسلام کے بارے میں جاننے کا سلسلہ میرا جاری رہا وہ روزانہ اسلام کے بارے میں سیکھتا تھا اور مجھے بتاتا تھا، میں یہ باتیں سن کر جب گھر جایا کرتا تھا تو میری حالت عجیب سی ہوتی تھی میں مجنوں کی طرح بستر پر جا کر پڑ جایا کرتا تھا۔ میرے دل میں طرح طرح کے خیال آیا کرتے تھے کہ میں کس مذہب میں ہوں؟ اور یہ مذہب کیا ہے؟ کہ کبھی کہتا ہے کہ اس میں موکش بھی ہوتا ہے اور کبھی کہتا کہ اس میں سات جنم بھی ہوتے ہیں اور اس میں اتنے روپ لینے پڑتے ہیں، میں بہت الجھ گیا تھا اور بہت پریشان تھا، لیکن میرا دل کسی نہ کسی طرح سے اللہ کی طرف بار بار رجوع ہوتا تھا کہ کچھ بھی ہو اللہ ایک ہے، پھر ایسا کرتے کرتے میرے Exam نزدیک آگئے، یہاں تک کہ جب میں امتحان دے کر آیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرے پاسنگ مارک بھی بہت مشکل سے آئیں گے۔

میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ رزلٹ اور دنیا تو جائے ایسی تیسی میں، مجھے تو میرے اللہ سے مطلب ہے مجھے اس کی ماننی ہے، اور اس کی غلامی کرنی ہے، دو مہینے کے بعد جب میں رزلٹ دیکھنے گیا تو میرے دل میں کسی نے پیچھے سے ایک بات ڈالی مجھے احساس ہوا کہ کوئی پیچھے سے میرے دل میں کچھ ڈال رہا ہے، مجھے خیال آنے لگا کہ تو کیا کر رہا ہے کس سوچ و فکر میں پڑ گیا تو تو اچھا خاصہ برہمن ہے، وشوکرما ہے، بھردواج جیسے خاندان سے ہے، اس خاندان کی بڑی حیثیت ہے، میرے سامنے یہ سب باتیں

آ گئیں، پھر میرے دل میں خیال آیا کہ خاندان کس کے کب کام آئے ہیں، پھر شیطان یہ بات ڈال دی کہ تو تو بڑے بڑے بتوں کو مانتا ہے تو شیو کو مانتا ہے تو کہاں ایک خدا کے پیچھے لگ گیا؟ پھر میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اس خدا میں دم ہے جس کو میں مانتا آیا ہوں تو یہ مجھے ضرور اچھے مارکس سے پاس کر دے گا، میں نے شیو کے نام میں کتنی طاقت ہے اس کا آزما کر دیکھا، اور رزلٹ شیو کے نام سے کھولا تو وہ رزلٹ 34% پر تھا اور مجھے 35% یا 36% کی ضرورت تھی اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ یہ جتنے عقیدے ہیں جن کو میں مانتا ہوں سارے فضول ہیں سب بیکار کی باتیں ہیں، بس ایک اللہ ہے اور وہی وہی سب کچھ کرنے والا ہے، اس کے بعد میں مزمل کے پاس منہ لٹکائے ہوئے جا کر بیٹھ گیا، مزمل نے معلوم کیا کہ کیا ہوا؟ میں نے اسے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ میں فیل ہو گیا ہوں، اس نے کہا کہ یہ بات مسکرا کر کیوں بتا رہے ہو، میں نے کہا کہ مجھے آج اس کی پہچان ہو گئی ہے جو میرا مالک ہے، مجھے اس سے محبت ہے اس لئے اس نے مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے میں اس کا غلام ہوں جو پوری دنیا کا رب ہے اور اسی کے سامنے جھکتا ہوں، مجھے بتاؤ کہ مسلمان کیسے بنا جاتا ہے، پر افسوس کی بات ہے کہ اس کو معلوم نہیں تھا کہ کیسے مسلمان بنتے ہیں؟ اس نے کہا کوئی مولوی صاحب ہی بتائیں گے کہ کیسے مسلمان بنتے ہیں، میں ایک ہفتہ تک کوشش کرتا رہا کہ کوئی مجھے مسلمان بنا لے لیکن کسی نے مجھے کلمہ نہیں پڑھایا، پھر ایک صاحب نے بتایا کہ سامنے مسجد ہے یہاں پر بہت سے مولانا آتے ہیں تم وہاں چلے جاؤ، میں وہاں گیا تو شام میں تبلیغی جماعت کا پروگرام چل رہا تھا، اس میں **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا ذکر آیا تو کسی نے کہا کہ اس کلمہ کو پڑھ کر ہی مسلمان بنتے ہیں، اس کو جو دل سے پڑھتا ہے وہ اسلام میں آجاتا

ہے، میں نے اس سے کہا کہ یہ تو کافی دن پہلے مجھے مزمل نے بتایا تھا لیکن اس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اس کلمہ کو پڑھ کر اسلام قبول کیا جاتا ہے، کلمہ پڑھنے کے بعد مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میں آج بھی اس کو بیان نہیں کرسکتا، اس کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ یہ اتنی اچھی بات ہے، سبھی کو بتانی چاہئے اور سب کو اس کی دعوت دینی چاہیے لیکن کئی لوگوں کے مشورہ سے میں نے اپنے اسلام قبول کرنے کو چھپائے رکھا، میں اپنے گھر والوں کو اور اپنے بھائی کو اسلام کے بارے میں بتاتا رہا میرا بھائی اتنا جوش میں آیا کہ وہ گھر میں قرآن لانے کو تیار ہوگیا ابھی تک میں اس کو بتایا نہیں تھا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے لیکن کسی نے میرے والد کے پاس مخبری کردی کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے، ان کی پوسٹنگ پونہ میں تھی وہ فوراً وہاں سے آگئے، میں سویا ہوا تھا صبح آٹھ بجے مجھے جگایا اور ڈانٹنا اور دھمکانا شروع کردیا، اس وقت اللہ تعالیٰ معاف فرمائے میں نے تین بار ان سے جھوٹ بالا کہ میں نے اسلام قبول نہیں کیا ہے، لیکن میں نے دل کی بات کہہ دی کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے، وہ مجھے گھر سے نکالنے لگے، لیکن ان کی دماغ میں یہ بات آئی کہ اس پر دوسری طرح دباؤ ڈالنا چاہیے، تو وہ گھر سے باہر گئے اور کچھ غنڈوں کو لے کر آئے، انہوں نے مجھے دھمکی دی اور مارنے کاٹنے کی بات کی مجھے ڈر ہوا کہ جن مسلمانوں سے میرا ملنا جلنا ہے کہیں وہ اس میں نہ پھنس جائیں لیکن میں نے ان غنڈوں سے بھی گرم جوشی سے بات کی تو ان کو بھی سمجھ میں آگیا کہ اگر ہم اس کو ماریں پیٹیں گے بھی، تو یہ بدلنے والا نہیں، اس لئے وہ چلے گئے پھر کسی نے میرے والد کو یہ مشورہ دیا کہ اس کو گھر سے مت نکالو ابھی اس نے گرم جوشی میں اسلام قبول کرلیا کچھ دن ساتھ رہے گا تو پھر واپس آجائے گا، میں مفتی یونس صاحب کے پاس گیا اور میں نے ان کو بتایا کہ آج

گھر پر ایسا ہوا، کچھ ہی دیر بعد میرے والد بھی مفتی یونس صاحب کے پاس پہنچ گئے، وہ چاہتے تھے کہ کوئی مولوی ایسا مل جائے جو میرے بیٹے کو سمجھائے اور پھر دوبارہ وہ ہندو بن جائے تو کسی نے ان کو مفتی یونس صاحب کے پاس بھیج دیا، مفتی صاحب نے ان کو سمجھایا کہ نوجوان لڑکا ہے گرم خون ہے جب آپ ہی کی بات نہیں مان رہا ہے جب کہ آپ اس کے والد ہیں تو کسی دوسرے کی کیسے مانے گا، اور آپ کے خلاف ہو گیا تو میرے بھی خلاف ہو جائے گا۔ پھر والد صاحب نے مجھے ایموشنل بلیک میل کرنا شروع کر دیا، کبھی گاڑی گھوڑوں کی بات کرتے تھے تو کبھی پیسوں کی بات کرتے تو کبھی کمپیوٹر شوروم کھلوانے کی بات کرتے تھے، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ان چیزوں نے اسلام سے نہیں ہٹایا، کیونکہ گھر میں شرک کا ماحول تھا اس لئے میرا دل گھر میں لگتا نہیں تھا، میرے بہت سے مسلمان لڑکے بھی دوست بن گئے تھے تو میں نے گھر پر جانا بھی کم کر دیا تھا بس گھر میں ۲ یا ۳ گھنٹے کے لئے گھر چلا جاتا تھا، ورنہ رات کو بھی اپنے مسلمان دوستوں کے ساتھ ہی رہا کرتا تھا تو میرے والد نے مفتی یونس صاحب سے شکایت کی کہ یہ بگڑ رہا ہے رات میں بھی گھر پر نہیں آتا تو مفتی یونس صاحب یہ سمجھے کہ میں غلط صحبت میں رہ رہا ہوں اس لئے انہوں نے مجھے گھر پر رہنے کے لئے کہا دو تین بار تو میں نے مفتی صاحب کے کہنے کو ٹال دیا لیکن جب انہوں نے تاکید کی میں گھر پر رہنے لگا، گھر والوں نے میرا بستر اور باتھ روم الگ کر دیا اور مجھے طرح طرح سے بلیک میل کرنے لگے، کبھی کہتے تو نوکری کر، میں نوکری کرنا چاہتا تو کہتے کہ اگر تو نوکری کر رہا ہے تو ایک مہینے میں ستر ہزار کما کر دکھا، مسلمان ہو گیا ہے تو تو کچھ بن کر دکھا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد میرے والد مفتی یونس صاحب کے پاس گئے، اللہ کا شکر ہے کہ میرے والد ہی میرے پکا مسلمان ہونے کی دلیل دیتے تھے ان سے کہنے لگے کہ آپ بڑے مفتی ہیں، آپ اگر اس کو سمجھائیں گے تو وہ ضرور ہندو ہو جائے گا، تو مفتی صاحب نے ان کو کچھ جواب دیا ہوں گا، انہوں نے مفتی صاحب کو آر ایس ایس کی دھمکی دی کہ میں آر ایس ایس والوں سے آپ پر چڑھائی کروادوں گا، مفتی صاحب نے بھی ان سے کہا کہ ہم کسی سے ڈرنے والے نہیں ہیں آپ کو جو کرنا ہے کرلو، مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں گھر پر آکر بہت غصہ ہوا اور اپنے والد سے کہا کہ آپ کیوں مفتی صاحب کے پاس جاتے ہیں، انہوں نے مجھے مسلمان نہیں بنایا ہے میں تو اپنی مرضی سے مسلمان ہوا ہوں اور اگر مفتی صاحب مجھے ہندو بننے کے لئے سمجھائیں گے تو بھی میں ہندو بننے والا نہیں ہوں اور آپ تو میرے والد ہیں جب آپ ہی مجھے ہندو نہیں بنا سکے تو دوسرے کیسے بنا سکتے ہیں، آپ خود ہی کوشش کریئے مجھے ہندو بنانے کی، اور آپ کے یہ جو معبود ہیں اگر ان میں طاقت ہے تو ان سے کہیے اور ان سے دعا مانگے کہ میں واپس آجاؤں۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: میں جماعت وغیرہ میں تو جانے لگا تھا لیکن میری خواہش تھی کہ میں جس طرح اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں اسی طرح اپنے ہندو بھائیوں کو بھی اسلام کی طرف بلاؤں میں اس سلسلہ میں کوشش کرتا رہا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت (مولانا کلیم صدیقی صاحب) کا وہاں پروگرام ہو گیا، میں نے حضرت کی تقریر سنی تو دل میں دعوت کا جذبہ اور ابھر گیا، بعد میں میں نے حضرت سے ملاقات کی اور پھر حضرت سے بیعت بھی ہو گیا حضرت نے مجھے سمجھایا کہ گھر والوں کا زیادہ حق ہے، پہلے انہیں کو دعوت دی جائے

اوران کے ساتھ رہ کران پر کام کیا جائے

سوال: آپ نے گھر والوں کو دعوت دی؟

جواب: جی ہاں میں نے گھر والوں کو دعوت دی، ان میں کسی نے اسلام قبول نہیں کیا، لیکن اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ لوگ اسلام کو برا بھلا نہیں کہتے۔

سوال: گھر میں آپ نے کس کس کو دعوت دی؟

جواب: گھر میں میں نے ماں کو اور چھوٹے بھائی کو دعوت دی لیکن اب وہ لوگ کہتے ہیں کہ تم اس بارے میں بات مت کرو، میرا چھوٹا بھائی بھی یہی کہتا ہے کہ اس بارے میں بات مت کرو اس سلسلہ میں ہمیں بات کرنے کو منع کیا گیا ہے۔

سوال: آپ نے گھر کیسے چھوڑا؟

جواب: ایک مرتبہ میں گھر پر تھا تو میرے والد نے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کر دی، اس پر مجھے اتنا جلال آیا کہ میں اپنے والد پر مارنے کے لئے چڑھ گیا مجھے کچھ نظر نہیں آرہا تھا لیکن میری ماں اور بھائی نے مجھے پکڑ لیا، میری ماں والد صاحب سے کہنے لگیں کہ آپ اس کو اس حال پر چھوڑ دیجئے یہ تو کسی ایک کا ہو گیا ہے اب ہم اس کو واپس نہیں لا سکتے، مجھے والدہ کی بات سے بڑی تقویت ملی اور میں گھر سے نکل آیا اور جس مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا وہاں مفتی مظہر صاحب کے پاس پہنچا اور ان کو ساری بات بتائی اور ان سے کہا کہ میں گھر نہیں جاؤں گا، ان کی وجہ سے میری ایک مین سنت چھوٹی ہوئی ہے، اور داڑھی رکھوں گا مفتی صاحب کہنے لگے کہ میں کسی سے فون پر مشورہ کرلوں، میں نے مفتی صاحب سے کہا کہ اب مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے ڈر ہوا کہ کہیں کوئی مصلحتاً مجھے واپس جانے کو نہ کہہ دے اور اتنے دن سے میں داڑھی اور اسلام کے دیگر ارکان پر عمل نہیں کر رہا ہوں کہیں دوبارہ وہاں جا کر نہ کر پاؤں، پھر میں نے اپنے مسلمان

دوستوں کے مشورہ سے جماعت میں جانے کا پروگرام بنایا، دوستوں نے یہ مشورہ دیا کہ ۴ مہینہ کے لئے جماعت میں چلے جاؤ، وہاں پر اسلام کو اچھی طرح سیکھ بھی لوگیا ور کچھ دن محفوظ بھی رہوگے۔ انہوں نے میری مدد بھی کی اور میرے لئے تمام بندوبست کردئے تو میں جماعت میں چلا گیا، جماعت میں میری ایک لڑکے واصل سے دوستی ہوگئی، اس نے مجھ سے کہا کہ تیرے لئے ایک کام ہے تو مدرسہ میں لڑکوں کو انگریزی پڑھانا اور ہم تجھے قرآن سیکھادیں گے، میری حضرت سے بات ہوئی تھی تو حضرت نے مجھے بلایا تھا، میں نے ''واصل'' سے کہا کہ میں تین مہینے رمضان تک ہی پڑھاؤں گا میں نے تین مہینے بچوں کو پڑھایا اور پھر حضرت کے پاس پھلت آگیا۔

سوال: مفتی صاحب سے کیسے ملاقات ہوئی؟

جواب: جس مسجد میں نماز پڑھتا تھا وہاں پر لوگ کہتے تھے کہ اگر کسی مسئلہ میں الجھ جاؤ تو مفتی صاحب سے معلوم کرلینا۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کو کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: نہیں مجھے کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا لیکن ایک بات میرے دل میں کھٹکتی ہے کہ اور مجھے اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے کہ مثال کے طور پر ایک شخص ہے جو مدینہ میں رہتا ہے اور ایک میں ہوں، یا کوئی امریکہ میں رہنے والا بندہ ہے ان میں کون زیادہ خوش نصیب ہے، ظاہر ہے نبی کے روضۂ اطہر کے قریب اور مدینہ میں رہنے والا زیادہ خوش نصیب ہے، اسی طرح جو پیدائشی مسلمان ہیں اور جن کو اسلام شروع سے ملا ہے وہ زیادہ خوش نصیب ہیں، وہ اللہ کو بچپن سے جانتے ہیں اور اللہ کے محبوب محمد ﷺ کو وہ شروع سے جانتے ہیں زیادہ خوش نصیب ہیں اور اچھی قسمت والے ہیں، لیکن پھر بھی نافرمانیوں پر آمادہ ہے ہیں اور اسلام کی قدر دل میں نہیں ہے، علماء کی قدر دل سے نکل گئی

ہے، اس بات کو دیکھ کر مجھے افسوس ہوتا ہے۔

سوال: سلیمان بھائی واقعی آپ نے سچ کہا کہ ہمارے دلوں سے اسلام کی قدر و اہمیت نکل گئی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کی طرح اسلام کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آپ نے اسلام کو سمجھ کر چنا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسلام پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: میرا ارادہ ہے کہ حضرت کی طرح بلکہ حضرت سے بھی زیادہ صحابہؓ کی طرح دعوت کا کام کروں اور میری دعوت پر لوگ جوق در جوق اسلام قبول کریں اور ان کا اسلام بھی مثالی ہو کہ جو ہمیں اور ان کو دیکھے وہ بھی اسلام لے آئے اور مسلمان بھی ان کو دیکھ کر صحیح راہ پر چلنے لگیں۔

سوال: اس کے لئے آپ نے کیا تیاری کی ہے؟

جواب: اس کے لئے لٹریچر پڑھتا رہتا ہوں بہت سی ویب سائٹ ہیں جن پر کچھ ایشوز آتے رہتے ہیں، ان کو بھی پڑھتا رہتا ہوں اور ارمغان بھی پڑھتا ہوں اور حیاۃ الصحابہ، صحابہ کا اسلام اور ان کے بعد یہ کتابیں پڑھی ہیں اور میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے بہت زیادہ متاثر ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان حضرات کی طرح کام کروں۔

سوال: کام کے سلسلہ میں آپ نے ابی سے بات کی ہے؟

جواب: اصل میں میرا ایک سال میری بیماری کھا گئی، میں جب پہلے آیا تھا تو بہت زیادہ بیمار ہو گیا تھا مجھے وائرل ہو گیا تھا میں نے ایک لوکل ڈاکٹر سے ٹریٹمنٹ لیا تھا تو بیماری زیادہ بڑھ گئی، خون کی کمی ہو گئی، ملیریا بھی ہو گیا تھا اور پیلیا بھی ہو گیا تھا تو حضرت نے مجھے اندور ہی بھیج دیا اور وہیں علاج کرانے کو کہا میں نے وہاں علاج کرایا اور جب چلنے

پھرنے لگا تو ڈاکٹر کی اجازت سے یہاں آ گیا، حضرت نے بھی کہا کہ ابھی ٹیسٹ وغیرہ ضرور کراتے رہیں، اور ایک ڈاکٹر صاحب کا نام بتایا ہے کہ ان کو دکھا دیں۔

سوال: اسلام میں آپ کو کیا چیز پسند آئی؟

جواب: اسلام میں تو سبھی کچھ اچھا ہے اللہ رب العزت نے اسلام کو زندگی کا اتنا بہترین مینجمنٹ بنا کر بھیجا ہے کہ رشتوں کی بات کریں تو ماں باپ کا رشتہ ہے بہن بھائی اور میاں بیوی کا رشتہ ہے ان میں کسی کو بھی اگنور نہیں کیا جا سکتا، اگر اگنور کرے تو معاملہ درہم برہم ہو جائے گا، یا پردہ کو لے لیجئے کہ اگر ہم پردہ چھوڑ دیں تو جہالت کے سارے راستے یہیں سے کھل جائیں گے، یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے لگیں تو سارے معاملہ ہی خراب ہو جائیگا، تو اللہ رب العزت نے اسی وجہ سے حکم دیا کی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، یہ نہیں کہ کلمہ پڑھ لو اور نماز، حج، زکوۃ، اور روزہ ادا کر لو کافی ہے، حالانکہ ایک صحابی ایسے بھی ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کے نبی مجھے کچھ ایسا عمل بتا دیجئے تو آپ ﷺ نے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کرنے کو کہا اور ان کے بارے میں کہا کہ دیکھو یہ جنتی جا رہے ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس اتنا کرنا کافی ہے، لوگ اس سے مراد لیتے ہیں کہ اتنا کرنا کافی ہے، حالانکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اتنا جنتی ہونے کیلئے کافی ہے، مجھے مولانا سعد صاحب کی یہ بات بہت اچھی لگی، وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام سنت کو سنت سمجھتے تھے اس لئے اس پر عمل کرتے تھے، آج ہمارا میڈیم یہ ہو گیا ہے اور گمراہی کا سبب بھی یہی ہے کہ سنت کو سنت سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک باؤنڈری میں رکھا ہے، اس کے اندر رہتے ہوئے ہی ہمیں سب کام انجام دینے ہیں اگر ہم اس باؤنڈر کو کھینچ کر اپنی طرف لائیں گے یا باہر کی طرف بڑھائیں گے تو اس باؤنڈری کی شیپ بگڑ جائے گی، اس لئے اسلام کی کسی چیز کو نہیں چھوڑا جا سکتا مکمل طور پر عمل کر کے

اس کی شیپ کو اور ہیئت کو باقی رکھا جا سکتا ہے۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میں تمام امت سے چاہے وہ نو مسلم ہوں، عالم ہو یا امام یا چھوٹے سے چھوٹا مسلمان ہو یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ وہ اسلام کو پورا پورا مکمل طور پر اپنی زندگیوں میں اتاریں، آج ہم نے دین کے ایک حصہ کو چن لیا ہے، بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت آنی چاہئے تبھی اسلام پر عمل ہو سکے گا یا بہت سے یہ کہتے ہیں کہ ہم پہلے اپنی زندگی میں پوری طرح اسلام لے آئیں تبھی غیر مسلموں کو دعوت دیں گے، یہ سب ادھورے کنسیپٹ ہیں، ادھورے کنسیپٹ اسلام میں نہیں ہے، کیونکہ اسلام پورا کنسیپٹ ہے اس لئے جب تک اس کو پورا دل سے قبول نہیں کروگے صحیح طور پر کامیابی نہیں ملے گی۔

سوال: جزاکم اللہ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جنوری ۲۰۱۲ء

۱۰۸ چچا کی شیطانی اسلام لانے کا ذریعہ بنی فاطمہ بہن ﴿لکشمی بائی﴾ سے ایک چشم کشا ملاقات

اقتباس

آدمی اپنے نبی ﷺ کے اسوہ سے روشنی لیتے ہوئے دھن سوار کر لے کہ دوزخ سے انسانیت کو بچانا ہے، تو اس وقت ہدایت کا فیصلہ اللہ کی طرف سے تھوک میں ہو رہا ہے نہ جانے کتنے خالد بن ولید ”سیف من سیوف اللہ“ اور کتنی لکشمی بائی فاطمہ اور رقیہ بن سکتی ہیں۔

سدرہ ذات الفیضین (مثنیٰ) : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فاطمہ :وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مثنیٰ باجی

سوال: آپ مدھیہ پردیش سے کل آنے والی تھیں یا کل آگئی تھیں یا آج آئیں؟

جواب: نہیں آ تو ہم کل ہی گئے تھے، کل نظام الدین میں میں حضرت کے ایک دوست کا گیسٹ ہاؤس ہے وہیں رک گئے تھے، کل شام حضرت سے ملاقات بھی ہوگئی تھی، حضرت نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کے پاس آکر ارمغان کے لئے انٹریو دوں، اور نسیم ہدایت کے جھونکے جواب دنیا میں چل رہے ہیں ان میں، میں بھی حضرت یوسفؑ کے خریداروں میں ایک بڑھیا کی طرح شامل ہو جاؤں

سوال: ماشاء اللہ! آپ نے حضرت یوسفؑ کا قصہ پورا سنا ہے، یا پڑھا ہے؟

جواب: مثنیٰ باجی، محبت کرنے والے سارے بڑے اپنے بچوں کی تربیت اوران میں بڑا بننے اوران کی ترقی کے لئے قصے سناتے ہیں، نانی، دادی، ماں اپنے بچوں کو بہادروں، بادشاہ ہوں، بڑے عالموں، اور دنیا کے بڑے عالموں، اور دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کی کہانیاں سناتی ہیں کہ ہمارے بچے میں بڑا بننے کا اور دنیا میں کچھ کرنے شوق پیدا ہو، ہمارے اللہ سے زیادہ کون صحیح سمجھ سکتا ہے کہ بندوں کو کن بڑوں کی طرح بننا چاہئے ہمارے اللہ بار بار نبیوں کے قصے اپنے قرآن مجید دہرائے ہیں، وہ اسی لئے تو ہیں کہ ہم بار بار پڑھیں اوراس کے ایک ایک حصے اور پہلو پر غور کرکے اس سے سبق حاصل کریں ،اوران کی وہ صفات ہمارے اندر پیدا ہوں، قرآن مجید میں حضرت یوسفؑ کے قصہ کو تو احسن القصص کہا ہے نا باجی، اس کو سیکڑوں بار پڑھ کر بھی جی نہیں بھرتا۔

سوال: قرآن میں تو بڑھیا کا ذکر نہیں ہے؟

جواب: یوسفؑ کے بکری کا تو ہے "و شروہ بثمن بخس دراھم معدودة" نہیں پڑھا آپ نے تفسیروں میں تفصیل ہے نا۔

سوال: ماشاء اللہ آپ نے تفسیر پڑھی ہے، اچھا تو آپ یہ بھی بتائے کہ آپ نے پڑھائی کہاں کی ہے؟

جواب: قطر کی ایک آن لائن یونیورسٹی ہے بلال فلیس چوکی میں، اس میں پڑھ رہی ہوں اورقرآن مجید حفظ بھی کر رہی ہوں ۲۳ پارے الحمد للہ ہوگئے ہیں۔

سوال: ماشاء اللہ آپ اس میں کب سے پڑھ رہی ہیں؟

جواب: پانچ سال سے پڑھ رہی ہوں۔

سوال: ماشاء اللہ آپ کا تلفظ بالکل بھی نہیں لگ رہا ہے کہ آپ کسی ہندو فیملی سے آئی ہیں۔

جواب: میں ہندو فیملی سے آئی کہاں ہوں، ہمارے نبی ﷺ کی خبر کے مطابق ہر بچہ

فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، ہم لوگوں کی خاندان اور فیملی تو وہ ہوتی ہے جس پر بچہ پیدا ہوتا ہے ہماری فیملی مسلمان ہوئی نا بہن۔ ہاں اصل میں نے پہلے تجوید پڑھی ہے انٹرنیٹ پر، اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔

سوال: یہ بات تو ٹھیک ہے مگر یہ بھی تو ہے کہ اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنادیتے ہیں، تو آپ کے والدین نے تو آپ کو ہندو بنایا تھا نا؟

جواب: یہ بات تو بالکل صحیح ہے، اس طرح تو میں بالکل اسلام مخالف گھرانے بستی اور صوبہ میں بڑی ہوئی ہوں۔

سوال: اس کی تفصیلات بتائیے؟

جواب: میں مدھیہ پردیش کے ضلع دھار کے ایک ایسے قصبہ سے تعلق رکھتی ہوں جس میں ایک گھر بھی مسلمان کا نہیں، میرے والد راجپوت ٹھاکر برادری سے تعلق رکھتے ہے، وہ بی جے پی کے بہت سرگرم کارکن رہے ہیں، اسلام کے خلاف جو بین الاقوامی پروپیگنڈہ چل رہا ہے، اس سے وہ حد درجہ متاثر رہے ہے، ہر مسلمان ان کے خیال میں دہشت گرد اور ہندوستان کا دشمن، پاکستانی دہشت گرد تھا، وہ پرائمری اسکول میں سرکاری ٹیچر تھے اور اب ہیڈ ماسٹر ہیں، ان کا تین کلاس کے ساتھیوں کے علاوہ کسی مسلمان سے ان کا ذاتی تعلق بھی نہیں، میرا ایک بڑا بھائی ہے، ایک بڑی بہن اور ایک چھوٹا بھائی ہے، اصل میں ہمارا گھرانہ رائے پور کی طرف کا ہے، ہمارے دادا جی سرکاری ملازمت کی وجہ سے دھار میں آگئے تھے اس لئے میرے ایک چچا اور ایک تاؤ، بس ان کی اولادیں، پورے پریوار میں کل ملا کر (یعنی خونی رشتہ کے) ۱۹ رلوگ ہمارے قصبہ میں ہیں، رائے پور کے رشتہ داروں سے کچھ خاص تعلق بھی نہیں، یعنی آنا جانا نہیں رہا۔

سوال: آپ کی تعلیم پہلے کہاں ہوئی؟

جواب: اپنے قصبہ کی ایک پرائمری اسکول سے جہاں والد صاحب پڑھاتے تھے پانچویں کلاس پاس کی، اس کے بعد ہائی اسکول ایک سرسوتی ودّیا پیٹھ سے کیا وہیں سے انٹرمیڈیٹ کیا، بعد میں ایک کمپیوٹر کا کورس بھی کیا، اسلام قبول کرنیکے بعد اسکول متاثر رہی، مسلسل آزمائشوں سے جوجھتی رہی، اتنا کچھ بھی بس نہ جانے کیسے کرلیا۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتایئے؟

جواب: میرا اسلام قبول کرنا بس ایک پہیلی ہے، جس کے لئے کسی بوجھ بجھکو کی ضرورت پڑے گی، اصل میں پہیلی کیا سچی حقیقت یہ ہے کہ رات کی تاریکی سے صبح کی پو پھاڑنے والا ”یخرجهم من الظلمات الی النور“ (وہ اللہ ان کو تاریکیوں سے نور نکالتا ہے) کا فیصلہ ہر جگہ ہر گھر میں سب کی زندگی میں کرتا ہی رہتا ہے، اس کی ایک کرن ہمارے گندے خاندان پر بھی پڑ گئی۔

سوال: کس طرح ذرا تفصیلات بتایئے؟

جواب: تفصیلات ایسی گھناونی ہیں کہ ذکر کرنا بھی مشکل اور سننا بھی آپ کے لئے مشکل، اور لکھنا اور نقل کرنا شاید ناممکن ہوگا۔

سوال: کچھ تو اندازہ ہے، ذرا اشارہ میں بتایئے؟

جواب: اصل میں بات میرے ایک محترم رشتہ دار حقیقی چچا کی شرمناک حرکت سے شروع ہوئی، جو اب اپنی حرکت پر اس قدر نادم ہیں کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں، اور اب وہ نہ صرف مسلمان بلکہ ایک دردمند داعی ہیں، اب اس کا ذکر یقیناً اچھا نہیں مگر وہ حرکت ہی اس روشنی کا ذریعہ بنی، اور اسی کے بغیر اللہ تعالیٰ کی شان ہدایت کا ذکر ادھورا رہے گا، اسلئے بات تو وہیں سے شروع کرنی پڑے گی، اصل میں میرے ایک چچا بچپن میں غلط صحبت میں رہنے لگے تھے، اور ان کو شراب کی لت لگ گئی تھی، اب شراب پی کر انسان جو

کر لیتا ہے اور جہاں تک پہنچ جاتا ہے، وہ اس انسان کا فعل نہیں بلکہ اس نجس شئے کا اثر ہو تا ہے، اس لئے تو نشہ کی حالت میں نماز کی اجازت نہیں، اور ہوش وحواس جو کھو جائیں تو آدمی شرعی احکام کا مکلف نہیں رہتا، مارچ ۲۰۰۸ء کی بات ہے، میرے والد اسکول گئے ہوئے تھے میری والدہ بھائی کو لے کر پڑوس میں چلی گئی تھیں، میں گھر میں اکیلی تھی، میرے چچا نشہ کی حالت میں آگئے، نہ جانے کون سا شیطان ان پر آیا، وہ ہم سے بہت محبت بھی کرتے تھے کبھی خواب میں بھی ہمیں ان سے ایسی حرکت کی امید نہیں تھی، بس شاید اللہ کو خاندان کی ہدایت منظور تھی، بس ان پر نشہ کا شیطان پوری طرح سوار ہو گیا، انھوں نے مجھے کمرہ میں بند کر لیا اور میرے ساتھ وہ سب کچھ کرنا چاہا جس کا وہ ہوش و حواس میں خواب بھی نہ سوچ سکتے تھیں، میں اپنی عزت بچانے کی کوشش کرتی رہی، اور ایک گھنٹہ چیختی رہی، مگر آواز کمرہ کے باہر نہ جا سکی، میرے سارے کپڑے پھٹ گئے، کئی بار ہمت ہار جاتی، کہ اب منہ کالا کر کے چھوڑیں گے، مرتا کیا نہیں کرتا، بس میرا ان پر بس چل گیا اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ میں پھٹے کپڑے لپٹ کر باہر بھاگی باہر ایک بوری جسم کو چھپانے کے لئے لی دوسرے کمرے میں چادر لیا اپنے تائے کے گھر گئی وہاں جا کر بہن کے کپڑے پہنے، اور میں نے گھر اور قصبہ چھوڑنے کی سوچ لی، بس میں بیٹھ کر اندور گئی، راستہ بھر سوچتی رہی، مجھے کیا کرنا چاہئے، کئی بار خیال آیا کہ تھانہ میں جا کر ایف آئی آر درج کراؤں پھر خیال آیا کہ پولس والے خود درندے ہوتے ہیں، وہ مجھے اپنی کسٹڈی میں رکھیں گے، پھر کسی ناری نکیتن میں رکھیں گے، ایک دن میں نے ناری نکیتن کی گندی کہانی میں نے اخبار میں دو دن پہلے پڑھی تھی، کبھی سوچتی یہ کرنا چاہئے، کبھی سوچتی وہ کرنا چاہئے، اپنے قصبہ اپنے خاندان یہاں تک کہ پورے معاشرہ اور دھرم سے نفرت اور کراہیت میرے پورے وجود کو جلائے دے رہی تھی، اندور تک کے سفر میں میرے دماغ

اور دل میں مختلف خیالات آتے رہے، اور آخری فیصلہ جس پر مجھے اطمینان ہوا یہ کہ مجھے ایسے گھرانہ، خاندان اور معاشرہ کو چھوڑ دینا ہے، اس کے لئے مضبوط فیصلہ یہ کہ اسلام قبول کرلینا چاہئے۔

سوال: اسلام کا خیال آپ کو کیوں آیا؟

جواب: اصل میں میں نے تو کہا اللہ کی رحمت تھی، مگر بظاہر گیند بہت زور سے لگی تھی، توری ایکشن اسی رفتار سے تھا، بودھ دھرم تو ہندو دھرم کا حصہ ہے عیسائی ہو کر بھی کچھ ہندو دھرم سے اتنا دور ہونا ممکن نہیں جتنا میرے اندر جذبہ تھا، پوری دنیا میں سارے مذاہب کی ضد بس اسلام میں تھی، تو انفعال میں اس وقت میرے ری ایکشن کے جذبات کی تسکین کامل معاشرہ کو جھلا دینے والا فیصلہ اسلام ہی ہو سکتا تھا، اس لئے میں نے جذبات میں یہ فیصلہ لیا اور فیصلہ لے کر جمے رہنا میرے اللہ نے میری فطرت کا خاص حصہ بنایا ہے، اس کے لئے مجھے کسی ایسے مسلمان کی تلاش ہوئی جو مجھے مسلمان کر سکے، اندور بس اڈے پر اتر کر میں نے جامع مسجد کا پتہ معلوم کیا، لوگوں نے کہا یہاں بہت سی مسجدیں ہیں، ایک مسلمان مجھے آزاد نگر مدرسہ کا پتہ بتایا، میں وہاں گئی، مولانا صاحب ملے تو انھوں نے کہا مسلمان ہونے کے لئے آپ کو بھوپال قاضی کے پاس جانا پڑے گا۔

سوال: آپ کے پاس خرچ کہاں سے آیا؟

جواب: یہ خود اللہ کی طرف سے ایک فیصلہ ہے، میں گھر سے نکل رہی تھی تو میں نے دروازے کے باہر دیکھا کہ ایک پرس پڑا ہے، میں نے دیکھا کہ وہ میری ماں کا پرس ہے، جو ان سے جاتے وقت گر گیا ہوگا، اس میں -/5600 روپے تھے، جو میرے اللہ نے میرے اسلام کے انتظام کے لئے گروائے تھے۔

سوال: تو پھر آپ بھوپال گئیں؟

جواب: ہاں میں بھوپال گئی، اور وہاں قاضی صاحب کے پاس گئی، وہ بہت ہنسے، مجھے بہت دکھ بھی ہوا، انھوں نے مجھ سے مسلمان ہونے کی وجہ معلوم کی تو میں نے بتایا، مجھے اپنے خاندان اور معاشرہ سے نفرت ہوگئی ہے، انھوں نے کہا اس کے لئے مسلمان ہونا ٹھیک نہیں ہے، اسلام کو پڑھئے، آپ ابھی نابالغ ہیں، بالغ ہوکر مسلمان ہونا ہوگا، میں نے کہاں میرا دماغ، میرا دل بالغ ہے، آپ مجھے مسلمان کر لیجئے مگر انھوں نے منع کر دیا، میں تاج المساجد بھی گئی، بہت سے مسلمان اور مولانا لوگوں کے پاس گئی، لیکن کوئی بھی تیار نہیں ہوا، میرا خیال تھا کہ میں دھن کی پکی ہوں، مایوس ہوکر کئی بار خیال آیا میں گھر چلی جاؤں مگر میری انا مجھے روک دیتی، میری انا مجھ سے کہتی کہ فیصلہ لے کر واپس ہونا بہت بڑی ہار ہوگی، میرا نام لکشمی بائی میرے والد نے رکھا تھا۔

سوال: آپ بھوپال میں کہاں رہیں؟

جواب: شاہ جہاں آباد مرکز میں گئی وہاں بھی مولانا نے منع کر دیا رات کا وقت تھا وہاں پر ایک بے چاری پریشان حال بیوہ ایک جھونپڑی میں رہتی تھی، انھوں نے مجھے اپنے گھر رکھا مجھ پر ترس کھایا، میں بھوپال میں دو مہینے ان کے گھر رہی۔

سوال: آپ کے گھر والوں نے آپ کو تلاش نہیں کیا؟

جواب: بہت تلاش کیا، پہلے اسلام قبول کرنے کی بات سن لیجئے۔

سوال: سنائیے، پہلے آپ وہ بات پوری کر لیجئے؟

جواب: رحمت آپا جن کے یہاں میں رہ رہی تھی، وہ مجھے لے کر ایک آپا جان کے یہاں گئیں جو جمعرات کو عورتوں کا اجتماع کرتی تھیں، انھوں نے جا کر میرے بارے میں بتایا وہ بھی ہنسنے لگیں، میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو وہ مجھ سے لپٹ گئیں، مجھ گود میں لے کر بہت پیار کیا، کہا میری بچی کیوں رو رہی ہے، میں تجھے ضرور مسلمان بناؤں گی، پھر

انھوں نے مجھے روتے روتے کلمہ پڑھوادیا، پھر مجھ سے معلوم کیا تم اپنا نام بھی بدلوگی؟ کیا نام رکھوں؟ میں نے کہا، حضرت محمد ﷺ کی بیٹیوں میں سے کوئی نام رکھ دو تو انھوں نے میرا نام فاطمہ رکھا، انھوں نے کل پھر آنے کے لئے کہا، اور کہا آج مجھے ایک شادی میں جانا ہے، کل میں تمھیں کتابیں منگا کر دوں گی، اگلے روز دوپہر کو میں ان کے یہاں رحمت آپا کو لے کر گئی، تو انھوں نے نو کتابیں مجھے دیں آپ کی امانت آپ کی سیوا میں، مرنے کے بعد کیا ہوگا؟، بہشتی زیور، رہبر انسانیت ﷺ، نسیم ہدایت کے جھونکے تین حصے، اسلام کے پیغمبر، اور اسلام کیا ہے؟ یہ میرے لئے مکمل نصاب تھا، ان کتابوں کو میں نے رحمت آپا کے یہاں رہ کر پڑھا، ان کو پڑھ کر میرے جذبات کا رخ بدل گیا، میں اپنے چچا کو بالکل بے قصور سوچ کر اللہ کی طرف سے ان کو ہدایت کا ذریعہ سمجھ رہی تھی، مجھے گھر پریوار کو چھوڑنے کے بجائے ان کو دوزخ سے بچانے کی فکر سوار ہوگئی تھی، مجھے اپنے گھر والوں کی فکر ہوئی، مجھے اندازہ تھا کہ میرے گھر والوں میں سے کسی کو میرے گھر سے نکلنے کی وجہ معلوم نہیں ہوگی، نہ جانے کیا کیا افواہیں میرے بارے میں اڑ رہی ہوں گی گھر والے کسی لڑکے کے ساتھ جانے اور نہ جانے کیا کیا سوچ رہے ہوں گے، مگر مرنے کے بعد کی دوزخ سے بچانے کے لئے یہ الزامات اور اس پر گھر والوں کا عتاب سب چھوٹی چیزیں تھیں، نسیم ہدایت کے جھونکوں میں ''حرا'' جو تقریباً میری عمر کی تھی، نے اپنی جان دے کر اللہ کی محبت میں ایمان کے لئے جل کر پورے گھرانہ کے لئے ایمان اور جنت کا راستہ کھولا، مجھے بھی قربانی دینی چاہئے، رحمت آپا مجھے منع کرتی رہیں اور اپنے بھتیجہ سے شادی کرکے اپنے بھائی کے گھر میں رکھنے کے لئے خوشامد کرتی رہیں، مگر میں نے فیصلہ کرلیا اور رحمت آپا نے بھی مجھے اجازت دے دی، میں واپس گھر پہنچی۔

سوال: گھر میں کیا خبریں تھیں؟

جواب: میرے والد گھر آئے تو والدہ تو نہیں آئی تھیں، میرے چچا تین گھنٹے تک ننگے بے ہوش پڑے رہے، ان کی غلط صحبت اور شراب کی لت سے ان سے سب بدظن تھے، مجھے گھر میں نہیں پایا تو میری تلاش ہوئی، دو تین دن روز سب جگہ تلاش کے بعد میں نہیں ملی تو تھانہ میں رپورٹ درج کرائی، میرے اسکول میں تحقیق کی گئی کہ کسی لڑکے سے کوئی تعلق تو نہیں، مگر یہ بھی خیال تھا کہ چاچا نے کوئی حرکت کی ہو، میں گھر پہنچی تو پہلے تو گھر والے بہت غصہ تھے، مجھ سے وجہ معلوم کرتے تھے، میرے سامان کو ٹٹولا، تلاشی لی گئی تو اسلام پر کتابیں تھیں، سب برہم ہو گئے، اس لئے اپنی ماں کو چاچا کی حرکت بتانی پڑی، اور ساتھ ہی ساتھ میں نے اسلام قبول کرنے کی کہانی بھی بتائی، سب بھائیوں نے چاچا کو بلا کر بری طرح مارا، میں ان کو منع کرتی رہی کہ ان کی خطا نہیں ہے میرے مالک نے مجھے سچ کی راہ دکھائی، اس پر وہ مجھ پر غصہ ہو گئے اور مجھے بھی مارا، میں پٹتی رہی اور حرا کی نقل میں ان لوگوں سے کہتی رہی تم مجھے مار رہے ہو مگر مرنے کے بعد ایک بڑی مار کا سامنا ہونے والا ہے، اس سے صرف اسلام ہی بچا سکتا ہے، میرا بھائی بڑے غصہ میں آیا اس نے لوہے کی کرسی اٹھا کر میرے سر میں ماردی، جس سے میرا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا، میرے تایا نے لوگوں کو روکا کہ یہ مر جائے گی، ابھی کچی عمر ہے سمجھانے کی کوشش کرو، پیار سے سمجھاؤ، ایک ایک کر کے مجھے گھر والے سمجھاتے رہیں میری ایک بہن جو مجھ سے زیادہ تعلق رکھتی تھی۔ میری ماں نے اسے بلوایا کہ وہ اب مجھے سمجھائے مگر اسلام اب میرے لئے ایسی چیز نہیں تھا کہ جسے چھوڑا جا سکے، میرے لئے حرا کا نمونہ تھا کہ خوشی میں اللہ کی محبت میں جل کر جان دے دی، یا پیارے نبی کی روشن زندگی کہ سب کچھ سہتے رہے اور قولوا لا الہ الا اللہ کی خیر خواہی میں لگے رہے۔ روز ایک نیا دن میرے ایمان کو بڑھانے کے لئے آتا، اور پھر مجھے اس مخالفت اور دشمنی میں اللہ کا نور نظر آتا، دو سال تک ہر دن کی ایک

داستان ہے، جس کے لئے ایک کتاب چاہئے، گھر والوں کے ساتھ کبھی کبھی پڑوس بھی شامل ہو جاتے، میرے ایک ماما مجھے رائے پور اپنے گھر لے گئے، وہاں بہت سے سیانوں سے ٹونے ٹوٹکے کروائے، جس کا اثر میرے دماغ پر ہوا، مجھے بھول کا مرض ہو گیا مگر میں سورہ علق اور سورہ ناس پڑھتی رہی، اللہ نے اسکا اثر ذائل کر دیا، وہاں میرے ماما کی لڑکی نے اسلام قبول کر لیا، بھائی بھی کتاب پڑھنے لگا تو ماما نے مجھے واپس بھیج دیا کہ یہ تو سارے گھر والوں کو ادھرم کر دے گی، گھر پر آ کر پھر مار پیٹ، ایک بار مجھے زہر بھی دیا گیا، ایک بار میرے ہاتھ کی ہڈیاں دونوں توڑ دیں، دو روز تک ہاتھ ٹوٹا رہا، کوئی پٹی کرانے کو بھی تیار نہیں، میری بوا کو معلوم ہوا وہ آئیں اور پلاستر کروالائیں، ایک دفعہ میرے بھائی نے اس زور سے مارا کہ میرے پنڈلی کی ہڈی میں فریکچر آ گیا، مگر میری ہر چوٹ میرے اللہ بہت جلدی ٹھیک کر دیتے، میرے اللہ کا کرم ہوا کہ جب بھی مجھے مارا جاتا، ستایا جاتا مجھے اچھے خواب دیکھتے، کبھی جنت دیکھائی جاتی کبھی کسی صحابی کی زیارت ہوتی کبھی پیارے نبی ﷺ کی بھی زیارت ہوئی، گھر والے میری ثابت قدمی جسے وہ ضد اور ہٹ دھرمی سمجھتے تھے، سے عاجز آ گئے۔

سوال: آپ کے گھر والے سب اسلام میں آ گئے، وہ کس طرح ہوا، ذرا بتائیے؟

جواب: ہاں بتا رہی ہوں، میں ان کی ساری مخالفت کو "فا نہم لا یعلمون" سمجھتی تھی، کیونکہ سیرت پاک کے روشن خطوط میرے ساتھ تھے، اس لئے میں راتوں کو اپنے اللہ کے سامنے بہت روتی تھی اور گھر والوں کے لئے ہدایت کی دعا کرتی تھی، کبھی کبھی اس کیفیت کے ساتھ دعا کرتی کہ میرا گمان ہوتا کہ آج اگر جنت کو زمین اتروانے کی ضد کروں گی تو میرے اللہ اتار دیں گے، دعا کے بعد میرا سارا دکھ دور سا ہو جاتا، اللہ کے حضور اس بھکارن کی صدا کو قبولیت سے نواز گیا، ایک دن میری ماں میرے پاس ایک

بجے رات تک روتی رہی، اور بولی کہ لکشمی تو نے گھر کو کیسا نرک بنا رکھا ہے، تو واپس نہ آتی تو اس سے اچھا تھا، میں نے کہا میں پھر گھر سے جانے کو تیار ہوں، بس میری آپ سے ایک شرط ہے کہ دو کتابیں آپ کو دیتی ہوں آپ پڑھ لیجیے، اس کے بعد آپ اگر کہیں گی میں گھر سے چلی جاؤں گی، وہ اس پر راضی ہو گئیں، میں نے ''آپ کی امانت'' اور ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' ان کو دی، وہ بولیں اب تو میرا دماغ تھک گیا ہے، اچھا کل پڑھوں گی، اگلے روز انھوں نے آپ کی امانت پڑھنا شروع کی، میں غور سے ان کے چہرہ کو دیکھتی رہی، ان کے چہرے ان کے دل سے کفر اور شرک کے چھٹنے کا اثر دیکھتی رہی اور اس امید پر خوش ہوتی رہی، پڑھ کر اچانک وہ کتاب بند کر کے بولیں، بس لکشمی میں نہیں پڑھتی تو تو مجھے مسلمان بنا دے گی، میں نے کہا آپ ایک راجپوت گھرانہ کی استری (عورت) ہیں آپ نے زبان دی ہے، یہ دونوں کتابیں آپ کو پڑھنا پڑیں گی، میں نے ان کے پاؤں پکڑ لئے، میری ماں میری بات مانو، ورنہ موت کے بعد بہت پچھتانا پڑے گا، میری خوشامد سے وہ پڑھنے لگیں، پوری کتاب پڑھ کر وہ بولیں لکشمی بات تو بالکل سچی ہے، مگر تیری طرح ہمت کون کر سکتا ہے، سب تو لکشمی بائی نہیں ہو سکتیں، میں نے کہا اس کے لئے آپ کو دوسری کتاب پڑھنی پڑے گی، نسیم ہدایت کے جھونکے پڑھنا شروع کیا، میں نے عبد اللہ ہیرا کا انٹرویو نکال کر دیا، تھوڑی دیر میں میری خوشی کی انتہا نہیں رہی ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس کے بعد میں نے دوسری کتاب سے زینب چوہان اور عائشہ کے انٹرویو پڑھوائے، بس ان کے دل کی دنیا بدل گئی، رات کو وہ دیر تک مجھ سے باتیں کرتی رہیں، اور میری ضد اور خوشامد پر کہ ماں جب آپ کی سمجھ میں آ گیا ہے تو اب دیر کرنا ہرگز ٹھیک نہیں ہے، اب تک تو آپ اللہ کے یہاں یہ کہہ سکتی تھیں کہ مجھے معلوم نہ تھا، اب تو بات صاف ہو چکی ہے، نہ جانے صبح کو آنکھ کھلے گی کہ نہیں، ایک بجے رات کو

میں نے ان کو کلمہ پڑھوایا، اب تو بیان نہیں کر سکتی کہ میری کیسی عید ہوگئی تھی، اب میرے لئے گھر میں رہنا بالکل آسان ہو گیا تھا، ماں کے اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے اپنی ساری دعاؤں کے قبول ہونے کا یقین سا ہو گیا، میں نے دعا کے صدقہ کے طور پر اپنے والد کے اسلام کے قبول کرنے کی خوشی میں چالیس روزے رکھنے کی نذر مانی، اور دعا کا اہتمام کیا، ایک رات وہ بھی مجھ سے کہنے لگے، لکشمی شروع میں تو تو اپنے چاچا کی وجہ سے مسلمان ہوئی، مگر اتنی مشکل کے بعد اب تجھے اسلام پر کون سی چیز ہٹ دھرم بنا رہی ہے، میں نے ان سے بھی آپ کی امانت آپ کے سیوا میں اور ''ہمیں ہدایت کیسے ملی؟'' پڑھنے کو کہا، وہ لے کر کھول کر دیکھنے لگے، دو شبد پڑے تو وہ پڑھنے لگے، رات کو سوئے تو انھوں نے اپنے کو داڑھی اور ٹوپی میں نماز پڑھتے دیکھا اور جب وہ مسجد میں گئے تو ان کو ایسا لگا کہ آسمان سے ٹھنڈی پھوار جس میں نور بھی ہے، ان کے اوپر برس رہا ہے، انھوں نے اس میں عجیب سکون دیکھا اور مجھ سے لے کر ''اسلام کیا ہے؟'' کتاب پڑھی، مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ رہبر انسانیت، اسلام کے پیغمبر پڑھیں، اور نسیم ہدایت کے جھونکے تینوں حصے پڑھے پھر مجھ سے کہا کہ مولانا کلیم صاحب سے مجھے کسی طرح ملوا دے، بہت کوشش کے باوجود رابطہ نہیں ہو سکا، اس کے بعد انھوں نے ایک اور خواب دیکھا، جس کے بعد وہ خود بھی مسلمان ہونے کو کہنے لگے، اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ان کو کلمہ پڑھوایا، بڑے بھائی ہم لوگوں کے فیصلہ سے ناراض رہے اور چھ مہینے کے لئے گھر چھوڑ کر چلے گئے، وہ گوالیر رہے، وہاں بہت پریشان رہے، ایک مسلمان لڑکے نے ان کے ساتھ بہت سلوک کیا، وہ گھر آئے اور دو تین سمجھانے کے بعد مسلمان ہو گئے، اور چھوٹا بھائی اور بہن تو والد صاحب کے ایک دو دن کے بعد ہی مسلمان ہو گئے تھے، اب چاچا پر کوشش شروع کی اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ بھی ۲۰۰۸ء کے بھوپال اجتماع سے چالیس دن

لگا چکے ہیں، میرے اللہ کا کرم ہے میرے خونی رشتہ کا کوئی قریبی عزیز ہمارے گھرانہ میں کافر و مشرک نہیں رہا۔

سوال: ماشاءاللہ آپ واقعی بہت خوش قسمت ہیں، ارمغان میں بہت سے لوگوں کے انٹرویو شائع ہوتے ہیں مگر جس قدر آپ کے ساتھ اللہ نے کرم فرمایا، یہ بالکل انوکھا ہے۔

جواب: الحمدللہ میں اس اللہ کی رحمت کے قربان، کہ میرے چاچا پر شہوت اور درندگی کا شیطان سوار کرا کے اللہ نے مجھے اور چاچا اور سارے خاندان کو دعوت دلوا کر ہدایت سے نوازا، حضرت نے نسیم ہدایت کے جھونکے کے شروع میں واقعی کیسی سچی بات لکھی ہے، ہدایت کی کیسی ہوا اللہ نے چلائی ہے۔

سوال: ابی سے آپ کا رابطہ کب سے ہے؟

جواب: پہلی ملاقات کل ہوئی، فون پر البتہ ایک مہینہ پہلے ملاقات ہوئی تھی، ایک بار ہم بھوپال آئے تھے معلوم ہوا تھا کہ آنے والے ہیں، مگر حضرت کا پروگرام ملتوی ہوگیا تھا، مایوس ہو کر واپس گئے تھے، ہاں دل سے تعلق تو اپریل ۲۰۰۸ء سے ہے جب سے کتابیں پڑھی ہیں، مگر ملاقات پہلی بار کل ہوئی ہے۔

سوال: ماشاءاللہ بہت خوب آپ کی داستان ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی استقامت کا کوئی حصہ ہمیں بھی عطا فرمائیں آپ ہمارے لئے ضرور دعا کریں۔

جواب: میں وظیفہ سمجھ کر بلا ناغہ آپ کے خاندان اور نسلوں کے لئے دعا کرتی ہوں، مُنّی باجی شاید ہی کوئی بدقسمت مسلمان ہوگا جو آپ کے گھرانہ کو جانتا ہو اور آپ کے لئے دعا نہ کرتا ہوں۔

سوال: جزاکم اللہ خیرا، ارمغان کے قارئین کو کوئی پیغام دیں گی؟ آپ کی باتیں تو ایسی ہیں کہ سنتے ہی جائیں، یہ جی چاہتا ہے، مگر آپ تھک جائیں گی اس لئے باقی پھر کسی وقت

بات ہوگی۔

جواب: جی بہتر ہے ہمیں جانا بھی ہے گاڑی میں، بس میری درخواست تو ارمغان کے قارئین سے یہ ہی ہے کہ اگر آدمی اپنے نبی ﷺ کے اسوہ سے روشنی لیتے ہوئے دھن سوار کرلے کہ دوزخ سے انسانیت کو بچانا ہے، تو اس وقت ہدایت کا فیصلہ اللہ کی طرف سے تھوک میں ہو رہا ہے نہ جانے کتنے خالد بن ولید، سیف من سیوف اللہ، اور کتنی لکشمی بائی فاطمہ اور رقیہ بن سکتی ہیں۔

سوال: واقعی سچی بات ہے اللہ مبارک فرمائے، واقعی یہ سوچ خود بہت مبارک ہے۔ شکریہ بہن فاطمہ بہت شکریہ۔

جواب: شکریہ تو آپ کا بہن مُثنیٰ، میرے لئے کس قدر خوشی کی بات ہے کہ نسیم ہدایت کے جھونکے کی ایک کڑی آپ نے مجھ گندی کا بنانے کا شرف بخشا۔

سوال: اچھا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ استو دعکم اللہ دینکم و خواتیم اعمالکم۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، فروری ۲۰۱۲ء

۱۰۹ قدم قدم پر اللہ کی مدد آئی

اصغر بھائی ﴿چھوٹو سنگھ﴾ سے ایک چشم کشا ملاقات

اقتباس

ہمارے حضرت تو بار بار کہتے ہیں کہ ہم خاندانی مسلمان کو ہوش نہ آیا اور جس عظیم کام کی ذمہ داری ہمارے نبی ہمیں دے کر گئے تھے ہم نے نہ نبھائی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کھڑا کریں گے جو تمہارے غیر ہوں گے ۔ میرا سارا دین کا جھگڑا ان لوگوں سے ہے جن کے باپ دادا مسلمان تھے ، اور میرے دادا کا جھگڑا ان کے بڑوں سے اس وجہ سے تھا کہ وہ مسلمان کیوں ہیں؟ بس یہی سبق ہے اس کو سمجھنا چاہئے ۔

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اصغر بھائی : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، مولانا احمد صاحب

سوال : اصغر بھائی ! آپ آج کل کہاں رہ رہے ہیں؟

جواب : میں آج کل پھر ہریانہ میں رہ رہا ہوں ، روزگار کی پریشانی کی وجہ سے کچھ وقت کے لئے میں میرٹھ آ گیا تھا ، پھلت آیا تو حضرت نے کہا کہ ہمارا دھندا دعوت ہے روزگار ضرورت ہے ، ضرورت کو مقصد کے ماتحت ہونا چاہئے ، ہریانہ میں کام کی شدید ضرورت ہے ، روزگار کے لئے مقصد کو قربان نہیں کرنا چاہئے ، اس لئے اب ہریانہ میں رہ رہا ہوں ، جاتے ہی روزگار کی لائن بہت اچھی مل گئی ہے ۔

سوال: آپ ہریانہ میں کہاں رہتے ہیں؟

جواب: میں ہریانہ کے بھوانی ضلع کا رہنے والا ہوں، بھوانی آپ کے علم میں ہے، ہریانہ کا ایک ایسا علاقہ ہے جو دینی لحاظ سے بالکل پچھڑا ہوا ہے میں خود اس ضلع کے ایسے خاندان کا فرد ہوں، جو مسلم مخالفت میں پورے ضلع میں مشہور رہا ہے، ۱۹۴۷ء میں جب ملک بٹا تو ہریانہ میں جو اس وقت پنجاب میں تھا آپ کو معلوم ہے کتنا قتل عام ہوا، جو لوگ پاکستان جا رہے تھے، وہ بھوانی سے گذرتے تھے لوگ راستہ چلتے قافلہ کو روک کر قتل کر دیتے تھے، بھوانی میں جو لوگ اس کام کو کر رہے تھے، ان سب کے بڑے گروپ کے میرے دادا لیڈر تھے، اور چودھری آدمی تھے، ان کا نام چودھری چھوٹو رام تھا اور رحم شاید ان کے دل میں نام کو نہیں تھا، بے دردی سے انھوں نے کتنے مسلمانوں کو قتل کیا، آس پاس کے بہت سے گاؤں کے لوگ گاؤں چھوڑ کر پاکستان چلے گئے تھے، ان گاؤں میں جا کر مسجد کے مینار اور گنبدوں کو توڑتے تھے، مگر عجیب آدمی تھے، مسلمانوں کی اس دشمنی کے باوجود تیسرے مہینہ اجمیر، کیتھل اور ہانسی درگاہوں پر ضرور جاتے تھے، کسی نے ان سے کہا بھی کہ مسلمان نام سے چڑھتا ہے اور درگاہوں پر جاتا ہے، یہ بھی تو مسلمان ہیں، تو وہ کہتے تھے کہ میں نام کے مسلمانوں کا دشمن ہوں، یہ تو سچے مسلمان تھے، اگر آج کے مسلمان ان کی طرح ہوتے تو ایسے کاٹے نہ جاتے، خود ان کا خدا مدد کو آجاتا۔

سوال: ایسے اسلام دشمن کے گھر میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہدایت عطا فرمائی؟

جواب: میری ماں ہر منگل کو برت (روزہ) رکھتیں اور ہنومان مندر میں نہا دھو کر مجھے لے کر پوجا کے لئے جاتیں، کچھ دن کے بعد شیو جی کی اور پھر شنی کی پوجا کرنے لگیں، ایک کے بعد ایک کی پوجا میں ہر وقت لگی رہتی تھیں اور اندر اندر جب ایک دیوتا کی پوجا کرتیں تو مجھے ایسا لگتا کہ وہ ڈرتی تھیں کہ دوسرا دیوتا ان کی پوجا سے ناراض نہ ہو جائے، اس لئے

کوشش کرتیں کہ دوسرے دیوتا کو پتہ نہ لگے، میں ذرا بڑا ہوا تو مجھے محسوس ہوا کہ اتنے دیوتاؤں کی پوجا سے وہ مصیبت میں پھنستی رہتی ہیں، ہمارے گاؤں میں ایک مسجد تھی جس میں گاؤں کے کچھ مسلمانوں نے، جو شدھی کے بعد ہندو ہوگئے تھے، اوپلے اور بھس (بھوسہ) بھر رکھا تھا، میں ماں کے ساتھ مندر جاتا تو راستہ میں وہ مسجد پڑتی تھی، مجھے اس ویران مسجد کو دیکھ کر بہت ترس آتا، کہ نا جانے مسجد کس دیوتا کی ہوگی جس کے ماننے والے یہاں نہیں رہے تو یہ ویران پڑی ہے، میں ایک روز مسجد میں پہنچا، وہاں کوئی نہیں تھا، بس اوپلے بھرے تھے اور ایک طرف تھوڑا بھوسہ پڑا تھا، میں نے مسجد کے اندر جاکر تلاش کیا کہ کوئی مورتی پرانی ہی سہی، ٹوٹی پھوٹی ضرور پڑی ہوگی، جس کی پوجا یہاں مسلمان کرتے ہوں گے۔

سوال: کیا آپ کو معلوم تھا کہ یہ مسجد مسلمانوں کی ہے؟

جواب: ہاں یہ تو مجھے معلوم تھا کہ جس طرح ہمارے مندر ہوتے ہیں مسلمان اپنے بھگوان کے مندر کو مجت (مسجد) کہتے ہیں، ہمارے یہاں تو مسلمان اب بھی مجت ہی کہتے ہیں، میں نے باہر لوگوں سے پوچھا کہ مسلمان کس دیوتا کو مانتے ہیں؟ مسجد کے قریب ایک بڑھیا رہتی تھی، جو یوپی کے بڑوت علاقہ کی تھی، ہمارے گاؤں میں اس کی شادی ہوئی تھی وہ کچھ قرآن پڑھی ہوئی تھی، کچھ نوجوانوں نے کہا، اس کے بارے میں ہماری دادی بتا سکتی ہیں، وہ پرانی مسلمان ہیں، میں اس کے پاس گیا، اس سے پوچھا دادی مسجد میں کس دیوتا کی پوجا ہوتی ہے، اور اس کی مورتی کیسی ہوتی ہے، اس نے کہا بیٹا مسجد میں مورتی پوجا نہیں ہوتی یہ تو اللہ کا گھر ہے، جو ساری دنیا کا مالک ہے، اس کی مورتی نہیں بنائی جاسکتی، مسجد میں اس کی پوجا ہوتی ہے، میں نے معلوم کیا کہ سارے مسلمان بس اسی ایک کی پوجا کرتے ہیں، یا کسی مسجد میں کسی کی اور دوسری میں کسی کی، اس نے کہا کہ

ساری دنیا میں ساری مسجدیں اس مالک کے گھر کعبہ کی طرف کے رخ سے بنی ہوتی ہیں اوران سب میں اس اکیلے کی پوجا ہوتی ہے، میں نے معلوم کیا کہ جب اس کی مورتی نہیں تو دھوپ بتی اور چڑھاوا اس پر کیسے کرتے ہیں، اس نے کہا بیٹا وہ ہر جگہ موجود ہے ،اسے دھوپ بتی اور چڑھاوے کی ضرورت نہیں، دل سے اس پر وشواس (یقین) رکھ کر اس کے آگے اپنا سر رکھ کر اپنی بندگی کا اظہار کرتے ہی، یہ دھوپ بتی تو سب ڈھونگ ہے ، پوجا تو دل سے ہوتی ہے، یہ مورتی جو کتے کو نہ ہٹا سکے، مکھی کو نہ اڑا سکے، وہ پوجا کہ لائق کیسے ہوسکتی ہے، بیٹا یہ لوگ سب بھٹکے ہوئے ہیں، پوجا کے لائق صرف وہ اکیلا ہے، مجھے اس بڑھیا کی بات بہت دل کو لگی میں نے اپنی ماں سے کہا، ماں سب مندر چھوڑ کر مسجد چلا کریں گے، بس اس اکیلے مالک کی پوجا کریں گے، تو کتنی مصیبت میں ہے، ایک کی پوجا کرتی ہے، تو کتنا ڈرتی ہے کہ دوسرے کو پتہ نہ لگ جائے ماں نے مجھے دھمکایا، کوئی دیوتا ناراض ہوگیا تو تجھے شاپ لگ جائے گا، ماں سے میں دیر تک بحث کرتا رہا، وہ مجھے دھمکاتی رہی، مگر میرے دل میں مسجد میں پوجا کی بات لگ گئی، مسجد جس آدمی کے قبضہ میں تھی، وہ رام چندر نام کا تھا، اس کا باپ ۱۹۴۷ء میں سدھی ہوکر ہندو ہو گیا تھا، مسجد کی محراب کے سامنے کچھ حصہ خالی رہتا تھا، میں نے اس سے جا کر پوچھا یہاں پر سامان کیوں نہیں بھر تے ،اس نے کہا، میرے پتا جی (والد صاحب) جب بھی یہاں کچھ ڈالتے تھے کچھ ہو جا تا تھا، ایک بار ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی، یہاں بھینس باندھی تو وہ مرگئی اس لئے انھوں نے اس جگہ کو خالی رکھا، میں نے کہا، میں اس جگہ کی صفائی کر کے دھوپ بتی کر سکتا ہوں، اس نے کہا ہاں کر سکتے ہو، میں نے اس جگہ جا کر صفائی کرنا شروع کی، اور روزانہ جا کر وہاں دھوپ بتی لگا تا، اور آنکھیں بند کر کے بیٹھتا اور مالک کو دل ہی دل میں نمن کرتا، میرے دل کو بہت شانتی ملتی، مسجد کی محبت میرے دل میں بڑھتی گئی، اور میرے دل میں یہ بات

بیٹھ گئی کہ پوجا ایک کی حق ہے، ہمارے گاؤں میں کوئی مسلمان نہیں رہ گیا تھا پچاس ساٹھ گھر مسلمانوں کے سب شدھی ہو کر ہندو ہو گئے تھے اب مجھے کسی مسلمان سے ملنے کی چاہت ہوئی، ہانسی میں چار قطب کے مزار ہیں، میں وہاں گیا، وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ لوگ وہاں مزار کے سامنے سجدہ میں پڑے ہیں، میں نے کہا مسلمانوں کی مسجد میں تو ایک مالک کی پوجا ہوتی ہے، یہ تم لوگ مزاروں کی پوجا کیوں کر رہے ہو؟ وہاں جو پیر بابا رہتے تھے، وہ بولے یہ پوجا نہیں بلکہ آدر (تعظیم) کا سجدہ ہے، ان کے وسیلہ سے تو خدا تک پہنچیں گے، میں نے ان سے کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا تھا مگر یہ تو مصیبت ہے کہ دیوتاؤں سے جان بچاؤں گا تو پیروں کے سامنے پھنسنا پڑے گا، یہ تو بڑا مسئلہ ہے ،میں مسجد میں گیا وہاں ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے، ان سے پوچھا کہ آپ کس کے سامنے سجدہ کر رہے تھے؟ میں نے کہا تم مزاروں کے سامنے بھی جا کر سجدہ کرو گے؟ وہ بولے نہیں یہ لوگ بھٹکے ہوئے ہیں، یہ سارے اللہ والے ساری زندگی ایک ہی ایک رٹ لگاتے اور سبق دیتے چلے گئے، شیطان نے خود ان کی قبروں کو سجدہ کروا کے انسان کو بھٹکا دیا، اسلام میں ہرگز ہرگز اس کی گنجائش نہیں ہے، اسلام کا کلمہ ہی یہ ہے، لا الہ الا اللہ، ایک کے علاوہ کوئی پوجا کے لائق نہیں، پہلے ایک علاوہ سب کا انکار ہے لا الہ الا اللہ، پھر صرف ایک ہی ایک ہے، میں نے کہا میں صرف ایک ہی ایک کی پوجا کرنے والا مسلمان بننا چاہتا ہوں انھوں نے بتایا کہ جامع مسجد دہلی جانا پڑے گا، میں ماں سے بہانا کیا کہ دلّی گھومنے جانا ہے، بہت ضد کی انھوں نے مجھے سو روپئے کرایہ کے لئے دیئے، میں دلّی جامع مسجد گیا امام صاحب سے تیسرے روز بڑی مشکل سے ملاقات ہوئی، انھوں نے کہا، ہمارے یہاں دو جاننے والے گواہ لانے پڑیں گے، اور ابھی تمھاری عمر بھی کم ہے، بالغ ہونے کے بعد ہم کلمہ پڑھوا سکتے ہیں، میں بہت مایوس واپس آیا، میں روزانہ مسجد میں جاتا

اور مالک کے سامنے روتا سجدہ کرتا اور کہتا، مالک! امام صاحب نے قبول نہیں کیا، آپ تو سارے سنسار پر دیا کرنے والے ہیں، جو آپ کو چھوڑ کر دوسرے کی پوجا کرنے والے ہیں، ان پر بھی آپ مہربان ہے، آپ میرا ایمان خود ہی قبول کرلو، مجھے ایسا لگا کہ جیسے مالک کے یہاں میرا ایمان قبول ہو گیا، اور میں اندر سے اپنے کو مسلمان سمجھنے لگا، ایک بار پانی پت گیا، مسجد کے باہر کچھ کتابیں بک رہی تھیں، میری نماز، مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ جنت کی کنجی، دوزخ کا کھٹکا، کتابیں خرید کر لایا اور ساری کتابیں پڑھیں اس کے بعد میں ہندی قرآن مجید لایا، اور کافی حد تک اسلام کو سمجھنے لگا، چپکے چپکے بھی نماز پڑھنے لگا، میرے ماں باپ کو میرا اسلام کی طرف بڑھنا بہت ناگوار ہونے لگا، میری پڑھائی بھی اس سے متاثر ہو رہی تھی، وہ چاہتے تھے کہ میں پڑھائی کروں مگر میرا دل پڑھائی میں نہیں لگتا تھا اور دل چاہتا تھا کہ ہر وقت ذکر کروں، اور اپنے اللہ کے حضور سجدہ میں پڑھا رہوں مجھے خواب میں کبھی کعبہ دکھائی دیتا، کبھی مدینہ دکھائی دیتا، کبھی جنت دکھائی دیتی، کسی نے مجھے بتایا کہ نظام الدین میں دین کا مرکز ہے، میں دہلی گیا مگر مرکز جانے کے بجائے اندر درگاہ میں پہنچا، تو وہاں بھی ہانسی جیسا حال تھا، میں نے کہا کہ یہاں مسلمان بنانے والے کہاں رہتے ہیں، انھوں نے کہا کہ بڑے سجاد صاحب مسلمان کرتے ہیں، میں بڑی تلاش اور کوشش سے ان سے ملا، ان سے مسلمان ہونے کی خواہش کا اظہار کیا، تو انھوں نے مجھے کلمہ پڑھایا اور ایک ٹوپی مجھے پیلے رنگ کی دی اور میرا نام اصغر علی رکھا، میرا پرانا نام چھوٹو سنگھ تھا انھوں نے اسی لحاظ سے میرا نام اصغر علی رکھا مگر میں نے دیکھا کہ لوگ خود ان کو سجدہ کر رہیں، میں نے اعتراض بھی کیا، بولے تم اپنی جگہ ٹھیک ہو، یہ لوگ بہت ہی بے اختیار ہو کر سجدہ کرتے ہیں، ان کا خیال مت کرو، واپس آیا میں نے اپنی ماں کو بتایا کہ میں دلی میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، ماں نے گھر میں کہرام مچا دیا، کہ میرا بچہ ادھرم ہو گیا

ہے، میرے پتاجی (والد صاحب) اور میرے بھائیوں نے بہت سمجھایا جب نہیں مانا تو تو انھوں نے مجھے بہت مارا، مجھے گھر سے نکال دیا، میری بیوی ابھی دو مہینہ پہلے رخصت ہو کر آئی تھی، اس نے مجھے مارنے سے بچانا چاہا تو گھر والوں نے اسے بھی مارا، میں گھر سے نکل کر دہلی پہنچا، نظام الدین پہنچا تو ایک صاحب نے بتایا، کہ دین کا مرکز دوسری جگہ ہے ، وہاں گیا تو ایک صاحب نے بڑے مولانا صاحب سے ملوایا انھوں نے مجھے بہت پیار کیا اور کچھ روز دین سیکھنے کے لئے جماعت میں جانے کو کہا، میں جماعت میں چلا گیا اور اللہ کا شکر ہے جماعت میں جا کر میرے جان میں جان آئی، اب اسلام میری پوری طرح سمجھ میں آ گیا۔

سوال: آپ کی بیوی آپ کے مسلمان ہونے کے بعد آپ کے ساتھ تھی؟

جواب: میرے زندگی کی کہانی مولانا احمد صاحب بہت لمبی داستان ہے اس کو بتانے کے لئے بہت وقت چاہئے، ایک بڑی ناول بن جائے گی، میں نے مسلمان ہونے کے لئے جانے سے پہلے اپنی بیوی کو اس کے لئے تیار کر لیا کہ میرے ساتھ رہنے کے لئے مسلمان ہونا پڑیگا، دو مہینہ میرے ساتھ وہ رہی، میں نے نئی شادی کا مزا لینے اور ہنی مون منانے کے بجائے صرف اسی پر وقت لگایا کہ میں اس کو اسلام کے لئے راضی کروں، جماعت سے آ کر میں نے اپنی بیوی کو گھر والوں کی مرضی کے بغیر لیا اور حصار شہر میں جا کر رہنے لگا ، وہاں ٹرک ڈرائیور کی ملازمت کی، مگر ڈرائیوری میں مجھے دینی ماحول نہیں ملا اس لئے بے چین تھا، اس لئے میں نے اپنی بیوی کو حصار میں ایک یو پی کے ماسٹر صاحب جو حصار یونیورسٹی میں ایک بڑے ٹیچر تھے ان کے یہاں چھوڑا اور پاسپورٹ بنوا کر مسقط چلا گیا اللہ کا شکر ہے وہاں کی کمائی سے میں نے گھر بھی بنوالیا، وہاں رہ کر داڑھی رکھ لی، وہاں میں دس سال رہا، ہر سال چھٹی پر آتا تھا، اس دوران پانچ بچے تین لڑکے اور دو

لڑکیاں ہوئیں، اس دوران میرے والد کا انتقال ہوگیا تو مجھے بہت صدمہ ہوا اور خیال ہوا اس طرح اگر میں مسقط میں رہاں تو میرا پورا خاندان کفر پر مر جائے گا، ادھر بچوں کی تعلیم و تربیت کا بھی مسئلہ تھا اس لئے میں واپس ہندوستان آیا، مسقط میں میری آمدانی بہت اچھی تھی، میں وہاں سے گھر والوں کی خوب خدمت کرتا رہا، وہاں سے جب بھی آتا خوب تحفے گھر کے سب بھائیوں بہنوں اور بچوں کے لئے لاتا تھا، کوئی بیمار ہوتا، کسی کا داخلہ ہوتا خوب خرچ کرتا، ان کو بھی یہ تھا کہ ہمارا آدمی باہر رہتا ہے، باہر گھر والوں کی یاد آتی تو میں رو رو کر ان کے لئے ہدایت کی دعا کرتا، میں واپس آیا تو میرے پاس کافی پیسہ جمع تھا میں نے کاروبار شروع کیا، بلڈنگ کنسٹرکشن کا، ایک بھائی دو بھتیجوں کو ساتھ لگایا، میرے اللہ کا ایسا کرم ہوا کہ آنے کے بعد چار سال کی محنت سے میری ماں، میرے دونوں بھائی ان کے چھ بچے، میری تینوں بہنیں ان کے شوہر اور آٹھ بچے سب اسلام میں آگئے، میں نے گاؤں میں آکر گھر بنالیا اب مجھے مسجد کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس مسجد کو اس مسجد کو آزاد کرانے کی فکر ہوئی جس سے مجھے بہت محبت تھی، میں نے رام چندر جی سے بات کی، دو لاکھ روپئے میں مسجد خالی کرانے کی بات طے ہوگئی، میں نے ایک پلاٹ بیچ کر اس کو رقم دے دی، اور مسجد خالی کرالی، نماز کے لئے ہانسی سے ایک حافظ صاحب کو پہلی نماز پڑھانے کے لئے بلایا، نماز کی تیاری کی، میں نے دور دور سے مسلمانوں کو بلایا، مگر رام چندر کے خاندان کے لوگ، جیسے ہم لوگوں نے مسجد میں اذان دی، بری طرح جلال میں آگئے، پورے گاؤں میں کہرام مچ گیا یہ بانگ کس طرح شروع ہوئی، ہمارے سارے دیوتا بھاگ جائیں گے۔ لاٹھی ڈنڈے لے وہ لوگ آگئے جن کے باپ داداؤں نے یہ مسجد بنائی تھی، علاقہ کے مسلمان تو سب بھاگ گئے حافظ صاحب بھی چھپ کر نکل گئے، بس ہمارے گھر والے رہ گئے میرے بھائیوں اور بھتیجوں نے مقابلہ کیا دونوں طرف

بہت چوٹیں آئیں، میرا بھی سر پھٹ گیا، میرے بھائی کا ہاتھ ٹوٹ گیا، میرے بہنوئی کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی، ادھر سے بھی لوگوں کے خوب چوٹیں آئیں۔

سوال: حیرت ہے وہ لوگ مسجد کے لئے لڑ رہے تھے جن کے دادا مسلمانوں کو قتل کرواتے تھے اور وہ لوگ مسجد اور اذان کے خلاف تھے جن کے باپ داداؤں نے مسجد بنوائی تھی، پورے گاؤں کے لوگوں کے سامنے آپ لوگوں کو ڈر نہیں لگا کہ ہم صرف چند لوگ ہیں؟

جواب: نہیں مولانا احمد صاحب میرے دل میں تو سو فیصد یقین تھا میرا اللہ میرے ساتھ ہے، میرے ۱۲/۱۳ سال کے بھانجے بھتیجے اس بہادری سے لڑے وہ کہتے تھے کہ چاچا اگر مالک کے نام پر مر بھی جائیں گے تو شہید ہوں گے، حضرت حسن حسینؓ کے ساتھ جنت میں رہیں گے، اور اللہ کی مدد بھی آئی، چوٹیں ہمارے بھی آئی تھیں، مگر ہم جتنے کم تھے، ان کے چار گنا چوٹیں ان کے آئیں، پولس فورس آگئی، دونوں طرف کے لوگ اٹھا کر لے گئی، تھانہ میں جا کر صلح کرانے کی کوشش کی مگر صلح کے لئے وہ لوگ تیار نہ ہوئے، تھانہ انچارج ہمارے ساتھ تھا، وہ بولا جب پیسے لے لئے تو پھر ان کو حق ہے کہ یہ مسجد کو کھولیں، بات نہ بنی تو پولس والوں نے کہا ہم تو چالان کرتے ہیں، تم ضمانت کروالینا، مسجد سے باہر پولس کا پہرا ڈالا گیا، گاؤں والوں نے اپنے اپنے ضامن بلوا کر ضمانت کروالی، تھانہ انچارج نے کہا تم بھی اپنے ضامن منگوالو، میں نے کہا، ہمارے ضامن ہمارا مالک ہے، وہ خود ضمانت کروائے گا، وہ ہنسنے لگا، شام ہوگئی، جج عدالت سے اٹھ کر جانے لگا ہمیں باہر دیکھا تو بولا یہ لوگ کون ہیں، ان کی تاریخ تھی، پولس والوں نے بتایا، مسجد کے جھگڑے میں یہ لوگ آئے ہیں ان کا کوئی ضامن نہیں ہے، ان کا جیل کو چالان کرنا پڑے گا۔ جج نے کہا تمہارا کوئی ضامن نہیں ہے، میں نے کہا ہمارا مالک ہمارا ضامن ہے، جج نے کہا میں خود ان کی ضمانت لیتا ہوں، اور کاغذات پورے کرکے جج نے خود ضمانت پر دستخط کر

کے ہمیں گھر بھیج دیا، تھانہ انچارج بولا میں تو پہلے ہی سوچ رہا تھا، کہ شاید تمھاری ضمانت کے لئے مالک خود اتر کر آئے گا، تم اتنے دشواس میں کھڑے تھے۔

سوال: اللہ کی کیسی مدد آئی، سبحان اللہ

جواب: مولانا احمد صاحب بیس سال کی اسلامی زندگی میں، میں نے ایمان کے لئے کیسی کیسی اللہ کی غیبی مدد دیکھی، میں بیان نہیں کر سکتا، مجھے ایک بار تالے میں بند کر کے قید کر دیا گیا، رات کو میں نماز پڑھ کر باہر نکلنے کو چلا تو خود تالا کھل گیا، مجھ پر گولی چلانی چاہی، خود گولی چلانے والے کی بندق کی نال پھٹی اور وہ مر گیا، مجھے دھوکے سے دعوت میں میرے لئے کھیر میں زہر ملا دیا، اور غلطی سے پیالہ زہر ملانے والے کے سامنے رکھا گیا اور وہ مر گیا۔

سوال: بلاشبہ اللہ کی مدد اللہ پر یقین کے ساتھ آتی ہے؟

جواب: سب سے بڑی رحمت یہ ہے کہ اللہ کی ذات پر میرے گھر والوں کا یقین بڑھتا گیا

سوال: اب اس مسجد کا کیا حال ہے؟

جواب: مسجد کی سب سے زیادہ مخالفت کرنے والے گاؤں کا سرپنچ تھا، جو بی جے پی پارٹی میں تھا، اس نے مسجد بند کروانے کے بعد ایسا مزا چکھا کہ برباد ہو گیا، پھر اس نے مسجد کی مخالفت سے توبہ بھی کی بلکہ میرے ساتھ لگ گیا، الحمدللہ مسلمان ہو گیا ہے، پچھلے سال جماعت میں چلہ میں گیا تھا، بیمار ہو گیا دس دن لگا کر واپس آ گیا مگر نماز پڑھتا ہے، اس کے حال کو دیکھ کر گاؤں والے ڈر گئے، گاؤں کا ایک ڈاکو جو پورے علاقہ میں مشہور تھا وہ میرے ساتھ لگ گیا اور پھر اس نے بندوق کی نوک پر مسجد کھلوائی۔

سوال: وہ مسلمان ہو گیا ہے؟

جواب: نہیں ابھی تک نہیں ہوا، میں جب بھی اس سے کہتا ہوں وہ کہتا ہے مجھے ابھی وقت

لگے گا، اسلام کو میں سچا سمجھتا ہوں، اس کے لئے حضرت سے بھی کہا ہے کہ دعا کریں، حضرت نے امید دلائی ہے وعدہ کیا ہے کہ دل سے دعا کریں گے۔

سوال: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: حضرت نے مارچ میں پکا وعدہ کیا ہے، ادھر وقت دینے کا۔ ہمارا ایک کھیت ہے، جو گاؤں کے قریب ہے، گھر والوں نے مشورہ دیا ہے، یہاں پر ایک عربی مدرسہ بنائیں گے، جس میں حفظ اور مولویت کی بہت اعلیٰ تعلیم ہوگی اور سب سے پہلے خاندان کے سب بچوں کو داخل کریں گے۔

سوال: آپ کے خلاف کسی نے طرح طرح کی شکایتیں بھی پولس میں درج کرادی تھیں؟

جواب: یہ تو بار بار ہوتا رہا، بہت انکوائریاں ہوئیں، الحمدللہ ہم نے خوب جم کر بات کی اسلام سمجھانے کی کوشش کی، کئی لوگوں کو اسلام کی کھل کر دعوت بھی دی اللہ کا شکر ہے جس کو بھی دعوت دی اس نے زیادہ پریشان نہیں کیا اور بہت اچھی رپورٹ دی، اب اللہ کا شکر ہے کہ سب تھک کر بیٹھ گئے۔ اور پورے علاقہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ ان کے ساتھ ان کا اللہ رہتا ہے، اصغر کا وہ اللہ جس کی یہ اللہ اکبر کہہ کر اذان دیتا ہے، میرے دل کو بھی اطمینان رہتا ہے کہ بندہ ہی تو اصغر اور چھوٹا ہوتا ہے، مگر اللہ تو اکبر ہے۔

سوال: ماشاء اللہ اصغر اور اکبر کا رشتہ خوب ہے، آپ کی بات بہت مزے کی ہے اور بہت عبرت کی بھی۔

جواب: احمد بھائی، ایک موٹی کتاب آپ کو لکھنی پڑے گی۔

سوال: تو پھر ابی سے کہوں گا کہ واقعی ایک کتاب لکھی جائے، آپ لکھنا شروع کرادیں، اس کو چھپوا دیں گے۔

جواب: میں نے لکھنا شروع کر دیا ہے، ایک سو پیج (صفحات) لکھ چکا ہوں اندازہ یہ ہے

کہ پانچ سو پیج کی موٹی کتاب ہو جائے گی۔

سوال: ضرور لکھئے، تو پھر اس کو ضرور چھپوائیں گے ماشاء اللہ۔ بہت کام کی ہوگی اور ایک پوری داستان ہوگی، اب آپ نے کاروبار کیا شروع کیا ہے؟

جواب: کاروبار دھندہ تو ہمارے پیارے اللہ نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کے صدقہ میں دعوت بنایا ہے، اب بس زندگی اسی کے لئے وقف ہے، دعوتی مرکز اور ایک عربی مدرسہ بڑا انشاء اللہ بنوانا ہے، میں نے حضرت سے معلوم کیا کہ ہمارے ملک کے سب سے بڑے چار داعیوں کا نام ہمیں بتائیے، تو حضرت نے مجھے بتایا، خواجہ معین الدین چشتی، سید علی ہمدانیؒ، سید احمد شہیدؒ، اور مولانا کرامت علیؒ، میں نے اپنے چاروں بیٹوں کے نام بدل کر، بڑے کا نام معین الدین چشتی، دوسرے کا نام سید علی ہمدانی، تیسرے کا نام سید احمد شہید، چوتھے کا کرامت علی رکھا ہے، انشاء اللہ میرے اللہ ان چاروں کو ان داعیوں کا جانشین بنائیں گے۔

سوال: اسی طرح ابی نے نام بتائے ہیں؟

جواب: نہیں حضرت تو فرماتے تھے، معین الدین، علی، سید احمد، کرامت علی رکھو۔ مگر میں نے معلوم کیا کوئی گناہ تو نہیں اگر معین الدین چشتی سید علی ہمدانی سید احمد شہید رکھیں، تو حضرت نے بتایا کہ گناہ تو نہیں ہے، اس لئے پھر میں نے ان کے پورے نام رکھے، تاکہ نام کی پوری برکت ملے۔

سوال: روزگار کی لائن آپ کہہ رہے تھے، بہت اچھی مل گئی ہے؟

جواب: میرا حصار میں ایک دو سو گز کا پلاٹ جو میں نے مسقط رہتے ہوئے خریدا تھا، ٹو سائڈ اوپن پلاٹ تھا، اس پر میں نے آٹھ دکانیں بنائیں اور دو مکان بنائے، اور ان پر دو موبائل ٹاور لگوا دیئے، الحمد للہ ۱۵/ لاکھ روپے ایڈوانس ملے جس میں سے ساٹھ لاکھ

روپے تعمیر میں گئے، اور ماہانہ کرایہ ۶۵/ہزار روپے، آٹھ لاکھ روپے میں پہلے مدرسہ کے کمرے بن جائیں گے، اور ۶۵/ہزار میں سے نیت کی ہے، ۲۵/ہزار گھر خرچ کے لئے اور ۴۰/ہزار میں روپے ماہانہ مدرسہ میں خرچ کریں گے، میں نے پوری دعوت کی نیت کی ہے، خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا اتنی سہولت سے روزگار کا نظم ہو جائے گا، ایک ڈیڑھ سال میرٹھ میں رہا، بس روزگار کا ہو کر رہ گیا تھا، اللہ تعالیٰ حضرت کو بہت جزائے خیر دے مجھے حکم دیدیا اور دعا بھی دی، میں نے بھی دعا کی میرے اللہ میں اپنے حضرت کا حکم سمجھ کر جا رہا ہوں، میرے لئے دعوت کے لئے آسانی کر دے، اور میرا وقت فارغ کر دے، میرے اللہ نے ایسی سنی، کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ الحمد للہ

سوال: اچھا اب قارئین ارمغان کو کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: ہمارے حضرت تو بار بار کہتے ہیں کہ ہم خاندانی مسلمان کو ہوش نہ آیا اور جس عظیم کام کی ذمہ داری ہمارے نبی ہمیں دے کر گئے تھے ہم نے نہ نبھائی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کھڑا کریں گے جو تمہارے غیر ہوں گے۔ میرا سارا دین کا جھگڑا ان لوگوں سے ہے جن کے باپ دادا مسلمان تھے، اور میرے دادا کا جھگڑا ان کے بڑوں سے اس وجہ سے تھا، مسلمان کیوں ہیں؟ بس یہی سبق ہے اس کو سمجھنا چاہئے۔

سوال: واقعی آپ نے بہت خوب توجہ دلائی، جزاک اللہ السلام علیکم فی امان اللہ۔

جواب: آپ کا شکریہ کہ مجھے موقع دیا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ ۲۰۱۲ء

۱۱۰ وید بھی نبی کی خبر دیتا ہے

محمد ثمیر ﴿منوج کمار شرما﴾ سے ایک ملاقات

اقتباس

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ برادران وطن کو تکلیف نہ پہنچائیں، یعنی اگر کوئی اسلام قبول کر کے آئے، تو اگر اس کو رکھیں بھی نہ، تو کم سے کم یہ نہ کہیں کہ تو مسلمان ہو رہا ہے، ہمارے لئے بوجھ ہو جائے گا، آپ مدد نہیں کر رہے ہیں، تو کم سے کم یہ بات کہہ کر اس کا دل نہ دکھائیں۔

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد ثمیر : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال :ثمیر آپ کیسے ہیں؟

جواب :احمد بھائی اب میری طبیعت ٹھیک ہے، کافی بیماری کے بعد اب راحت ہوئی ہے، اس بیماری کی وجہ سے میری پڑھائی بھی چھوٹ گئی ہے، احمد بھائی آپ بتائیں آپ کیسے ہیں؟

سوال :میں بھی الحمدللہ ٹھیک ہوں ثمیر اپنے بارے میں کچھ بتاؤ گے؟

جواب :احمد بھائی میں ہری دوار کا رہنے والا ہوں اور میں نے تقریباً دو سال پہلے اسلام قبول کیا ہے، میرا پرانا نام منوج کمار شرما تھا، ہم چار بھائی بہن ہیں، ایک بڑی بہن ہے

اور دو بھائی مجھ سے چھوٹے ہیں، گھر میں دادا، چاچا ہیں، ابو کا چھ مہینے پہلے انتقال ہو گیا ہے، میری تعلیم نویں کلاس تک ہے، مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا اور میری خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں، لیکن میرے گھر والے مجھے پنڈت بنانا چاہتے تھے، جس کی وجہ سے انہوں نے میری تعلیم چھڑوا کر میرے دادا جی کی دھرم شالہ شیورام پور میں پڑھنے کے لئے بھیج دیا تھا، میرے دادا بہت اچھے وید حکیم بھی مانے جاتے ہیں، اور دھرم شالہ میں لوگوں کا علاج بھی کرتے ہیں۔

سوال: آپ اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: میرے اللہ کو مجھ پر کرم کرنا تھا کہ مجھے اسلام کی طرف خود ہی بلا لیا، کیسی تاریکی سے میرے اللہ نے مجھے نکالا، کیسا احسان ہے میرے اللہ کا مجھ پر کہ اس جگہ پر جہاں لوگوں کو تاریکی کی طرف کھینچ کر اندھیری کوٹھری میں ڈالا جاتا ہے، اور وہ اندھیر بھی ایسا کہ جس میں بہت مشکل ہے، میرے اللہ نے مجھے اس اندھیرے سے نکال لیا، احمد بھائی میرے اللہ کا مجھ پر کیسا احسان ہے میں تو شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

سوال: کس چیز نے آپ کو اسلام کی طرف بلایا؟

جواب: احمد بھائی! گھر والے مجھے پنڈت بنانا چاہتے تھے لیکن میرے اللہ نے کہا کہ تجھے پنڈت تو بنائیں گے لیکن ایک کامیاب پنڈت، میرے اللہ نے مجھے پنڈت بننے کی کوشش میں ہی ہدایت دے دی، میں دھرم شالہ کے ذمہ داروں کا بہت چہیتا تھا، اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ میں بتوں کی مستقل صفائی کرتا رہتا تھا، اور لوگوں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ میں ان بتوں کے پاس مستقل رہتا ہوں اور مستقل ان کی خدمت کرتا ہوں لیکن یہ مجھ سے بات نہیں کرتے شاید یہ مجھ سے ناراض ہیں،

میں رات کو اٹھ کر بتوں کے پاس پہنچا، اور ان کے سامنے بہت رویا، اور اپنی اچھا (خواہشات) بیان کرتا رہا، لیکن میری کسی نے نہ سنی، میں تین رات تک جو دھرم شالہ میں سب سے بڑی مورتی شیو شنکر کی تھی، اس کے سامنے گڑگڑاتا رہا لیکن وہ مجھ سے ناراض رہا، اور اس نے میری کچھ نہ سنی، مجھے خیال ہوا کہ شاید شیو شنکر مجھ سے زیادہ ناراض ہیں، چلو دوسری مورتیوں سے بات منوالوں شاید وہ تو مجھ سے راضی ہوں گی۔ میں ان کے سامنے بھی روتا رہا یہاں تک کہ میں نے تین تین راتیں ہر مورتی کے سامنے رو رو کر گذاردیں، لیکن میری کسی نہ سنی، مجھے خیال ہوا کہ یہ مورتیاں کچھ نہیں ہیں، اگر ان میں کوئی بات ہوتی تو ایک نہ ایک ضرور میری بات سنتی، میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے اپنے گرو سے اس کے بارے میں بات کرنی چاہیے، مجھے اتنی بے چینی تھی کہ رات کو ہی میں نے گرو کو جگایا اور ان کو یہ بات بتائی، اور ان سے معلوم کیا کہ کیا یہ مورتیاں صحیح ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا کہ سب اندھ وشواس ہے ان مورتیوں میں کچھ بھی نہیں ہے، میں نے گرو جی سے کہا پھر ہم سب ان کی پوجا کیوں کرتے ہیں؟ اور لوگوں کو بھی ان کی پوجا کیوں کراتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہم لوگوں کو ان کی حقیقت بتائیں گے تو لوگ ہماری بات نہیں مانیں گے، اور ہمیں دھرم شالہ سے نکال دیں گے، اس لئے جو چل رہا ہے اسے چلنے دو، میں نے ان سے کہا پھر حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک رشی آئیں گے ویدوں میں مہامد اور اہامد کا نام میں نے سنا تھا، لیکن گرو جی کہتے تھے کہ وہ اٹھارہ سو سال بعد آئیں گے، ایک روز میں نے کمرے میں جا کر وید کا ترجمہ پڑھا تو اس میں اٹھارہ سو سال کا کہیں بھی ذکر نہیں تھا، اور اس میں یہ تھا کہ وہ برائیوں کو ختم کریں گے، میں نے پوچھا کہ وہ کب آئیں گے؟ اور ان سے ضد کی کہ بتا

ئیں وہ کب آئیں گے؟ وید میں تو ان کے آنے کی بات ہے اٹھارہ سو سال کا تو ذکر نہیں ہے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ سمجھو وہ آچکے، اور وہ ایسی ایسی جگہ میں آئے ہیں، اور انہوں نے برائیوں کا خاتمہ بھی کر دیا ہے، میں نے کہا کہاں خاتمہ کیا ہے؟ ساری کی ساری برائیاں تو ویسے کی ویسی ہی ہیں، اس کے بعد وہاں پر میرا دل لگنا بند ہو گیا۔

میں نے گھر والوں سے پڑھنے کی ضد کر کے دھرم شالہ کو چھوڑ دیا، اور دہرہ دون ایم ایم انٹر کالج میں داخلہ لے لیا، وہاں پر میری دوستی ایک عیسائی لڑکے سے ہو گئی، میں اس سے معلوم کرتا تھا وہ عبادت کیسے کرتے ہیں، ایک دن وہ مجھے چرچ لے گیا وہاں پر ایک بہت بڑی تصویر لگی ہوئی تھی، اس نے مجھے بتایا کہ ہم اس کی عبادت کرتے ہیں، میں نے کہا کہ یہ تو بالکل ہماری ہی طرح ہے ہم بھی ایسے ہی مورتیوں کی عبادت کرتے ہیں، اس نے مجھے اس کے بارے میں بتایا، لیکن مجھے اس کی بات ایک بھی اچھی نہیں لگی، لیکن میرا دل حقیقت کو جاننے کے لئے بے چین رہنے لگا، گھر والوں کو بھی کسی نے بتا دیا کہ یہ دوسرے مذہبوں کے بارے میں معلوم کرتا رہتا ہے، اور ان کے یہاں آتا جاتا ہے، میں گھر گیا تو مجھے گھر پر ڈانٹ پڑی مجھے ان کی ڈانٹ سے بہت مایوسی ہوئی، میں پھر کالج آ گیا، ایک دن میرا عیسائی دوست ایک مسلمان لڑکے کو میرے پاس لے آیا، مجھے اس سے بہت نفرت ہوئی جب وہ چلا گیا تو میں نے اس سے کہا کہ مسلمانوں کو میرے پاس مت لایا کر، میرے گھر والے مسلمانوں سے دور رہنے کو کہتے ہیں، کیونکہ وہ بہت خراب ہوتے ہیں، جیو ہتیا بھی کرتے ہیں اور گوشت بھی کھاتے ہیں، اس نے کہا کہ ایسا کیسے ممکن ہے، کالج میں جب رہیں گے تو ملاقات تو ہو گی ہی، گھر والوں کو کہنے دو بس ان کو معلوم نہیں ہونا چاہیے، ویسے یہ لڑکا شریف ہے اور کافی

مذہبی ہے یہ مسلمان لڑکا جس کا نام سلمان ہے جب بھی مجھ سے ملتا تو میں اس سے نفرت سے بات کرتا لیکن وہ مجھ سے بہت اچھے انداز میں اور محبت کے ساتھ بات کرتا تھا، ایک دن میری دوپہر کے وقت اس سے ملاقات ہوئی مجھے اپنے طرز پر ندامت ہوئی تو میں نے اس سے معافی مانگی اور میری بھی اس سے دوستی ہوگی، میں نے اس سے بھی اس کے مذہب کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے مجھے اپنی عبادت کے بارے میں اور محمد ﷺ کے بارے میں بتایا میرے ذہن میں بات آئی کہ شاید وہی ہیں جن کے بارے میں ویدوں میں آیا ہے، میں نے سلمان سے آپ ﷺ کے زندگی کے بارے میں کتاب منگائی، اس نے مجھے اتم نبی کے نام سے ایک کتاب لا کر دی، میں نے کتاب کو پڑھا، مجھے اس کتاب کو پڑھ کر بہت اچھا لگا اور میں نے ارادہ کیا کہ اس نبی کے بارے میں اور جاننا چاہئے اور یہ بھی تحقیق کرنی چاہئے کہ دوسری جگہ کے مسلمان اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں، اگر یہ نبی ہیں تو اس کی بات پوری دنیا میں، جہاں بھی جائیں ایک ہی ملنی چاہیے میں گھر آیا اور گھر والوں سے ممبئی، ماموں کے یہاں جانے کو کہا اور گھر والوں سے اجازت لے کر ماموں کے یہاں شاستری نگر ممبئی چلا گیا، وہاں میں نے ایک قاری صاحب سے جو مسجد میں رہتے تھے، ملاقات کی اور ان سے حضور ﷺ اور اسلام کے بارے میں معلوم کیا، انہوں نے حضور ﷺ نے کیسے کیسے تکلیفیں اٹھائیں، اور کیسی مشکلوں کا سامنا کیا، آپ کے اوپر کوڑا ڈالنے جیسے واقعات سنائے، یہ واقعات میں نے پہلے بھی سنے تھے، میرا یقین اسلام کے بارے میں اور بڑھا، لیکن ابھی تک میرے دل کو سکون نہیں ہوا تھا۔ ممبئی میں میں صبح گھر سے نکلتا تھا تو شام کو ہی واپس لوٹتا تھا، ماموں نے گھر والوں سے شکایت کر دی تو گھر والوں نے مجھے ڈانٹا کہ

کہاں گھومتا پھرتا ہے، میں نے کہا کہ گھومنے ہی تو آیا ہوا ہوں، اس لئے پورے دن گھومتا ہوں پھر گھر لوٹ آتا ہوں، اس کے بعد واپس گھر آ گیا۔

کچھ دن بعد میں نے اسلام کے بارے میں اور زیادہ جاننے کے لئے لکھنؤ کا ارادہ کیا، گھر والوں سے اجازت لے کر میں لکھنؤ چلا گیا، لکھنؤ اسٹیشن پر میری ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے اسلام کے بارے میں معلوم کیا، انہوں نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور مجھے ندوہ لے گئے وہاں پر مجھے گھمایا، میں نے معلوم کیا کہ یہ کیا جگہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہاں پر اسلام سکھایا جاتا ہے، یہ ایک مدرسہ ہے، لکھنؤ سے بھی میں لوٹ آیا، اب میں پریشان تھا کہ کیا کرنا چاہیے؟ گھر والے بھی کہنے لگے کہ کیا بات ہے تو کیوں پریشان ہے، کہاں گھومتا پھرتا ہے، تجھے کیا ہو گیا ہے؟ پھر میں کالج لوٹ آیا وہاں میں مسلمان دوستوں سے ملتا تھا، ان سے اسلام کے بارے میں معلوم کرتا کہ کیسے اسلام قبول کرتے ہیں، مجھے کوئی نہیں بتاتا تھا ایک دن میں دہرہ دون میں ہی ایک مدرسہ میں گیا، وہاں پر اسلام کے بارے میں معلوم کیا تو مجھے کسی نے نہیں بتایا اور کہہ دیا کہ تو تو ہندو ہے تجھے اسلام کے بارے میں نہیں بتایا جا سکتا۔ میں بہت پریشان ہوا تو میرے دل میں خیال آیا کہ تو مسجد میں چل، وہاں جا کر دیکھ کہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ میں مسجد کے باہر کھڑا ہونے لگا تو میرے دوستوں نے گھر پر شکایت کر دی کہ مسجد کے باہر کھڑا رہتا ہے اور ملا بننا چاہ رہا ہے، انہوں نے مجھے گھر بلایا اور مجھ پر بہت غصہ ہوئے، اور کہا کہ مسلمان تو بہت خراب ہوتے ہیں، پہلے قریب آتے ہیں، اس کے بعد دغا دیتے ہیں، ان کے پاس مت جایا کرو، یہ اچھے لوگ نہیں ہوتے، دوبارہ جب میں دہرہ دون واپس آیا، تو پھر مسجد کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور ہمت کر

کے مسجد کے اندر داخل ہو گیا، میرا حلیہ ہندوؤں والا ہونے کی وجہ سے لوگوں نے مجھے مسجد سے باہر نکال دیا، میں مسجد کے باہر کھڑا ہو کر نمازیوں کو دیکھتا رہا اور ان کی طرح نماز پڑھنے لگا، نماز ختم ہونے کے بعد واپس ہاسٹل لوٹ آیا، لیکن اب میں بہت پریشان تھا کہ کیسے مسلمان بنا جاتا ہے یا مجھے کیا کرنا ہے؟ ایک مرتبہ گھر پر تھا کہ کشمیر سے چچا کے دوست آئے ہوئے تھے وہ مجھ سے کہنے لگے کہ بیٹا میرے گھر کشمیر آنا، مجھے خیال ہوا کہ کیوں نہ کشمیر جا کر مجھے اسلام کے بارے میں جاننا چاہیے، میں نے ان سے کہا کہ میں آپ ہی کے ساتھ چلوں گا اور دو یا تین دن بعد وہاں سے لوٹ آؤں گا، میں ان کے ساتھ کشمیر چلا گیا، وہاں پر میں تحقیق کرتے ہوئے لال بازار مدرسہ قاسمیہ پہنچا اور مولانا شاہد صاحب سے ملاقات کی انہوں نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا اور کہا کہ اگر اس پر عمل نہیں کرو گے تو دوزخ میں جلو گے۔ اور مجھے آپ کی امانت آپ کی سیوا میں کتاب دی، اس کتاب کو پڑھا اور میرا اسلام پر پکا یقین ہو گیا اور میرے دل کو بھی سکون ہو گیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا، آپ نے کلمہ پڑھ لیا تھا؟

جواب: احمد بھائی مجھے کسی نے کلمہ پڑھوایا ہی نہیں، میں بڑے بڑے علماء اور داڑھی والوں سے ملا اور میں ان سے اسلام کے بارے میں معلوم کیا، لیکن کسی نے بھی مجھے کلمہ پڑھنے کو نہیں کہا، میں کشمیر سے دہرہ دون لوٹ آیا، اور مسجد کے باہر جا کر نمازیوں کی طرح کرنے لگا، جب تین چار روز مجھے اس طرح ہو گئے تو میرے کالج کے ساتھی نے گھر والوں کو بتا دیا، انہوں نے کسی کو تحقیق کرنے کے لئے بھیجا، اس نے جا کر حقیقت بتا دی، گھر والوں نے مجھے بلا لیا اور بہت مارا، دادا، دادی چاند پور میں رہنے لگے تھے، انہوں

نے کہا کہ تم اسے ہمارے پاس بھیج دو، وہاں پر لڑکے اچھے نہیں ہیں، یہاں رہے گا تو ماحول بدل جائے گا، اور یہ ٹھیک ہو جائے گا، میں چاند پور پہنچا تو میں نے اللہ کا بہت شکر ادا کیا کہ اے اللہ تو نے مجھے اسلامی ماحول میں بھیج دیا، یہاں پر مسلم ماحول تھا، میں آرام سے مسلمانوں سے ملتا تھا، ایک مسلمان جن کا نام رشید بھائی ہے جو قینچی کی دھار لگانے کا کام کرتے ہیں کی دکان پر آنا جانا شروع کیا، میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے، میں گھر سے ٹیوشن کے بہانے آپ کے پاس آیا کروں گا، یہ میراں پور کے رہنے والے تھے، انہوں نے مجھ سے کہا ٹھیک ہے تم آجایا کرو، ایک مرتبہ میں ان کی دکان پر بیٹھا تھا کہ میرے چچا نے دیکھ لیا وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے تو یہاں کیا کر رہا ہے، میں نے کہا قینچی پر دھار لگوانے آیا تھا، رشید بھائی نے بھی کہہ دیا کہ یہ دھار لگوانے آیا ہے، لیکن وہ مجھے گھر لے گئے اور مجھے سمجھایا اور دھمکی دی کہ اگر تو نے نہیں مانا تو ہم تجھے مار دیں گے، مجھے اس بات پر بہت غصہ آیا اور میرے دل میں خیال آیا کہ مارو گے تو مار دو، لیکن اب میں رکنے والا نہیں ہوں، میں جمعہ کے دن رشید بھائی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے نماز پڑھنے لے چلوں، انہوں نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ جان ہی تو جائے گی، چل میں تجھے جمعہ کی نماز پڑھا کر لاتا ہوں، میں ان کے ساتھ نماز پڑھ کر آیا لیکن انہوں نے مجھے سمجھایا ابھی تم یہاں پر نماز نہیں پڑھنا، کیوں فساد ہو سکتا ہے، ابھی رکے رہو، لیکن میں نے ان کی بات نہیں مانی اور چپ چاپ نماز پڑھتا رہا، ایک مرتبہ میں رات کو گھر پر نماز پڑھنے جا رہا تھا، گھر والوں نے دیکھ لیا اور مجھے بہت مارا، اس کے کچھ دن بعد میں مسجد میں نماز پڑھنے جا رہا تھا کہ شیو سینا کے ایک ممبر نے دیکھ لیا کہ یہ تو ہندو لڑکا ہے کیوں کہ میرے سر پر چوٹی تھی اور میں نے ٹوپی نہیں لگائی تھی، اس نے مجھے مسجد

کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے پکڑ لیا اور اپنے آفس لے گیا اور میرا نام اور گھر والوں کا نام پوچھا اور دادا اور چچا کو بلا لیا، اور ان سے کہنے لگا کہ اس لڑکے کو سمجھاؤ، یہ ہندو سماج کو بدنام کر رہا ہے، ورنہ ہم اس کو مار ڈالیں گے، گھر والوں نے کہا کہ ہم اس کو سمجھا دیں گے اس کے بعد یہ ایسا نہیں کرے گا، اس کے بعد ایک بار یہ ہوا کہ رشید بھائی کے بیٹے نے مجھے ٹوپی دی، غلطی سے میں ٹوپی لگا کر گھر چلا آیا، مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے ٹوپی اوڑھ رکھی ہے، گھر پر دادا کے پاس شیوسینا کا وہ ممبر بیٹھا ہوا تھا، اس نے مجھے ٹوپی اوڑھے ہوئے دیکھتے ہی ایک تھپڑ مارا اور دادا نے بھی مجھے بہت مارا، میں نے کہا کہ میں رکنے والا نہیں ہوں، چاہے تم میرے ساتھ جو بھی سلوک کر لو، انہوں نے ایک آدمی کی ڈیوٹی لگا دی کہ اس پر نگاہ رکھیں کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے، میرے سارے دوستوں کے نمبر اور پتے بھی لے لئے، جب بھی میں کسی دوست کا نام بتا کر جاتا تھا کہ اسکے پاس جا رہا ہوں تو اس کو فون کر کے معلوم کرتے کہ میں اس کے پاس پہنچا ہوں یا نہیں؟

ایک مرتبہ میں جمعہ کے روز اپنے ایک دوست کے یہاں گیا، میں نے اس سے کہا کہ یار آج جمعہ ہے اور سب مسلمان نماز پڑھنے جاتے ہیں اور مسلمان اتنے اچھے ہیں، ایسا کرتے ہیں، ویسا کرتے ہیں، اور میں نے اس کو بہت سمجھایا کہ مجھے بھی جمعہ پڑھنے جانے دے، لیکن اس نے کہا کہ تو مسلمان بننا چاہتا ہے، ابھی تیرے گھر والوں کو بتا دوں گا، مجھے غصہ آیا، میں نے اس کہا کہ تجھے جس کو بتانا ہے بتا دے اور یہ کہہ کر جمعہ کی نماز پڑھنے چلا گیا، نماز پڑھ کر جب لوٹ رہا تھا تو گھر والوں نے مجھے راستہ سے ہی اٹھا لیا اور مجھے بہت مارا، ایک سریہ میرے آنکھ کے برابر میں لگا اور ایک ڈنڈا میری آنکھ کے اوپر، جس کی وجہ سے میری آنکھ چلی گئی اور بے ہوش ہو کر گر گیا، مجھے

ہوش آیا تو کسی نے کہا کہ اب یہ سدھر گیا ہوگا، اس کی پٹی وغیرہ کروادو، پٹی کروادی گئی لیکن مجھے مستقل چکر آرہے تھے، داداسے ایک پنڈت کہنے لگے کہ اس کو میں اپنے گھر لے جاتا ہوں، وہ مجھے اپنے گھر لے گئے، وہاں انہوں نے مجھے بہت سمجھایا اور ایک خراب سیب اٹھا کر اس کا اچھا والا حصہ مجھے دکھا کر کہنے لگے کہ یہ کیسا ہے، میں نے کہا کہ بہت اچھا ہے پھر مجھے کاٹ کر دکھایا کہ دیکھو یہ دیکھنے میں کتنا اچھا ہے اور اندر سے کیسا گندا ہے، مسلمان بھی ایسے ہی ہوتے ہیں، میرے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی کہ کہیں ایسا ہی نہ ہو، لیکن فوراً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ کام میں لوگوں کے لئے نہیں کر رہا ہوں، میں تو اللہ کے لئے یہ کام کر رہا ہوں، مجھے لوگوں سے کیا لینا دینا، پنڈت جی کے گھر پر ان کی بیٹی تھیں، میں نے ان کو اسلام کے بارے میں بتایا اور ان سے کہا کہ مجھے یہاں سے بھگادو، وہ کہنے لگیں کہ یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ اگر تم مانتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم اس کو ماردیں گے، میں ان سے کہا کہ میری یہاں سے نکلنے میں مدد کرو، انہوں نے کہا کہ اگر تم پکڑے گئے تو میں کہہ دوں گی کہ بھاگ رہا تھا میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے، میں نے کہا ٹھیک ہے، انہوں نے مجھے اوپر لے جاکر پیچھے سے کود جانے کو کہا میں پائپ پر لٹک کر کودا، تو میرے پیر بھی تھک گئے، اور چلنا بھی مشکل ہو گیا، بڑی مشکل سے رشید بھائی کے پاس پہنچا، اور انہیں ساری بات بتائی، انہوں نے کہا کہ بھائی میں تو یہاں کا رہنے والا بھی نہیں ہوں، پھر مسئلہ ہو جائے گا کیا کروں؟ میں نے رشید بھائی سے کہا کہ کچھ تو مدد کریئے، وہ مجھے ایک مسلمان کے پاس، جو غنڈا ٹائپ کے تھے، لے گئے وہ مجھے اپنے گھر لے آئے، ادھر پنڈت جی کو پتا لگا تو انہوں نے مجھے ڈھونڈنا شروع کر دیا، رشید بھائی کے پڑوس میں لوگوں سے معلوم کیا تو وہاں کے

پڑوسیوں نے بتایا کہ رات میں وہ لڑکا یہیں تھا، انہوں نے پولس میں رپورٹ بھی کر دی تھی، پولس بھی مجھے ڈھونڈ رہی تھی، انہوں نے رشید بھائی کو پکڑا کہ لڑکا کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہاں تو وہ آیا ہی نہیں، لیکن کسی نے پیچھے سے رشید بھائی نے جس مسلمان کے پاس بھیجا تھا، اس کا نام بتا دیا، یہ لوگ وہاں پہنچے اور مجھے اٹھا لائے اور پھر مارا، اور دھرم شالہ کے ایک کمرے میں قید کر دیا، اور پھر یہ سب بجرنگ دل شیو سینا والے اور میرے گھر والے، کمرے کے باہر بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے کہ اس کا کیا کرنا چاہیے، بجرنگ دل اور شیو سینا والے دادا سے کہنے لگے کہ اس نے آپ کے خاندان کا نام مٹی میں ملا دیا ہے، اس کو راتوں رات مار کر نہر میں بہا دیتے ہیں، میں اپنے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے مرنے کا غم نہیں ہے، لیکن میں نے نہ تو ابھی نمازیں پڑھی ہیں اور نہ اسلام کے بارے میں کچھ جانتا ہے، میری مدد کر، اور اس دروازہ کو کھول دے اور مجھے یہاں سے نکال دے، میں نے جیسے ہی دروازے کو ہاتھ لگایا وہ خود بخود کھلتا چلا گیا، جھانک کر دیکھا وہاں پر کوئی نہ تھا، میں جلدی سے باہر نکلا اور پیچھے پلٹ کر دیکھا کہ مجھے کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے تو میں نے دروازہ خود بخود بند ہوتے ہوئے دیکھا، اس کے بعد میں ڈاکٹر کے پاس پہنچا، پٹی وغیرہ بندھوائی، اور میرے کپڑے بھی پھٹ گئے تھے، اسی حالت میں، میں جموں میں، جہاں میرا ایک دوست تھا وہاں پہنچا، اس کو سارا قصہ سنایا، اس نے کہا کہ اگر تیرے گھر والا لے تجھے ڈھونڈتے ہوئے یہاں آ گئے تو پھر کیا ہوگا؟ میں نے کہا کہ اب میں کہاں جاؤں گا، میرا کوئی نہیں ہے، اس نے مجھے اپنے گھر پر رکھ لیا، کچھ دن میں وہاں رہا۔

پھر میرے دل میں خیال آیا کہ اپنے والد کو اسلام کی دعوت دینی چاہیے، میں

نے دوست کے ذریعہ اپنے والد کا نمبر لیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی، وہ کہنے لگے کہ اس بارے میں بعد میں بات کریں گے، پہلے تو یہ بتا کہ دھرم شالہ کے کمرے سے کیسے نکلا، ہم نے تو دروازہ بند کر رکھا، اور ہم سامنے بیٹھے ہوئے تھے تو کہاں سے نکلا، میں نے کہا کہ اللہ کی مدد میرے ساتھ ہوئی کہ نہ میں تمہیں دیکھ سکا اور نہ تم مجھے، انہوں نے میرا فون کاٹ دیا، میرے دوست الیاس کہنے لگے کہ اب تم چلے جاؤ تمہارے والد کہیں نہ پہنچ جائیں، نمبر تو یہاں کا ان کے پاس پہنچ گیا ہوگا، میں نے سوچا کہ مجھے جنہوں نے کتاب دی تھی ان کے پاس جانا چاہیے، میرے پاس پیسے بھی نہیں تھے، صرف دو روپے پڑے تھے، میں بس میں چڑھ گیا، جب ٹکٹ والا ٹکٹ دینے میرے پاس آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دو روپے نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیئے اور اس سے کہا، بھائی مجھے اتارنا نہیں میرے پاس صرف دو ہی روپے ہیں، وہ کہنے لگا کہ جھوٹ بولتا ہے، چار سو روپے جیب سے نکال کر دیئے اور کہتا ہے میرے پاس دو روپے ہیں، اس نے مجھے کچھ روپے واپس کر دیئے، میں کشمیر پہنچا تو وہاں پر مولانا نہیں تھے، میں وہاں سے واپس آنے لگا تو ایک صاحب نے کچھ پیسے خرچ کے لئے دے دیئے میں جموں واپس آ گیا پھر جموں سے بغیر ٹکٹ لئے ٹرین میں بیٹھ گیا، میرے دل میں بار بار خیال آتا کہ تو نے یہ سب کام اسلام قبول کرنے لے لئے کیے ہیں، اور ابھی تک تجھے کوئی مسلمان بنانے کو تیار نہیں، اب کیا کیا جائے، کیونکہ الیاس بھی کلمہ پڑھانے کو راضی نہیں تھا، اور نہ کشمیر میں کسی نے کلمہ پڑھایا تھا، اب میں ٹرین میں بیٹھا ہوا تھا کہ ٹی ٹی آ گیا، میرے سامنے ایک خاتون بیٹھی تھیں، وہ ان کے پاس تک آتا اور واپس چلا جاتا، ایسا تین مرتبہ ہوا کئی گھنٹہ بعد نجیب آباد اسٹیشن کا اعلان ہوا، میں وہاں پر

اتر گیا وہاں پر میرا ایک دوست تھا میں نے اس کو فون کیا وہ بائیک سے مجھے لینے اسٹیشن آ گیا، میں نے اسے سارا قصہ سنایا اور کہا کہ مجھے اب بھی کوئی مسلمان بنانے کو تیار نہیں ہے، اس نے کہا کہ نگینہ سے ہمارے حضرت آئے ہوئے ہیں، میں تمہیں ان کے پاس لے کر ہمارے چلتا ہوں، وہ مجھے مولانا احتشام صاحب کے پاس لے کر گیا، انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا کلمہ پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی، وہاں کچھ دن رہ کر میں نے رشید بھائی کو فون کیا، وہ میران پور میں اپنے گھر پر تھے، انہوں نے مجھے وہاں بلا لیا، مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے، اس کے بعد میں جماعت میں چلا گیا، وہاں پر میں نے قرآن پڑھا اور پون پارہ حفظ کیا، جماعت سے آنے کے بعد میری خواہش تھی کہ میں حضرت سے ملوں میں نے ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' کتاب پڑھی تھی جب سے میں چاہتا تھا کہ حضرت سے ملاقات ہو، جماعت کے ایک ساتھی نے مجھے نیر بھائی سے ملوایا ،انہوں نے مجھے حضرت سے ملوایا، مجھے حضرت سے مل کر بڑی خوشی ہوئی، حضرت سے مل کر مجھے لگتا تھا کہ جیسے کوئی اپنا مل گیا ہو، پھر میں نے حضرت سے مشورہ کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے، میں نے قرآن شریف تو پڑھ لیا ہے، حضرت نے کہا تم عالمیت کرو، حضرت کے مشورہ سے میں نے ایک مدرسہ میں داخلہ لے لیا اس کے بعد بقرہ عید کے چھٹی پر مجھ پر جناتی اثر ہو گیا، وہ مجھے بہت پریشان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تو اپنے گھر واپس چلا جا، میں نے حضرت سے بتایا، حضرت نے کہا، ان کا نام پوچھ کر بتاؤ؟ میں نے ان سے کہتا تھا کہ نام بتاؤ، تمہیں حضرت ماریں گے، وہ کہتے تھے کہ کلیم نام پوچھتا ہوگا، ان میں سے تین تو جلدی چلے گئے تھے لیکن دو بہت شیطان تھے، لیکن رشید بھائی نے، ہارون بھائی اور گلستاں باجی وغیرہ نے، اور ان کے پورے خاندان نے میرا

بہت خیال رکھا، میں نے جنوں کی حالت میں ان بے چاروں کو مارا بھی لیکن اب میرا علاج ہو گیا ہے، اب الحمدللہ میں ٹھیک ہوں، اور اپنی تعلیم مکمل کرنا چاہتا ہوں۔

سوال: کوئی پیغام قارئین ارمغان کو دینا چاہیں گے؟

جواب: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ برادران وطن کو تکلیف نہ پہنچائیں، یعنی اگر کوئی اسلام قبول کر کے آئے، تو اگر اس کو رکھیں بھی نہ، تو کم سے کم یہ نہ کہیں کر تو مسلمان ہو رہا ہے، ہمارے لئے بوجھ ہو جائے گا، آپ مدد نہیں کر رہے ہیں، تو کم سے کم یہ بات کہہ کر اس کا دل نہ دکھائیں۔

سوال: شکریہ السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اپریل ۲۰۱۲ء

شق القمر کے معجزہ کی وجہ سے ایک نوجوان کا قبول اسلام

۱۱۱ داوؤد موسیٰ ﴿پیٹ کاک﴾ کے قبول اسلام کی

ایمان افروز روداد

اقتباس

برطانوی مسلم نوجوان نے بتایا کہ جب میں نے یہ گفتگوں سنی تو اپنی کرسی پر سے اچھل پڑا اور بے ساختہ میرے منہ سے نکلا کہ اللہ نے امریکیوں کو اس کام کے لئے تیار کیا کہ وہ کھربوں ڈالر لگا کر مسلمانوں کے معجزے کو ثابت کریں، وہ معجزہ کہ جس کا ظہور آج سے ۱۴ر سو سال قبل مسلمانوں کے پیغمبر کے ہاتھ ہوا، میں نے سوچا کہ اس مذہب کو ضرور سچا ہونا چاہیے، میں نے قرآن کو کھولا اور سورۃ القمر کو پھر پڑھا، درحقیقت یہی سورت میرے اسلام میں داخلے کا سبب بنی

اپولو ۱۰ر اور اپولو ۱۱ر کے ذریعہ 'ناسا' چاند کی جو تصویر لی ہے، اس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ زمانے ماضی میں چاند ۲ر حصوں میں تقسیم ہوا تھا، یہ تصویر ناسا کی سرکاری ویب سائٹ پر موجود ہے اور تحال تحقیق کا مرکز بنی ہوئی ہے، ناسا ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچی ہے، اس تصویر میں راکٹ بیلٹ کے مقام پر چاند ۲ر حصوں میں تقسیم ہوا نظر آتا ہے، ایک ٹی وی انٹرویو میں مصر کے ماہر ارضیات ڈاکٹر غلول النجار سے

میزبان نے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا: ترجمہ: ''قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا، یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے، انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام ٹھہرائے ہوئے وقت پر مقرر ہے'' (القمر ۳/۱)

ڈاکٹر غلول النجار کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی (جدہ) میں ماہر ارضیات پروفیسر ہیں، قرآن مجید میں سائنسی حقائق کمیٹی کے سربراہ ہیں اور مصر کی سپریم کونسل آف اسلامی امور کی کمیٹی کے بھی سربراہ ہیں، انہوں نے میزبان سے کہا کہ اس آیت کریمہ کی وضاحت کے لئے میرے پاس ایک واقعہ موجود ہے، انہوں نے اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ایک دفعہ میں برطانیہ کے مغرب میں واقع'' کارڈف یونیورسٹی'' میں لیکچر دے رہا تھا، جس کو سننے کے لئے مسلم طلبہ اور غیر مسلم کی کثیر تعداد موجود تھی۔

قرآن میں بیان کردہ سائنسی حقائق پر جامع انداز میں گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک نومسلم جوان کھڑا ہوا اور مجھے اسی آیت کریمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ سر کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور فرمایا ہے، کیا یہ قرآن میں بیان کردہ ایک سائنسی حقیقت نہیں ہے۔

ڈاکٹر غلول النجاز نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ نہیں! کیونکہ سائنس کی دریافت کردہ حیران کن اشیاء یا واقعات کی تشریح سائنس کے ذریعے کی جاسکتی ہے، مگر معجزہ ایک موافق الفطرت شی ہے، جس کو ہم سائنس اصولوں سے ثابت نہیں کر سکتے، چاند کا دو ٹکڑے ہونا ایک معجزہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے نبوت محمدی کی سچائی کے لئے

بطور دلیل دکھایا، حقیقی معجزات ان لوگوں کے لئے قطعی طور پر سچائی کی دلیل ہوتے ہیں، جوان کا مشاہدہ کرتے ہیں، ہم اس کو اس لئے معجزہ تسلیم کرتے ہیں، کیونکہ اس کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے، اگر یہ ذکر قرآن وحدیث میں موجود نہ ہوتا تو ہم اس زمانہ کے لوگوں کو معجزہ تسلیم نہ کرتے، علاوہ ازیں ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر انھوں نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہا احادیث کے مطابق ہجرت سے ۵/سال قبل قریش کے کچھ لوگ حضور ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ اگر آپ واقعی اللہ کے سچے نبی ہیں تو ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں، حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے ناممکن کا خیال کرتے ہوئے کہا کہ اس چاند کے ۲/دو ٹکڑے کر دو، چنانچہ حضور ﷺ نے چاند کی طرف اشارہ کیا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، حتی کہ لوگوں نے حرا پہاڑ کو اس کے درمیان دیکھا، یعنی اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک ٹکڑا اس طرف ہو گیا، ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سب لوگوں نے اسے بخوبی دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا! دیکھوں یاد رکھنا اور گواہ رہنا، کفار مکہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ ابن ابی کبشہ یعنی رسول کا جادو ہے، کچھ اہل دانش لوگوں کا خیال تھا کہ جادو کا اثر صرف حاضر لوگوں پر ہوتا ہے اس کا اثر ساری دنیا پر تو نہیں ہو سکتا، چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ اب جو لوگ سفر سے واپس آئے تو ان سے پوچھا جائے، انہوں نے بھی اس رات چاند کے دو ٹکڑوں میں دیکھا تھا چنانچہ جب وہ آئے تو ان سے پوچھا انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی کہ ہاں فلاں شب ہم نے چاند کو ۲/ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے، کفار کے مجمع نے یہ طے کیا تھا کہ اگر باہر کے

لوگ آ کر یہی کہیں تو حضورﷺ کی سچائی میں کوئی شک نہیں، اب جو باہر سے آیا، جب کبھی آیا، جس طرف سے آیا، ہر ایک نے اس کی شہادت دی کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس شہادت کے بعد کچھ لوگوں نے اس معجزے کا یقین کر لیا مگر کفار کی اکثریت پھر بھی انکار پر اڑی رہی۔

اسی دوران ایک برطانوی مسلم نوجوان کھڑا ہوا اور اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ میرا نام داؤد موسی پیٹ کاک ہے، میں اسلامی پارٹی برطانیہ کا صدر ہوں، وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولا کہ سر! اگر آپ اجازت دیں تو اس موضوع کے متعلق میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، میں نے کہا ٹھیک ہے تم بات کر سکتے ہو، اس نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے جب میں مختلف مذاہب کی تحقیقات کر رہا تھا، ایک مسلمان دوست نے مجھے قرآن کی انگلش تفسیر پیش کی، میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے گھر لے آیا، گھر آ کر جب میں نے قرآن کھولا تو سب سے پہلے میری نظر جس صحیفے پر پڑی وہ یہی سورۃ القمر کی ابتدائی آیات تھیں، ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کے بعد میں نے اپنے آپ سے کہا کہ کیا اس بات میں کوئی منطق ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ چاند کے ۲ ٹکڑے ہوں اور پھر آپس میں دوبارہ جڑ جائیں، وہ کون سی طاقت تھی جس نے ایسا کیا؟ ان آیات کریمہ نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں قرآن کا مطالعہ برابر جاری رکھوں، کچھ عرصہ کے بعد میں اپنے گھریلو کاموں میں مصروف ہو گیا مگر اندر سچائی کو جاننے کی تڑپ کا اللہ تعالیٰ کو خوب علم تھا۔

یہی وجہ ہے کہ خدا کی کرنی ایک دن ایسی ہوئی کہ میں ٹی وی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، ٹی وی پر ایک باہمی مذاکرے کا پروگرام چل رہا تھا، جس میں ایک میزبان کے

ساتھ ۳ر امریکی ماہرین فلکیات بیٹھے ہوئے تھے، ٹی وی شو کا میزبان سائنسدانوں پر الزامات لگا رہا تھا کہ اس وقت جب کہ زمین پر بھوک، افلاس، بیماری اور جہالت ڈیرہ جمائے ہوئے ہے، آپ لوگ بے مقصد خلاء میں دورے کرتے پھر رہیں، جتنا روپیہ آپ ان کاموں پر خرچ کر رہے ہیں وہ اگر زمین پر خرچ کیا جائے تو کچھ اچھے منصوبے بنا کر لوگوں کی حالت بہتر بنایا جا سکتا ہے، بحث میں حصہ لیتے ہوئے اور اپنے کام کا دفاع کرتے ہوئے ان تینوں سائنسدانوں کا کہنا تھا کہ یہ خلائی ٹیکنالوجی زندگی کے مختلف شعبوں ادویات، صنعت اور زراعت کو وسیع پیمانے پر ترقی دینے میں استعمال ہو تی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم سرمائے کو ضائع نہیں کر رہے بلکہ اس سے انتہائی جدید ٹیکنالوجی کو فروغ دینے میں مدد مل رہی ہے، جب انہوں نے بتایا کہ چاند کے سفر پر آنے جانے کے انتظامات پر ایک کھرب ڈالر خرچ آتا ہے، تو ٹی وی میزبان نے چیختے ہوئے کہا کہ یہ کیسا فضول پن ہے؟ ایک امریکی جھنڈے کو چاند پر لگانے کے لئے ایک کھرب ڈالر خرچ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟

سائنسدانوں نے جواباً کہا کہ نہیں! ہم چاند پر اس لئے نہیں گئے کہ ہم وہاں جھنڈا گاڑ سکیں، بلکہ ہمارا مقصد چاند کی بناوٹ کا جائزہ لینا تھا، دراصل ہم نے چاند پر ایک ایسی دریافت کی ہے کہ جس کا لوگوں کو یقین دلانے کے لئے ہمیں اس سے دوگنی رقم بھی خرچ کرنا پڑ سکتی ہے مگر تا حال لوگ اس بات کو نہ مانتے ہیں اور نہ کبھی مانیں گے، میزبان نے پوچھا کہ وہ دریافت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ایک دن چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے اور پھر یہ دوبارہ آپس میں مل گئے، میزبان نے پوچھا کہ آپ نے یہ چیز کس طرح محسوس کی؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے تبدیل شدہ چٹانوں کو

اس کی سطح سے مرکز تک اور پھر مرکز سے اس کی دوسری سطح تک کو کاٹا ہوا ہے، انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے اس بات کا تذکرہ ارضیاتی ماہرین سے بھی کیا ہے، ان کی رائے کے مطابق ایسا ہرگز اس وقت تک نہیں ہوسکتا کہ کسی دن چاند کے دو ٹکرے ہوئے ہوں اور پھر دوبارہ آپس میں جڑ بھی گئے ہوں۔

برطانوی مسلم نوجوان نے بتایا کہ جب میں نے یہ گفتگو سنی تو اپنی کرسی پر سے اچھل پڑا اور بے ساختہ میرے منہ سے نکلا کہ اللہ نے امریکیوں کو اس کام کے لئے تیار کیا کہ وہ کھربوں ڈالر لگا کر مسلمانوں کے معجزے کو ثابت کریں، وہ معجزہ کہ جس کا ظہور آج سے ۱۴ سو سال قبل مسلمانوں کے پیغمبر کے ہاتھ ہوا، میں نے سوچا کہ اس مذہب کو ضرور سچا ہونا چاہیے، میں نے قرآن کو کھولا اور سورۃ القمر کو پھر پڑھا، درحقیقت یہی سورت میرے اسلام میں داخلے کا سبب بنی

علاوہ ازیں انڈیا کے جنوب مغرب میں واقع مالابار کے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ مالابار کے ایک راجا چکراوتی فارمس نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، اس نے سوچا کہ ضرور زمین پر کچھ ایسا ہوا ہے کہ جس کے نتیجے میں یہ واقعہ رونما ہوا، چنانچہ اس نے اس واقعے کی تحقیق کے لئے اپنے کارندے دوڑائے تو اسے خبر ملی کہ یہ معجزہ مکہ میں کسی نبی ﷺ کے ہاتھوں رونما ہوا ہے، اس نبی کی آمد کی پیشن گوئی عرب میں پہلے سے ہی پائی جاتی تھی، چنانچہ اس نے نبی ﷺ سے ملاقات کا پروگرام بنایا اور اپنے بیٹے کو اپنا قائم مقام بنا کر عرب کی طرف سفر پر روانہ ہوا، وہاں اس نے نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی اور مشرف با اسلام ہوا، نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق جب وہ واپسی کے سفر پر گامزن ہوا، تو یمن کے ظفر

ساحل پر اس نے وفات پائی یمن میں اب بھی اس کا مقبرہ موجود ہے جس کو ہندوستانی راجا کا مقبرہ کہا جاتا ہے، اور لوگ اسے دیکھنے کے لئے وہاں کا سفر بھی کرتے ہیں اسی معجزے کے رونما ہونے کی وجہ سے اور راجا کے مسلمان ہونے کے سبب مالابار کے لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا، اس طرح ہندوستان میں سب سے پہلے اسی علاقے کے لوگ مسلمان ہوئے، بعد ازاں انہوں نے عربوں کے ساتھ اپنی تجارت کو بڑھایا، نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل عرب کے لوگ اسی علاقے کے ساحلوں سے گزر کر تجارت کی غرض سے چین جاتے تھے، یہ تمام واقعہ اور مزید تفصیلات لندن میں واقع انڈین آفس لائبریری کے پرانے مخطوطات میں موجود ہیں۔

(بشکریہ: قرآنی سائنس ڈاٹ کوم، روزنامہ انقلاب دہلی، ۱۶/مارچ ۲۰۱۲ء)

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مئی ۲۰۱۲ء

۱۱۴ سناتن دھرم ہی اسلام ہے جو سچا مذہب ہے

محمد شکیل ﴿سنیل جوشی﴾ سے ایک ملاقات

اقتباس

دو روز پہلے بدایوں میں حضرت تقریر فرمارہے تھے، کہ تمام مسلمان کو اللہ نے داعی بنایا ہے، داعی کی حیثیت طبیب کی اور جس کو دعوت دی جائے اس کی حیثیت مریض کی اور بیمار کی ہے، اگر حکیم اور ڈاکٹر مریض کے علاج میں کوتا ہی کریں اور مریض مرنے لگیں تو مریض کا غصہ ہونا بالکل نیچرل (فطری) ہے، مگر ڈاکٹر اور حکیم کو اپنے مریض سے نگاہ نہیں پھیرنی چاہئے، دعوت اصل میں محبت بھرا عمل ہے، یہ ڈبیٹ اور مناظر نہیں، کہ ہار جیت کی بات بنالے، یہ تو نبوی درد کے ساتھ اپنے مدعو کے خطرہ کو سمجھ کر کڑھنے اور تڑپنے کا عمل ہے، اگر سچے درد اور تڑپ کے ساتھ کوئی رونے والا ہو، مجھ جیسے جلالی اور غصہ ور، قتل اور گالیوں پر آمادہ درندہ کو جس کو کبھی اپنی بیوی بچوں پر پیار نہ آیا ہو، اس کو پگھلا کر اللہ کا بندہ اور غلام بنایا جاسکتا ہے، ایمان قبول کرنے کے بعد جیسے سنیل جوشی غصیارہ درندہ مرگیا اور محمد شکیل ایک کومل دل انسان نے جنم لیا، میرے ساتھ ایسا ہوا ہے، اصل میں درد اور خیر خواہی کی ضرورت ہے۔

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد شکیل : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال: شکیل احمد صاحب! ابی نے چندروز پہلے ہم لوگوں کو بتایا کہ آپ نے ہمارے ایک ذمہ دار ساتھی کے ساتھ بہت غصہ کا معاملہ کیا تھا اور گالیاں وغیرہ دی تھیں، اور اب آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نواز دیا، آپ کے اس غصہ اور ناراضگی کا پس منظر کیا تھا، حالانکہ آپ کے خاندان کے مسلمانوں سے تعلقات بھی رہے ہیں؟

جواب: مولانا احمد صاحب! اصل میں تو میرے مالک کو مجھ پر رحم آرہا تھا، پس اس نے ذریعہ بنا دیا، ورنہ پچھلے دنوں مجھ پر مسلمانوں اور اسلام کے خلاف بھوت سوار تھا اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

سوال: پھر بھی ظاہری طور پر اس غصہ کی وجہ کیا تھی؟

جواب: اصل میں ہمارے یہاں شاہ آباد میں آندھرا کے چار بچے مسلمان ہوئے، چاروں بہن بھائی تھے، جس لڑکے کے ساتھ وہ آئے تھے اس نے ان کی بڑی بہن سے شادی کر لی تھی، ہمارے ضلع کے شیوسینا کے ذمہ داروں کو معلوم ہو گیا تو انھوں نے علاقہ میں بوال کھڑا کر دیا اس لڑکے کے خلاف بچوں کو بہکا کر مسلمان بنانے کا مقدمہ دائر کر دیا، اور جیل بھیج دیا، عدالت میں ان بچوں نے صاف صاف کھل کر بیان دیا کہ ہم اپنی مرضی سے مسلمان ہوئے ہیں لڑکی ابھی ۱۸ر سال کی نہیں ہوئی تھی اصل میں اس کے والد جھانسی کے پاس کسی جگہ رہتے ہیں، شیو پوری کوئی ضلع ہے وہاں پر ان بچوں کی سگی ماں تو انتقال کر گئی، والد نے ایم پی میں ہی دوسری شادی کی ماں کے رویہ سے پریشان ہو کر یہ بچے گھر سے بھاگ کر آگئے، اسٹیشن پر اس لڑکے کو یہ چاروں ملے، اس کو ترس آگیا یہ ان کو شاہ آباد لے آیا، گھر والوں نے مخالفت کی، مگر اس لڑکے اس لڑکی سے وعدہ کر لیا تھا اس لئے شادی کر لی، بعد میں عدالت اور پولس نے ان بچوں کے والد سے رابطہ کیا تو ان

کے والد نے یہ بیان دیا کہ یہ بچے میری مرضی سے مسلمان ہوئے ہیں، اور میری مرضی سے میری بیٹی نے شادی کی ہے، اس پر ہمارے یہاں کے شیو سینا والوں نے شیو پوری کے ذمہ داروں سے رابطہ کیا اور بچوں کے والد کے خلاف بیان دینے پر زور دیا اور ان کو طرح طرح کی دھمکیاں بھی دیں مگر وہ کسی طرح خلاف بیان دینے پر راضی نہ ہوئے اور کہتے رہے کہ اس دیوتا صفت نوجوان نے ان بچوں پر ترس کھا کر اپنے پورے پریوار کے خلاف ایسی ہمدردی کی اور اس کو نبھایا، ہم اس کے خلاف بیان دیں یہ کیسا گھورانیائے (سر سر نا انصافی) ہوگی کیا میں بالکل حیوان بن جاؤں۔ جب وہاں کے شیو سینکوں نے بہت زیادہ دباؤ دیا تو ان بچوں کے باپ نے اور ان بچوں کے ساتھ ان کے سوتیلی ماں اپنے دو بچوں کے ساتھ مسلمان ہوگئی، اس پر پورے علاقہ کی ہندو تنظیموں نے اپنی ہار سمجھ کر ایک جٹ ہو کر چھان بین شروع کی تو معلوم ہوا کہ علاقہ میں بہت سے لوگ مسلمان ہوتے جا رہے ہیں، اس کھود کرید ہوئی تو پتہ چلا کہ سنبھل اور اس کے پاس کے کچھ قصبوں میں کچھ لوگ یہ کام کر رہے ہیں میرے ایک ساتھی بجرنگ دل کے ضلع سنچالک ہیں، انل کوشک، وہ میرے پاس سنبھل آئے اور انھوں نے سنبھل میں شیو سینا اور بجرنگ دل کے لوگوں کی میٹنگ کی، اور اس میں دھرمانترن (تبدیلی مذہب) کو روکنے کے سلسلہ میں لوگوں کو گرمایا، میں بچپن سے بہت جذباتی آدمی ہو مجھے بہت غصہ آیا، میں نے اس کی خلاف تحریک چلانے کا ارادہ کرلیا، میرے ایک اور ساتھی نے جو اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا وعدہ کر چکے تھے، انھوں نے مجھے بتایا کہ اصل میں ایک کتاب ہندی میں ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' مولانا کلیم صدیقی صاحب نے لکھی ہے، وہ ایسی جادو بھری بھاشا (زبان) میں لکھی گئی ہے کہ جو اسے پڑھتا ہے مسلمان ہو جاتا ہے، اور وہ دہلی

سے چھپی ہے اس پر چھپونے والے کا فون نمبر، میں نے کہا وہ کتاب ذرا مجھے لا کر دو، میں دیکھوں اس میں کیا بات لکھی ہے اس نے کہا نہیں اس کا پڑھنا ٹھیک نہیں ہے، اس کتاب کا لیکھک (مصنف) کوئی تانترک ہے، اس نے اس کی بھاشا (زبان) میں جادو کر دیا ہے، اگر تم پڑھوگے تو مسلمان ہو جاؤ گے، مجھے بھی ڈر لگا، میں نے کتاب پر چھپے موبائیل نمبروں پر بات کی، پہلے نمبر پر ایک صاحب کو فون ملا وہ بڑے نرم سو بھاؤ کے تھے، میں انھیں ماں بہن کی گالیاں دیتا رہا، اور پوری دھمکیاں دیتا رہا مگر وہ ہنستے رہے اور بولے آپ کی گالیاں کتنی میٹھی ہیں، ان سے محبت کی خوشبو آ رہی ہے، رات کو دوسرے نمبر پر میں نے بات کی اور بہت سخت سست آخری درجہ کی ماں بہن کی سڑی سڑی گالیاں دیتا رہا ، اور قتل کی اور پورے پریوار کو برباد کرنے کی دھمکیاں دیں، تو وہ صاحب پہلے تو غصہ ہو ئے پھر بولے، میں نے پورا فون ٹیپ کر لیا ہے، اب آپ کے خلاف تھانہ میں رپورٹ کرانے جا رہاں ہوں، ایک دفعہ تو میں ڈر سا گیا، پھر ہمت کی اور کہا کہ قتل کے بعد اکھٹے ہی کیس کر دینا، میں نے ان سے کہا کہ ذرا اپنی پتنی (اہلیہ) سے بات کرا دے، میں تجھے قتل کروں گا، تو وہ ودھوا (بیوہ) ہو جائے گی، میں اس سے پہلے ہی شما (معافی اور معذرت) تو کرا لوں پھر تو موقع ملے گا نہیں۔

سوال: اچھا تو وہ آپ تھے ابی تو بہت مزے لے کر یہ بات سناتے تھے، اور ان ساتھی کو سمجھا یا تھا جب وہ بہت شکستہ دل ہو کر ان گالیوں کی شکایت کر رہے تھے، ابی نے ان کو سمجھایا کہ تمہیں تو فخر کرنا چاہئے کہ سید الاولین والآخرین نبی رحمت للعالمین ﷺ کی سنت ادا کر نے کا شرف ملا، دعوت کی راہ میں کسی خوش قسمت کو ہی گالیاں نصیب ہوتی ہیں، ابی ان سے کہنے لگے تم بتاؤ کوئی ایسا خوش قسمت آدمی جس کو دعوت کی راہ میں گالیاں ملی ہوں یہ

پیارے آقا کی سنت ہے کہ جن کو دوزخ کی آگ سے نکالنے کے لئے آپ روتوں کو روتے اور دنوں کو خوشامد کرتے تھے، وہ لوگ گالیاں دیتے پتھر برساتے، اور ہر طرح سے ستاتے تھے، پھر اس نے ان سے کہا کہ تم نے اس کی گالیوں پر تو غور کیا، اس کی انسانیت اور رحم دلی اور اس کی محبت بھری فطرت کا احساس نہیں کیا کہ ابھی اس نے تمہیں قتل کیا بھی نہیں اور تمہاری اہلیہ سے معذرت اور تعزیت کرنیکو کہہ رہا ہے۔۔۔جی تو آگے سنائے؟

جواب: ان صاحب نے مجھ سے معلوم کیا کہ آپ یہ بتائیے کہ اس کتاب میں کونسی ایسی بات غلط ہے جس پر آپ کو اعتراض اور ایسا غصہ ہے، میں کہا میں نے تو کتاب وہ پڑھی نہیں، انھوں نے کہا پھر آپ کو غصہ کیوں ہے؟ میں نے کہا میرے کئی ساتھوں نے کتاب پڑھنے سے منع کیا اور کہا جو بھی یہ کتاب پڑھتا ہے اس کتاب کی بھاشا (زبان) میں جادو کر رکھا ہے، وہ مسلمان ہو جاتا ہے، اس ڈر کی وجہ سے میں نے کتاب نہیں پڑھی، انہوں نے کہا آپ کو کسی نے غلط کہا ہے؟ مجھ سے پوچھا آپ کچھ پڑھے لکھے ہیں؟ میں نے کہا میں ایم ایس سی ہوں، وہ بولے سائنس کے اسکالر ہو کر آپ کیسی اندھ وشواس کی بات کر رہے ہیں، انسان کو مالک نے دیکھنے کے لئے عقل دی ہے، اور آپ اتنے پڑھے لکھے آدمی ہیں، انسان چاند تاروں پر جا رہا ہے، اور آپ جادو کی بات کر رہے ہیں، آپ ایسا کیجئے کہ آپ اس کتاب کو ضرور پڑھئے اور اس کے پڑھنے کے بعد جو بات غلط لگے اپنے قلم سے کاٹ دیجئے، آئندہ آپ جس طرح کرکشن (اصلاح) کریں گے کتاب اسی طرح چھپے گی، انھوں نے کہا میں آپ کے پاس کتاب بھیج دوں؟ میں نے کہا اگر مجھے نہ ملی تو میں منگا لوں گا، اور اگر مجھے اس کتاب میں کوئی بات ہندو دھرم کے خلاف ملے گی تو میں تیرے پورے خاندان کو قتل کر دوں گا۔ وہ بولے کوئی بات نہیں۔

سوال: اس کے بعد آپ نے وہ کتاب پڑھی؟

جواب: نہیں میں نے اس وقت وہ کتاب نہ تلاش کی نہ پڑھی، ساتھیوں سے بات ہوئی تو میری طبیعت میں بہت نرمی دیکھ کر وہ بہت برہم ہوئے، اور بولے کہ ایسے ہی تو لٹھ مار مار کر وہ دھرمانترن کر رہے ہیں، دیکھا نہیں یہ عیسائی مشن والے بھی ایسا ہی کرتے ہیں، میں جگہ جگہ جا کر چوراہوں پر اس کتاب اور اس کے بانٹنے والوں کو گالیاں دیتا سنبھل کے نواب خاندان کے ایک صاحب کو معلوم ہوا کہ سنبھل کے پاس ایک قصبہ میں ایک آدمی سنیل جوشی نام کا ''آپ کی امانت'' کے خلاف بہت غصہ ہے، وہ اس کے لیکھک (مصنف) کو بہت گالیاں بکتا ہے، مولانا کلیم صاحب سے وہ مرید ہے، وہ تلاش کرتے کرتے میرے پاس پہنچے، مجھے دیکھا تو چمٹ کر بہت رونے لگے سنیل بھیا تم تو میرے ساتھ چھٹی کلاس سے لے کر دسویں کلاس تک پڑھے ہو، تمھارے ساتھ میں نے کبڈی بھی کھیلی ہیں میں نے بھی پہچان لیا، میں نے کہا کہ میرے پتا جی نے تو آپکے ابا جان کی زمین کاشت کی ہے، بولے ہاں ہاں وہ زمین تو والد صاحب نے بہت سستے داموں میں آپ کے پتا جی کو تعلقات کی وجہ سے فروخت کردی تھی، میں نے کہا ہاں تمھارے پتا جی تو ہماری شادی میں بہت بڑھ چڑھ کر شریک ہوئے تھے، اور کئی دن تک کام کرایا تھا بلکہ ایک طرح سے شادی کی ذمہ داری نبھائی تھی، یہ کہہ کر وہ مجھ سے چمٹ گئے، بری بری طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اوران کا رو رو کر برا حال ہوگیا، روتے رہے اور کہتے رہے میرے لاڈ لے دوست ایمان کے بغیر تم مر گئے تو تم دوزخ میں جلو گے، میں ایسے اچھے دوست کو کیسے دوزخ میں جاتا دیکھوں گا، میرے بھائی سنیل میں نے اس بار حج میں بار بار تمہاری ہدایت کے لئے دعا کی ہے، میرے بھائی ایمان کے بغیر بڑا خطرہ ہے اور بہت خطرناک آگ

ہے میرے بھائی سنیل نرک کی آگ سے بچ جاؤ جلدی سے کلمہ پڑھ لو، دیکھوں میں دل کا مریض ہو تڑپ تڑپ کر میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا، میں ایسے اچھے دوست کو ہرگز کفر پر مرنے نہیں دوگا، میرے بھائی کلمہ پڑھ لو پھوٹ پھوٹ کر آواز سے روتے روتے ان کا براحال ہو گیا میں نے کہا میں کلمہ پڑھ لوگا، تم چپ ہو جاؤ، میرے یار چائے تو پی لو، وہ بولے میں کس دل سے چائے پی لو جب میرا دلی پیارا دوست جس کا اتنا پیارا باپ ہو، جو میرے حقیقی بھائی کی طرح ہو چکے باوجود ایمان کے بغیر مر گیا، سنیل بھیا چچا بلرام جی پر نرک میں کیا کیا گذر رہی ہوگی میرے ابا نے انہیں مرنے دیا مگر میں تمہیں ہرگز اب نرک میں نہیں جانے دوں گا، بار بار میں ان کو پانی پلانے کی کوشش کرتا مگر وہ کہتے تمہیں پانی کی پڑی ہے، میرا بھائی میرا دوست سنیل بغیر ایمان کے مر جائے گا، میرے ہوش خراب ہو گئے، میں کہا چپ ہو جاؤ پانی پی لو، جو تم کہو گے، میں کرنے کو تیار ہوں وہ بولے کلمہ پڑھ لو، میں نے کہا کہ تم پانی پی لو میں کلمہ نہیں پورا قرآن پڑھ لوگا، وہ بولے اگر پانی پیتے پیتے تم مر گئے تو نرک میں جاؤ گے، میں نے کہا میرے بھائی، اچھا تم پڑھاؤ کیا پڑھاتے ہو میں نے ان کی حالت بری دیکھی تو اس کے علاوہ کوئی اور راستہ دکھائی نہیں دیا، انھوں نے روتے روتے مجھے کلمہ پڑھایا، پھر ہندی میں اس انوار (ترجمہ) کرایا، میں نے ان کو پانی پلایا، میں کہا اچھا اب تم خوش ہو اب چائے پی لو، انھوں نے چائے پی، اور جیب میں سے "آپ کی امانت آپ کے سیوا میں" نکال کر دی، کہ سنیل بھیا اس کتاب کو اب تم دو بار بہت غور سے پڑھنا، آپ کی امانت" میں نے دیکھی تو میرا موڈ خراب ہو گیا، اچھا یہ کتاب تو میں کسی طرح بھی نہیں پڑھوگا، اس کتاب کے لیکھک (مصنف) کو میں نے قتل کرنے کا پرن (عہد) کیا ہے، وہ چائے چھوڑ کر پھر مجھے چمٹ گئے اور رونے لگے، میں نے کہا تم کچھ کرو

میں کتاب نہیں پڑھ سکتا وہ بولے کیوں اس کتاب سے تمہیں ایسی چڑ ہے، میں کہا کیا تم ہی لوگ یہ کتاب بانٹ رہے ہو انھوں نے کہا کہ تمھارا یہ گیا گذرا بھائی ہی محبت کی خوشبو بانٹ رہا ہے، میں نے کہا محبت کی نہیں نفرت کی، اس کتاب کے نام سے مجھے غصہ آتا ہے، وہ بولے کہ بھائی سنیل، اس کتاب میں کیا بات غلط ہے؟ تم نے یہ کتاب پڑھی ہے؟ میں نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا، اس کتاب کا لیکھک تانترک ہے، اس نے اس کے شبد میں جادو کر رکھا ہے، وہ دلوں کو باندھ دیتا ہیں وہ پھر پہلے کی طرح رونے لگے سنیل بھیا اس کتاب کا لیکھک ایک تانترک نہیں، ایک سچا انسان اور محبت کا فرشتہ ہے اس نے اس کتاب میں محبت کی مٹھاس گھول رکھی ہے، اور اس کتاب میں سچ ہے، سچی ہمدردی ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ ہر انسان کی آتما سچی ہوتی ہے، وہ اپنے مالک کی طرف سے سچی بات پر قربان ہوتی ہے ،میرے دوست تمہیں وہ کتاب ضرور پڑھنی پڑے گی، میں نے کہا کہ سب کہتے ہیں جو اس کتاب کو پڑھتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے، مجھے ڈر ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر مجھے سچ مچ مسلمان ہونا پڑے گا، یہ کہنا تھا کہ وہ مجھے چمٹ گئے اور بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے، میرے بھائی سنیل، تم نے سچے دل سے کلمہ نہیں پڑھا، جھوٹے دل سے پڑھا کلمہ کسی کام کا نہیں، میرے بھائی تمہیں یہ کتاب پڑھنی پڑے گی، میں ہرگز ہرگز تمہیں نرک میں نہیں جانے دوں گا، میرے بھیا میں مر جاؤں گا، مجھے ڈر لگا کہ یہ واقعی رو رو کے مر جائے گا ،میں نے اس کو پانی پلانا چاہا، وہ پانی پینے کو تیار نہ ہوئے، میں نے کہا میرے باپ میں اس کتاب کو دس دفعہ پڑھوں گا تم چپ ہو جاؤ، اچھا یہ پانی پی لو، میں تمہارے سامنے ابھی پڑھتا ہوں اس نے اس شرط پر پانی پیا، ابھی اس کتاب کو پوری میرے سامنے پڑھو گے، میں نے ان کے سامنے کتاب پڑھنا شروع کی، اور خیال تھا کہ تھوڑی دیر میں یہ چپ ہو جائے

گا تو یہ کتاب بند کردوگا، مگر جیسے ہی دو شبد (مقدمہ کتاب) پڑھا، کتاب کے مصنف سے میری دوری کم ہوگئی، اور پھر میں کتاب پڑھتا گیا، ۳۲ ریج کی یہ کتاب آدھے گھنٹہ میں ختم ہوگئی، اس کتاب کا سچ اور محبت میرے اوپر جادو کر چکا تھا، میں نے اپنے دوست سے ایک بار سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھانے کی خود رکویسٹ (درخواست) کی انھوں تے مجھے کلمہ پڑھایا میں نے گلے مل کران کا شکریہ ادا کیا، اور اپنا نام ان کے مشورہ سے شکیل احمد رکھا۔

سوال: اس کے بعد آپ نے اسلام کا اعلان کیا؟

جواب: رات کو میں نے اپنی بیوی سے بتانے کا ارادہ کیا، بازار سے اس کے لئے جوڑا لیا، اور ایک چاندی کی انگوٹھی خریدی، ایک مٹھائی کا ڈبہ لیا ۳۰ / مارچ کا دن تھا، یہ میری شادی کا دن تھا، اور یہ دن میرے بیوی کا برتھ ڈے بھی تھا، رات کو مین نے اس کو مبارک بادی اور حد درجہ محبت کا اظہار کیا جو میرے معمول کے بالکل خلاف تھا، وہ حیرت سے معلوم کر نے لگی کہ یہ کیا بات ہے میں نے کہا کہ ایک آدمی سنیل جو تمہارے ساتھ بھارتیہ سماج کے مطابق پاؤں کی جوتی سمجھ کر ویوہار (سلوک) کرتا تھا، آج اس نے نیا جنم لیا ہے، اس پر اس کے مالک نے مہر کردی ہے، اسے دھارمک بنا دیا ہے ایک پریم کا دیوتا میرے پاس آکر میرے جیون کا اندھکار کو پرکاشت (اندھیرے کو منور) کر گیا ہے میں تم سے آج تک سارے اتیاچار (ظلم) کے لئے پاؤں پکڑ کر معافی مانگتا ہوں، اور آئندہ کے لئے تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم میری جیون ساتھی، میرے سر کا تاج ہو، وہ بولی میں سمجھ نہیں سکی، میں نے کہا اس کو سمجھنے کے لئے اگر تمہارے پاس وقت ہے تو آدھا گھنٹہ چاہئے مگر جب تم خوشی سے تیار ہو، میں تم پر زبردستی بہت کر چکا ہو، اب مجھے نیائے دوس (آخرت) میں حساب دینے کا ڈر ہوگیا ہے، تمہارے پاس جب خوشی سے وقت ہو میں ایک پاٹھ تمہیں سنا

نا چاہتا ہوں، وہ بولی، ایسی ادبھت (حیرت ناک) تبدیلی کے لئے میں سننے کو تیار ہوں، وہ کون سا پاٹھ ہے جس نے آپ کو ایسا بدل کر رکھ دیا، میں نے جیب سے آپ کی امانت نکالی اور پڑھنا شروع کی، وہ بڑے غور سے سنتی رہی، میں نے کتاب ختم کی تو وہ بولی یہ کتاب میں خود بھی پڑھ سکتی ہو کیا؟ میں نے کہا میرا دل چاہتا ہے میں خود ہی سناؤں اصل میں میرے دل میں یہ بات آگئی کہ ۷ ارسال میں نے تمہارے ساتھ اتنی سختی اور ظلم کیا ایک ایسا احسان کردو جو ۷ ارسال کا انیائے (ناانصافی) دھل جائے، کہ ہمیشہ کے عذاب سے تم بچ جاؤ، وہ بولی اچھا اب ایک بار اس کو ذرا سمجھ کر پڑھنا چاہتی ہوں، میں نے کہا ضرور پڑھو، وہ کتاب اس نے لی، پوری کتاب ایک بیٹھک میں پڑھی پھر میرے پاس آئی اور بولی اس کا مطلب تو یہ ہے کہ سناتن دھرم اور سچا مذہب صرف اسلام ہے، میں نے کہا مالک نے تمہیں بالکل سچ سمجھایا، میری اچانک تبدیلی سے وہ بہت متاثر تھی، ۷ ارسال سے پہلی بار میں نے اس کو گلے لگایا تھا، اس کو پیار کیا تھا محبت سے کچھ خرید کر اس پیش کیا تھا اس کے جنم دن اور شادی کے دن پر مبارک باد دی تھی، اب اس کے لئے میری بات ماننا بالکل سو بھاوک (فطری) تھا، میں نے اس کو کلمہ پڑھنے کو کہا وہ فوراً تیار ہوگئی، میں نے آپ کی امانت میں دیکھ کر اس کو کلمہ پڑھوایا، اس کا نام آمنہ خاتون رکھا، اپنے دونوں بچوں کو بھی کلمہ پڑھوایا، ان کا نام فاطمہ اور حسن رکھا۔

سوال: اس کے بعد آپ نے عام اعلان کیا؟

جواب: ابھی تک عام اعلان نہیں کیا، البتہ میں چار پانچ روز کے بعد تمھارے یہاں ایک مولانا صاحب جن کے بارے میں مجھے معلوم ہوا تھا، آپ کی امانت بانٹتے ہیں، ان کو میں نے ایک دن کھری کھری گالیاں سنائی تھیں، ان کے پاس گیا اور ان سے اپنے مسلمان ہو

نے کے بارے میں بتایا، اوران سے اپنی ختنہ کے سلسلہ میں مشورہ کیا، مگر ان کو یقین نہیں آیا، اور ٹالتے رہے، میں ان کے ڈر کو سمجھ گیا، اور مراد آباد ایک مسلمان ڈاکٹر کے پاس گیا، اور جا کر ختنہ کرائی، اس کے بعد میں نے تین بار صرف تین تین دن گجرولہ جماعت میں لگائے

سوال: گجرولہ کے ساتھیوں کو معلوم تھا کہ آپ نے اسلام قبول کیا ہے؟

جواب: میں نے بتایا کہ اصل میں پیدائشی مسلمان تھا بعد میں شیو سینا اور بجرنگ دل کے چکر میں ہندو بن گیا تھا اور یہ بات سچی تھی، ہر پیدا ہونے والا اسلام پر پیدا ہوتا ہے اب میرا ارادہ پہلے چار ماہ جماعت میں لگانے کا ہے اس کے بعد کھل کر اعلان کر دوں گا، اور انشاء اللہ دین سیکھ لوں گا تو دوسروں کو دعوت دینا آسان ہوگا۔

سوال: ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے، واقعی آپ کا ایمان اللہ کی خاص ہدایت کی کار فرمائی ہے، اچھا آپ قارئین ارمغان کو کچھ پیغام دیں گے؟

جواب: دو روز پہلے بدایوں میں حضرت تقریر فرما رہے تھے، کہ تمام مسلمان کو اللہ نے داعی بنایا ہے، داعی کی حیثیت طبیب کی اور جس کو دعوت دی جائے اس کی حیثیت مریض کی اور بیمار کی ہے، اگر حکیم اور ڈاکٹر مریض کے علاج میں کوتاہی کریں اور مریض مرنے لگیں تو مریض کا غصہ ہونا بالکل نیچرل (فطری) ہے، مگر ڈاکٹر اور حکیم کو اپنے مریض سے نگاہ نہیں پھیرنی چاہئے، دعوت اصل میں محبت بھرا عمل ہے، یہ ڈیبیٹ اور مناظر نہیں، کہ ہار جیت کی بات بنالے، یہ تو نبوی درد کے ساتھ اپنے مدعو کے خطرہ کو سمجھ کر کڑھنے اور تڑپنے کا عمل ہے، اگر سچے درد اور تڑپ کے ساتھ کوئی رونے والا ہو، مجھ جیسے جاہل اور غصہ ور، قتل اور گالیوں پر آمادہ درندہ کو جس کو کبھی اپنی بیوی بچوں پر پیار نہ آیا ہو، اس کو پگھلا کر اللہ کا بندہ اور غلام بنا

ناجا سکتا ہے، ایمان قبول کرنے کے بعد جیسے سنیل جوشی غصیارہ درندہ مر گیا اور محمد شکیل ایک کومل دل انسان نے جنم لیا، میرے ساتھ ایسا ہوا ہے، اصل میں درد اور خیر خواہی کی ضرورت ہے۔

سوال: واقعی بہت گہری بات آپ نے کہی؟ بہت بہت شکریہ جزاک اللہ آپ خوب سمجھے السلام علیکم۔

جواب: میں نہیں سمجھا، ایک رونے والے نے سمجھا دیا، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ وعلیکم السلام۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جون ۲۰۱۲ء

(۱۱۳) بندر اور ٹھگی پیر کا بیٹا اصل اسلام کا سبب بنا

عبدالرحمٰن بھائی «مہاجر» سے ایک ملاقات

اقتباس

سچی بات یہ ہے کہ میں صرف ایک ہفتہ کا مسلمان ہوں میں اپنی زندگی کے تجربے سے دو باتیں کہتا ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم شرک کے واسطے سے مذہبی غلامی میں جکڑی انسانیت کو ایک اللہ کے سامنے کھڑا کر کے اور اس سچے مالک سے جوڑ کر آزاد کرانے کی کوشش کریں اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نہ مظلوم اور سسکتی انسانیت کے گلے سے شرک کے پھندے اور بیڑیاں کاٹنے کے لئے بندروں کو بھیج کر یہ کام کرالیں گے۔

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبدالرحمن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال: عبدالرحمٰن بھائی آپ دہلی کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

جواب: جی میں دہلی میں ڈنی میں رہتا ہوں وہیں سے آیا ہوں۔

سوال: آپ پچھلے ہفتے بھی تشریف لائے تھے؟

جواب: جی ہاں اپنی اہلیہ کے ساتھ پچھلے اتوار کو آیا تھا آج میں اپنے دونوں بیٹوں اور ایک

بیٹی کو حضرت سے ملانے لایا ہوں، اصل میں کل میری بیٹی سسرال سے آئی تھی، ہم نے بتایا کہ حضرت سے ہماری ملاقات ہوگئی ہے تو بیٹی نے بہت ضد کی کہ ہمیں بھی ملایئے، اصل میں اس نے نسیم ہدایت کے جھونکے کتاب پڑھی ہے اس لئے وہ بہت زیادہ حضرت سے ملنا چاہتی تھی۔

سوال: آپ پہلے سے کہاں کے رہنے والے ہیں، دہلی تو اب رہتے ہوں گے؟

جواب: جی ہم لوگ پہلے سے روہتک ضلع کے گاؤں کے رہنے والے ہیں، ۲۶ر سال ہوئے دہلی شفٹ ہو گئے ہیں، ہمارا خاندان مذہبی ہندو گھرانہ ہے، ذات سے ہم لوگ خاندانی برہمن ہیں، مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ برہمن آریئن قومیں ہیں، شاید یہ لوگ براہیمی لوگ ہیں، اس لئے کہ مکہ کے مشرک جو اپنے کو براہیمی دین پر کہتے تھے، ان کا کلچر ہم سے بہت ملتا جلتا ہے، ہوسکتا ہے کہ ہم لوگ حضرت ابراہیم کے خاندان میں بھی رہے ہوں۔

سوال: آپ نے خوب سوچا، ہوسکتا ہے ایسا ہی ہو، آپ کو اسلام قبول کئے کتنا زمانہ ہوا؟

جواب: یوں تو اسلام قبول کئے مجھے آٹھ سال ہوگئے، مگر مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں اصلی مسلمان تو پچھلے اتوار کو ہوا ہوں، اصل میں ہندو پنڈتوں کے چکر سے آٹھ سال پہلے نکل گیا تھا، مگر مثال مشہور ہے آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا، مسلمان بن کے پیرنما ایک پیشہ ور بہروپیے مسلمان پنڈت کے چنگل میں پھنس گیا تھا اور اس ظالم نے ہندو پنڈتوں کو اچھا کہلوا دیا۔

سوال: ابی بتا رہے تھے کہ ایک جاہل پیر آپ کو ایک زمانہ تک ٹھگتا رہا، کیا انہوں نے ہی آپ کو اسلام کی دعوت دی تھی؟

جواب: نہیں وہ اسلام کی دعوت کیا دیتے، مجھے تو ایک بندر نے دعوت دے کر مسلمان بنایا

حضرت کہہ رہے تھے کہ آپ کا اسلام ہمارے لئے ایک بڑی وارنگ ہے کہ اگر مسلمان اپنی ذمہ داری ادا نہیں کریں گیا ور دعوت کہ اپنے فریضے لو ادا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ بندروں سے دعوت کا کام لیکر برہموں کو مسلمان بنائیں گے۔

سوال: ذرا تفصیل سے سنایئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس طرح ہدایت دی؟

جواب: اصل میں خاندانی طور پر برہمن ہونے کی وجہ سے میں بہت مذہبی قسم کا ہندو تھا، اور سب سے زیادہ میری عقیدت ویشنو دیوی سے تھی، اس کے علاوہ کالی اور انباجی کا بھی اپا سک تھا، اسلئے سال میں دوبار ویشنو دیوی کی یاترا (سفر) کرتا تھا، شاید آپ جانتے ہوگے، ویشنو دیوی کا خاص مندر کشمیر میں ہے، وہاں جانا ایسا ہے جیسے حج وغیرہ کرنا، یوں سمجھو کہ میں بھی سال میں دوبار عمرہ کو جاتا تھا، عمرہ میں تو آدمی سو فیصد اپنے ایک اللہ کے ساتھ اپنے ایمان اور ایک اللہ کی محبت کو بڑھانے کے لئے جاتا ہے، ویشنو دیوی پر تو آدمی حق کو چھوڑ کر شرک میں بھٹکنے کے لئے جاتا ہے، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جتنا وقت اور پیسہ عمرہ میں لگتا ہے، اتنا ہی تقریباً ویشنو دیوی کی یاترا میں لگتا ہے ہاں مشقت اور محنت ویشنو دیوی کی یاترا میں اور زیادہ ہے، یہ کہ پیدل پہاڑ کی بڑی چڑھائی میں آدمی کا حال خراب ہو جاتا ہے ،اس کے علاوہ بھی الگ الگ مندروں میں جاتا تھا، میری کمائی اور وقت کا ایک خاصہ حصہ ان پوجاؤں میں لگتا تھا، بہت برت (ہندو مذہبی روزے) رکھتا تھا، میرے گھر میں ایک خاص کمرہ جس کے تین حصے کرکے الگ الگ دیویوں کے مندر بنائے ہوئے تھے، آٹھ سال پہلے نورتے (خاص ہندو روزے) چل رہے تھے، ایک شام کو میں برت میں پوجا میں مگن تھا، بڑی عقیدت سے نمبر وار ایک کے بعد ایک دیوی کی پوجا کی پرشاد چڑھاتا اور عقیدت سے دیپ جلاتا، اچانک پیچھے کے راستہ سے ایک بندر گھر میں گھس گیا اس نے کمرہ میں

گھس کر پرشاد پر جھپٹنے لگائے تو دیپ گر گئے اور پورے کمرے میں آگ لگ گئی، اور آگ اس قدر لگی کہ تینوں دیویاں اور پورا کمرہ آگ میں جھلس گیا، میرے دل میں آیا کہ جو دیویاں خود اپنی حافظت نہیں کر سکیں اور جل کر جھلس گئیں، وہ پوجا کے لائق کیسے ہو سکتی ہیں، میں اس آستھا اور عقیدت سے بہت بددل ہو کر گھر سے نکلا، گھر سے کچھ دور ایک پیڑ پر ایک میواتی بابا ہزار تسبیح لئے بیٹھے تھے، میں نے ان سے کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، وہ پیر بابا بولے، مسلمان ہو کر تمھیں میرا مرید بھی ہونا پڑے گا، میں نے کہا مسلمان ہونے کے لئے مرید ہونا بھی ضروری ہے، وہ بولے کہ پکا مسلمان تو تب ہی ہوگا جب مرید ہو جائے گا، میں نے کہا کہ میں مرید بھی ہو جاؤں گا مگر وہ بولے میں دو طرح کے مرید کرتا ہوں ایک مرید تو ایسا ہوتا ہے کہ مرید ہو کر نماز اور روزہ اور ساری عبادتیں تمھیں ہی کرنا ہوں گی، ایک مرید ایسے ہوتے ہیں کہ مرید تو مرید ہی ہوتا ہے، وہ عبادات ٹھیک طریقے پر کہاں کر سکتا ہے میں ہی تمہاری طرف سے نماز روزہ ادا کروں گا، اس کے لئے تمہیں ماہانہ خرچ دینا پڑے گا، میں نے معلوم کیا کہ ماہانہ خرچ کیا پڑے گا؟ وہ بولے تمہاری آمدنی کتنی ہے، تم بتاؤ؟ اس مالک کے نام پر تم کتنے خرچ کر سکتے ہو، میں نے کہا میں ہاتھ سے بنی دیویوں کے نام پر اتنا خرچ کرتا تھا، اس مالک کے نام پر میں جان بھی دے سکتا ہوں، وہ بولے پھر اچھا مرید اور اچھی نماز روزہ پیر صاحب سے کروانے کے لئے دس ہزار روپئے ماہانہ خرچ کرتے پڑیں گے، میں نے کہا کہ مالک کا دیا ہوا بہت ہے اس کے نام پر دس ہزار روپئے کوئی بڑی بات نہیں، پیر بابا نے مجھے کلمہ پڑھایا اور ایک چادر میرے سر پر ڈال کر مجھے مرید کر لیا مرید کرنے کے لئے دیر تک ناٹک کرتے رہے۔

سوال: آپ کو لگ رہا تھا کہ یہ ناٹک ہے؟

جواب: کھلی آنکھوں دکھائی دے رہا تھا یہ ناٹک ہے۔

سوال: جب آپ کو لگ رہا تھا یہ ناٹک ہے، پھر بھی آپ سب کرتے رہے؟

جواب: اصل بات یہ تھی کہ مجھے اسلام کے بارے میں ذرا بھی معلوم نہیں تھا، اب یہ جاننے والے تھے تو پھر مجھے ان کی بات ماننی تھی، اس ڈر سے کہیں میرے اسلام میں کوئی کمی نہ رہ جائے، مذہب کے معاملے میں انسان اپنی عقل نہیں لڑاتا بلکہ اپنی عقل کو مذہب کے سپرد کرتا ہے، میں آپ کو ایک لطیفہ بتاؤں، پچھلی اتوار کو جب ہم حضرت سے ملنے آئے تھے، تو مرادآباد کے ایک انگریزی کے پروفیسر صاحب کلمہ پڑھنے آئے ہوئے تھے، بہت محبت اور عقیدت سے انہوں نے حضرت سے کلمہ پڑھانے کو کہا، حضرت نے انہیں کلمہ پڑھوایا، حضرت نے کلمہ پڑھوانے سے پہلے کہا اپنے مالک کو راضی کرنے کے لئے اور اس ارادے سے کہ میں اپنی زندگی اللہ کے آخری قانون قرآن مجید کو مان کر اور اللہ کے آخری رسول ﷺ نے زندگی گزارنے کا جو طریقہ بتایا ہے اسکے مطابق گذارنے عہد کی نیت سے کلمہ پڑھ رہا ہوں، پہلے ہم کلمہ عربی میں پڑھیں گے اور پھر ہندی میں انواد (ترجمہ) کہلوادوں گا، حضرت نے کہا جس طرح میں کہوں کہئے حضرت نے کلمہ کہلوانا شروع کیا "اشھد ان لا الہ الا اللہ" یہ کہتے ہوئے حضرت کے کان میں کھجلی آرہی تھی، حضرت نے داہنے ہاتھ سے کان کھجلایا تو پروفیسر صاحب نے بھی داہنے ہاتھ سے کان کھجلایا، حضرت نے کہلوایا "واشھد وان محمد عبدہ ورسولہ ﷺ" حضرت کے ناک کے اوپر ایک دانہ سا ہو رہا تھا حضرت بائیں ہاتھ سے ناک پر ہاتھ پھیرا، پروفیسر صاحب نے بھی ناک کو پکڑا، ہم سبھی کو ہنسی آگئی حضرت کو بھی ہنسی آگئی پروفیسر صاحب عجیب سے ہوگئے، حضرت نے بتایا اصل میں میرے کان اور ناک پر کھجلی آرہی تھی کلمہ پڑھتے ہوئے کسی ایکشن کی ضرورت نہیں بلکہ اندر

سے یقین اور وشواس کی ضرورت ہے، پروفیسر صاحب بولے کہ مذہب کا معاملہ ہے دھرم میں آدمی اپنی عقل کو مالک کے سپرد کرنے کو آتا ہے، میں یہ سمجھا کہ کان ناک پکڑ کر عہد کرتا ہے، اس لئے میں نے ایسا کیا، حضرت صاحب نے سمجھایا کہ اسلام علم اور عقل کو مطمئن کرنے والا مذہب ہے، احمد صاحب اس لئے میں نے باوجود یہ کہ میری عقل کہہ رہی تھی کہ یہ پیر بابا کا ناٹک ہے، مگر وہ جیسا کہتے گئے ویسا میں نے کیا، مرید ہو کر پہلے ہفتے کی نماز، روزہ، عبادات کی فیس دس ہزار روپے، اور مٹھائی کے لئے دو سو روپے، میں نے ایڈوانس میں پیر صاحب کو جمع کرا دئے۔

سوال: ماشاء اللہ ایسے مرید کھری فیس ادا کرنے والے کہاں کسی کو ملتے ہوں گے اس کے بعد آپ ماہانہ جمع کرتے رہے؟

جواب: مولانا احمد! دس ہزار تو وہ جمع کرتا ہی تھا، اس کے علاوہ پیر صاحب آنکھیں لال پیلی کر کے مٹھی بھی کھولتے تھے کہ آج تمہارے لئے خوش خبری ہے تمہارے درجہ آسمان کی طرف چڑھ رہے ہیں، اس کی خوشی میں فرشتوں کو منانے کے لئے اب اس چیز کی ضرورت ہے آٹھ سال ہو گئے مجھے اسلام قبول کئے، اوسطاً بیس ہزار روپئے ماہانہ میں نے پیر بابا کو دئے ہوں گے

سوال: اتنے پیسے آپ پیر بابا کو دیتے تھے، آپ کا کاروبار کیا ہے؟

جواب: میرا ایک مشہور بیوٹی پارلر ہیں، میں اور میری بیوی دونوں اس میں کام کرتے ہیں،

سوال: اس میں اتنی آمدنی ہو جاتی ہے آپ کی کیا فیس ہے؟

جواب: مالک کا کرم ہے، کام بہت اچھا ہے میری بیوی دلہن بنانے کی فیس پچاس ہزار روپے تک لیتی ہیں؟

سوال: تو پیر کی کیا خطا ہے، آپ بھی روپ بھرنے کے لئے لیتے ہیں پیر بابا بھی روپ بھر نے کے لئے لیتے ہیں۔

جواب: بات آپکی ٹھیک ہے، جب میں نے حضرت سے پچھلے مہینے بیعت ہوا تھا تو حضرت نے معلوم کیا تھا کہ آپ کا کاروبار کیا ہے؟ میں نے کہا کہ بیوٹی پالر ہے، حضرت نے فرمایا کہ روزگار پاک حال ہونا چاہئے، میں نے کہا کہ میں آج سے بیوٹی پالر بند کر دوں حضرت نے فرمایا کہ کوئی اچھا حلال طیب روزگار تلاش کریں، بالکل حرام تو نہیں ہاں اچھا نہیں، جب دوسرا روزگار مل جائے تو اس کو چھوڑ دینا، ہاں البتہ تن تک مفتی صاحب کا نام بتایا کہ ان سے معلوم کریں کہ بیوٹی پالر میں کیا کر سکتے ہیں اور کیا نہیں کر سکتے، اس کا خیال کریں میں نے کہا کہ حضرت میں نے دیویوں کو راضی کرنے کے لئے اتنی قربانیاں دی ہیں، میں اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لئے آپ سے بیعت ہوا ہوں، اگر میرے اللہ رضا جان دینے میں ہیں تو میں جان دینے کے لئے تیار ہو کر آیا ہوں، آپ مجھے بس حکم کریں۔

سوال: ابی سے آپ مرید ہو گئے، آپ تو پہلے پیر بابا سے مرید تھے، اب دوبارہ مرید کیسے ہو گئے؟

جواب: اصل میں تین سال سے حضرت سے ملنا چاہ رہا تھا حضرت کو فون کرتا تھا، پہلے تو فون ملتا ہی نہ تھا، اور ملتا تو حضرت سفر پر ہوتے، دس روز پہلے میں نے فون کیا تو فوراً کہا کہ میں آٹھ سال پہلے مسلمان ہوا ہوں، مجھے جن مولانا صاحب نے حضرت کا پتہ دیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ اپنا نام بتانے سے پہلے یہ بتا دینا پھر حضرت کہیں نہ کہیں ملنے کی شکل بتا دیں گے، میں نے جب کہا کہ مین تین سال سے آپ سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا

ہوں حضرت نے بہت معذرت کی اور فرمایا کہ اتوار کے روز شاہین باغ آپ آجائیں، بہت لوگوں کو میں نے بلالیا ہے، مگر پھر بھی آپ کی زیارت ہوجائے گی۔

سوال: ابی کا پتہ آپ کو کس نے دیا تھا؟

جواب: مجھے ایک مولانا صاحب نے حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت'' ''مجھے ہدایت کیسے ملی؟'' ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' خرید کرلا کر دی تھی، میں نے وہ بھی پڑھی، اصل میں میں اپنے پیر بابا کی مسلسل ٹھگی اور ظلم سے پریشان تھا، اور میں آٹھ سال تک اس مریدی سے یہ بات سمجھا کہ مذہب کے نام پر تو شرک، دھرم کے نام پر سب سے بڑا ادھرم دھارمک پنڈتوں (مذہبی پیشواؤں) نے کیسے چلایا، شرک کے نام پر لوگوں کو غلام بنا کران کو ٹھگنے کا نام شرک ہے، مذہب انسان کی اندرونی پیاس ہے۔ اس کی آتما (روح) یہ مانگتی ہے کہ وہ اپنے خدا کو راضی کرے اس کے لئے اس سے جو قربانی مانگی جائے انسان دیتا ہے تقریباً بیس ہزار روپئے کی میری ماہانہ فیس کے علاوہ وہ پیر بابا نے مجھ پر نہ جانے کیا کیا ظلم کئے، میری لڑکی بہت خوبصورت تھی، انٹر میں پڑھ رہی تھی اچانک ایک جمعرات میں میں پیر بابا کے پاس پہنچا تو پیر بابا بہت خوش ہوئے تھے، بولے عبدالرحمٰن تیرے لئے جو عبادت کر رہا ہوں وہ مالک کے یہاں بہت قبول ہو رہی ہے، پیر اور مرید کا رشتہ تو آقا اور غلام کا ہوتا ہے، مگر شاید تجھے اپنے پیر کے برابر درجہ ملنے والا ہے، آج اوپر سے مجھے اشارہ ہوا ہے عبدالرحمٰن پہلے ہی تمہارا غلام ہے مگر اس کی عقیدت ہمیں بہت قبول ہے، اپنے بیٹے سے اس کی بیٹی اور پھر اپنی بیٹی سے اس کے بیٹے کی شادی کر دو، یہ اعزاز بیٹا تمہیں مبارک ہو، تمہاری اولاد نے کیسا نصیب پایا ہے، پیر کے بیٹے و بیٹی سے آسمان سے رشتہ جڑوالیا ہے، میں نے کہا اگر میرے مالک کا یہ حکم ہے تو میں حاضر ہوں، میں گھر آیا اور اپنی بیوی

سے بتایا، بچوں سے مشورہ کیا گھر والے تیار نہیں تھے، گھر میں میں نے ان کو مالک کے غصے سے ڈرایا، وہاں سے حکم ہوا ہے تو ماننا چاہئے، مالک نے اولاد دی ہے تو اس کا حکم ماننا چاہیے۔

سوال: آپ کو یہ بات ڈھونگ نہیں لگ رہی تھی؟

جواب: دل میں بات آئی تھی کہ شاید یہ بھی ناٹک اور ڈھونگ ہے، مگر یہ بھی ڈر لگتا تھا کہ اگر سچ مچ مالک کا حکم ہوگا اور نہ مانا تو برباد ہو جائیں گے، کبھی کبھی دل کرتا، پھر دل کو سمجھاتا، اگر میرے مالک کے نام پر دھوکہ ہے تو اسی کی محبت میں دھوکہ کھانا بھی اچھا ہے، بس اس لئے سب کچھ کرتے رہے۔

سوال: آگے کیا ہوا آپ نے شادیاں کر دیں؟

میری لڑکی چھوٹی تھی اور پیر بابا کا لڑکی چھ سال بڑا تھا، مگر انہوں نے کہا کہ اشارہ ہے کہ پہلے تمہاری لڑکی کی شادی ہو، بیوی کو خدمت کرنی پڑتی ہے، پہلے پیر کی لڑکی سے خدمت کرانا بے ادبی ہے، پہلے اپنی بیٹی کو خدمت کے لئے پیش کرو، شادی سے پہلے ہم سے پیر بابا نے کہا تم مرید ہو اور میں پیر ہوں، اللہ کی محبت میں یہ رشتہ ہے، اس میں جو بھی آپ پیر بابا کو اپنی لڑکی کے جہیز میں دوگے وہ جنت میں ملے گا، میں نے کہا اللہ کی محبت میں ہر چیز میری جانب سے ہے، آپ حکم کرو، پیر بابا نے کہا تمہاری بیٹی میوات آیا جایا کرے گی، اس علاقہ میں ہمارے پاس بھی سواری کا سادھن نہیں ہے، ایک اے سی گاڑی دو میرا مکان تمہارے لڑکی کے لائق نہیں ہے، میوات میں مکان دوبارہ بنوانا پڑے گا، اس کے علاوہ اور گھر میں ضرورت کا جو سامان تمہاری بچی چاہے، ہم تو فقیر آدمی ہیں، ہمارے پاس بو ریئے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، بہر حال تقریباً ۲۸/۲۹ لاکھ روپے شادی میں خرچ کئے،

ایک سال بعد پھر میری لڑکے کی شادی کا حکم اوپر سے آنے کی خبر دی، وہ بولے تم مرید ہو میں پیر ہوں ہم تمہیں جنت اور ولایت کے درجات جیسی قیمتی چیز دلاتے ہیں، اگر مرید اپنے پیر سے جہیز وغیرہ کا مطالبہ کرے تو مریدی ٹوٹ جائے گی، ان کی لڑکی جو کپڑے پہن کر آئی سارے میں نے ہی بنائے، ایک سوئی بھی، وہ جہیز میں نہ لائی۔

سوال: آپ یہ سب کچھ کرتے رہے آج کل عقل کا زمانہ ہے، اور آپ شہر کے رہنے والے گریجویٹ ہیں، بچے پڑھے لکھے ہیں، آپ کی بیوی پڑھی لکھی ہیں؟

جواب: اصل میں دل تو ٹوٹتا رہا، مگر بس وہی بات کہ مالک کے نام پر دھوکہ کھانا بھی ایک مزہ دیتا ہے، ہم سب یہ کرتے رہے۔

سوال: ان پیر صاحب سے اب بھی تعلق ہے؟

جواب: اصل میں نسیم ہدایت کے جھونکے نے دل تو ہٹا دیا تھا، مگر اب رشتوں کی وجہ سے ظاہری طور پر نبھاتے رہے، مگر اب ظالم نے میری بچی کو ستانا شروع کر دیا، پیر بابا کی بیوی ایسی ظالم عورت کہ بس اللہ کی پناہ میں رکھے، اب اس کے ظلم سے خود اس کا بیٹا بھی عاجز آ گیا ہے، اور اس نے خود ہم سے کہا کہ ان دھوکہ بازوں کے چکر میں نہ آئیں، اصل میں اللہ تعالیٰ کو ہم پر ترس آیا، اس کے نام پر دھوکہ ہم نے چونکہ اس کی محبت میں کھایا تھا، اس لئے خود پیر بابا کا بیٹا ہمارے لئے پیر بابا کے بندھن سے چھڑانے کا ذریعہ بنا، پیر بابا کا بیٹا جو ہمارا داماد ہے جاوید وہ ایک ساتھی کے ساتھ دہلی حضرت سے ملا، دوکان نہ چلنے کی شکایت کی، حضرت نے اس کو کسی نماز کے بعد ایک تسبیح استغفار اور ہر ماہ میں تین ماہ تک تین دن جماعت میں لگانے کا مشورہ دیا، اور فرمایا کہ امید ہے کہ انشاء اللہ کاروبار چل جائے گا، وہ نمازیں پڑھتا تھا اس نے استغفار نماز کے بعد پڑھنے کے لئے عشاء کی نماز پڑ

ھنا شروع کی اور جماعت میں تین روز تین ماہ تک لگائے، تیسرے ماہ امیر صاحب نے چار ماہ کی تشکیل کر لی، اللہ کا شکر ہے وہ جماعت سے جڑ گیا اور وہ آج حضرت سے بیعت بھی ہوا، اس نے زیادہ زور دیا کہ ہم سب گھر والے حضرت سے بیعت ہو جائیں، یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری بیوی کو ایک ہفتے پہلے ہی توفیق دے دی، میرے بیوی اور بچے سب یہ کہہ رہے تھے کہ ڈیڈی اصل میں آج ایسا لگا جیسے ہم آزاد ہو گئے، ہمارے گھر میں نسیم ہدایت کے جھونکے بہت دنوں سے بچے پڑھتے ہیں، میرے دونوں بیٹے اس کے بعد سے جمعرات کو مرکز بھی جانے لگے، اب میرا بھی جماعت میں وقت لگانے کا ارادہ ہے، حضرت نے بھی مشورہ دیا ہے کہ چار مہینے لگا دوں۔

سوال: ماشاء اللہ واقعی آپ کی بات بھی خوب ہے کہ آپ کو بندر نے مسلمان بنا دیا ہے، اچھا آپ کے علم میں ہے کہ آپ کا یہ انٹریو ہمارے یہاں میگزین ارمغان میں شائع کرنے کے لئے ہے، آپ اس کے پڑھنے والوں کو کوئی پیغام (سندیش) دیں گے؟

جواب: میں سندیش یا پیغام کیا دے سکتا ہوں، سچی بات یہ ہے کہ میں صرف ایک ہفتہ کا مسلمان ہوں میں اپنی زندگی کے تجربے سے دو باتیں کہتا ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم شرک کے واسطے سے مذہبی غلامی میں جکڑی انسانیت کو ایک اللہ کے سامنے کھڑا کر کے اور اس سچے مالک سے جوڑ کر آزاد کرانے کی کوشش کریں اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نہ مظلوم اور سسکتی انسانیت کے گلے سے شرک کے پھندے اور بیڑیاں کاٹنے کے لئے بندروں کو بھیج کر یہ کام کرا لیں گے، دوسری بات یہ بھی دل میں آئی ہے کہ اللہ کی محبت میں اس کو راضی کرنے کی نیت سے اتنا دھوکہ کھانے اور قربانی دینے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر ترس کھایا اور خود پیر بابا کے بیٹے کو اس چنگل سے نکالا اور

ہمیں نکلوایا۔ تو اگر اس کے نام پر اسلامی اور شرعی قاعدوں کو جان کر قربانی دی جائے گی تو وہ اللہ کتنا نوازیں گے اس کا اندازہ مشکل ہے۔

سوال: آپ نے اپنے خاندان پر کچھ کام کا ارادہ کیا، آپ نے ابی سے اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہا؟

جواب: ایسا نہیں ہو سکتا، پہلی ملاقات میں سب سے پہلے حضرت نے یہ کہا کہ یہ ایمان آپ کا جب ہی ایمان ہے، جب یہ یقین ہو کہ ایمان کے بغیر نجات نہیں، اور جب یہ یقین ہے تو آپ کیسے انسان ہیں کہ آپ کے سامنے آپ کے بھائی بہن رشتہ دار جائیں اور یہ ایمان اور بڑھے گا، جب آپ سارے انسانیت کی فکر کریں گے اور خاص طور پر رشتہ داروں اور خاندان والوں کا اور بھی حق ہے، الحمد للہ میں نے ارادہ ہی نہیں کیا بلکہ بات کرنا شروع کر دی ہے، آپ سے دعا کی درخواست ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے سب رشتہ دار اسلام میں آجائیں۔

سوال: آمین بہت بہت شکریہ، جزاکم اللہ خیرا لجزاء السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جولائی ۲۰۱۲ء

(۱۱۴) تہاڑ جیل میں اسلام اور ایمان ملا

محمد فاروق اعظم ﴿سکھ رام﴾ سے ایک ملاقات

اقتباس

ایک مسلمان کی حیثیت روشن چراغ کی ہے جو روشن ہوگا تو روشنی پھیلائے گا جہاں رہے گا روشنی پھیلائے گا اور جس چراغ کی لو سے اس کی لو قریب ہوگی، تو بجھے چراغ کو جلا دے گا، مسلمان جہاں رہے اگر وہ اسلام اور ایمان کا نور وہاں نہیں پھیلا رہا ہے اور دعوت کا کام نہیں کر رہا ہے، اور کفر اور شرک کے اندھیرے دل، ایمان سے منور نہیں ہو رہے ہیں تو وہ بجھے چراغ کی طرح ہے، بجھا چراغ چراغ کہلانے کے لائق نہیں،

احمد اوّاہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فاروق اعظم: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال: آپ اس وقت کہاں سے آرہے ہیں؟

جواب: میں چار ماہ کی جماعت میں ہوں، ہماری جماعت دو چلے لگا کر کر مرکز پہنچی ہے، تیسرے چلہ کے لئے مہاراشٹر کا رخ بنا ہے، پرسوں کا رزرویشن ہوا ہے، آج سوچا حضرت سے ملاقات ہو جائے، اللہ کا شکر ہے ملاقات ہوگئی۔

سوال: جماعت میں وقت آپ نے کہاں لگایا؟

جواب: پہلا چلہ گجرات میں لگا اور دوسرا رجستھان میں۔

سوال: آپ کے یہ تینوں ساتھی بھی آپ کے ساتھ جماعت میں ہیں؟

جواب: جی یہ میرے جیل کے ساتھی ہے اور انھوں نے بھی مجھ سے چند ماہ بعد اسلام قبول کیا ہے، یہ عبدالرحمٰن بھائی ہے جو بہرائچ یو پی کے رہنے والے ہیں، یہ بھی ایک جھوٹے مقدمہ میں دہلی میں پھنس گئے تھے، تہاڑ جیل میں تھے، مجھ سے دو مہینے بعد مسلمان ہوگیے اور چھ مہینے بعد جیل سے چھوٹ گئے، ان کو میں نے جماعت کے لئے گھر سے بلایا ہے، اور یہ دوسرے شکیل احمد بھائی ہیں یہ پنجاب میں پٹیالہ کے رہنے والے ہیں، یہ بھی جیل میں میرے ساتھ تھے، اور مجھ سے چار مہینے بعد مسلمان ہوئے، یہ بھی تین سال پہلے بری ہو گئے تھے، ان کو بھی ساتھ میں جماعت کے لئے میں نے بلایا تھا، اور یہ تیسرے محمد سلمان بھائی یہ لونی غازی آباد کے ہیں، انھوں نے مجھ سے چھ ماہ بعد اسلام قبول کیا تھا، اور اسلام قبول کرنے کے چھ روز بعد یہ رہا ہوگئے تھے، انھوں نے جیل سے جا کر چالیس دن لگا لئے تھے، مگر میرے ساتھ وقت لگانے کا وعدہ تھا، اسلئے پھر میرے ساتھ چار مہینے لگا رہے ہیں۔

سوال: آپ کا وطن کہاں ہے؟

جواب: میں گورکھ پور (یوپی) کے ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں آٹھویں کلاس کے بعد چاچا کے ساتھ دہلی ۱۹۸۹ء روزگار کے لئے آ گیا تھا، زندگی کا اکثر حصہ دہلی میں گذرا، آخر کے چھ سال تو جیل میں گذرے،

سوال: جیل میں آپ کیسے چلے گئے؟

جواب: اصل میں ہمارے نبی ﷺ نے بری صحبت سے بچنے کا حکم دیا ہے، اور لوہار کے پاس اگر آگ نہ لگے تو دھواں تو لگے گا ہی، ہم کچھ لوگ جمنا پار میں رہتے تھے، لکشمی نگر کے

ایک آدمی کا قتل ہوگیا اس کی ہمارے ایک ساتھی سے چند روز پہلے لڑائی ہوئی تھی جس سے لڑائی ہوئی تھی، اس کی صحبت اچھی نہیں تھی، جو اصل قاتل تھے انھوں نے پولس کو پیسے دے کر ہوشیاری سے ہم لوگوں کے نام وہ قتل لگادیا اور ہم لوگوں جیل جانا پڑا، میرے اللہ کا کرم تھا ہمارے مقدمہ کی کوئی پیروی کرنے والا نہیں تھا۔

سوال: یہ کیا بات آپ کہہ رہے ہیں؟

جواب: میں سچ کہہ رہا ہوں مولانا احمد صاحب، ہمارے پیارے نبی ﷺ نے کیا سچ فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ ان کے گردن میں طوق ڈال کر اللہ تعالیٰ کھینچ کر جنت میں داخل کریں گے، مجھے بالکل ایسا لگتا ہے کہ میرے اللہ کا وہ کرم ہمارے اور ہمارے جیل کے ساتھیوں کے لئے ہے، میرے اللہ نے جس طرح ہمیں جیل میں بھیج کر ہدایت سے نوازا۔

سوال: آپ ذرا تفصیل بتائے؟

جواب: میں نے بتایا نہ کہ میں بچپن میں اپنے چاچا کے ساتھ روزگار کے لئے دہلی آ گیا تھا شروع میں ایک ہارڈویر کی دوکان پر میرے چاچا نے مجھے لگایا، پھر میرے چاچا یہاں آ کر ایک عورت کے چکر میں پڑ گئے اور پھر گھر بار کو چھوڑ دیا، میرے پتاجی (والد صاحب) کا انتقال ہوگیا بعد میں میں نے کچھ بیکری آئٹم سپلائی کے لئے ایک ریڑہ رکشہ خریدا اور ایک کے بعد ایک کچھ نہ کچھ سپلائی کا کام کرتا رہا، مارچ ۲۰۰۱ء میں میری شادی میری ماں نے کرادی ۲۰۰۶ء میں مجھ پر مقدمہ قائم ہوا اور میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جیل میں چلا گیا، جیل میں تنہائی میں میں بہت غور کرتا، کہ مجھے بھگوان نے کس جرم میں جیل بھیجا، اصل میں جب میں ہندو تھا جب بھی میرے دل میں اس کا پکا یقین تھا کہ جو کچھ ہوتا ہے، مالک کی

مرضی سے ہوتا ہے، یہ دنیا کے سارے لوگ اور اسباب کٹھ پتلی ہیں، جیسے وہاں سے انگلی ہلتی ہے یہ ناچتے ہیں، تو میں سوچ میں بہت ڈوب جاتا کہ مجھے جیل میں مالک نے کیوں بھیجا ہے، جب میں بے قصور ہوں اور میری کوئی پیروی کرنے والا بھی نہیں تو میرے دل میں کوئی کہتا کہ تجھے کچھ دینے کے لئے اور بنانے کے لئے، تین سال پہلے دہلی کے ایک وکیل صاحب بچپن کے کسی مقدمہ میں سزا یاب ہو کر تہاڑ جیل میں پہنچے، جیل میں بہت چرچے تھے، کہ دہلی ہائی کورٹ کے اتنے بڑے وکیل صاحب جیل میں آ گئے ہیں، وکیل صاحب کو با قاعدہ داڑھی تھی، بڑے مولانا لگتے تھے، سب قیدی ان سے دبتے رہتے، مقدموں کے سلسلہ میں مشورہ کرتے، وہ مفید مشورہ دیتے، لوگ ان سے معلوم کرتے کہ آپ اتنے بڑے وکیل ہیں پھر بھی جیل میں آ گئے، انہوں نے کہا جج رشوت چاہ رہا تھا، میں رشوت دینے کے مقابلے میں جیل کو مناسب سمجھا، لوگ کہتے کہ رشوت دے دینی چاہئے تھی، تو وہ کہتے، رشوت دینے سے، مرنے کے بعد خطرناک جیل جہنم میں جانے کے بجائے یہ عارضی تہاڑ جیل اچھی ہے، وہ مقدموں کے سلسلہ میں مشورہ کے دوران قیدیوں سے معلوم کرتے کہ اس قید میں اتنے پریشان ہو رہے ہو، جہاں کھانا پانی، علاج پنکھے، بستر سب ہے، مرنے کے بعد کی جہنم کی جیل کی پروا کیوں نہیں؟ جہاں نہ کھانا نہ پانی، اور سزا ہی سزا ہے، قیدیوں کو ان کے مولویانہ حلیہ اور ہر ایک کی ہمدردی کے جذبہ کی وجہ سے بہت تعلق ہو گیا تھا، وہ ان کی بات کو بہت گہرائی سے لیتے تھے، جیل میں وہ مسلمانوں میں بھی نماز وغیرہ کی دعوت کا کام کرتے تھے، اور غیر مسلم قیدیوں کو حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دیتے ''مرنے کے بعد کیا ہوگا'' اور ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' (ہندی میں) بھی پڑھواتے، مولانا احمد صاحب میرے جتنے ساتھیوں نے اسلام قبول کیا ہے

ہمارے ساتھیوں کا خیال یہ ہے کہ آپ کی امانت آپ سیو میں، ایسی لگتی ہے جیسے کسی عمر قید کی سزا کاٹ رہے قیدی کو اچانک رہائی کا پروانہ مل جائے، اور میں تو بالکل اس کو مالک کے یہاں سے قید سے رہائی کا پروانہ ہی سمجھتا ہوں، ۷ر جنوری ۲۰۱۰ کو میں نے تہاڑ میں اسلام قبول کیا، دسمبر ۲۰۱۰ء میں ہم کچھ لوگ کو ناگپور جیل بھیجا گیا، وکیل صاب کے ساتھ مل کر میں نے کام کیا الحمد للہ کل ملا کر تہاڑ میں ۳۷ر لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان میں بجرنگ دل کے ایک وہ صاحب بھی تھے، جنہوں نے ۱۹۹۲ء کے فسادات میں دو اماموں کو قتل کیا تھا، اور بعد میں وہ خود اتنے پچھتائے کہ قتل میں جیل چلے گئے۔

سوال: ناگپور میں بھی آپ نے کام کیا؟

جواب: ناگپور میں اس سال مارچ میں رہائی تک رہا، اور الحمد للہ میں یہ سوچ کر جیل میں رہا کہ مجھے اللہ تعالی نے حضرت یوسفؑ کی سنت زندہ کرنے کے لئے جیل کے اندر قیدیوں کو جہنم کی جیل سے آزاد کرانے کے لئے بھیجا ہے، الحمد للہ ۶۷ر لوگ ناگپور جیل میں مسلمان ہوئے، ناگپور جیلر کے پاس لوگوں نے شکایت کی مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھے بلا کر بات کر نے والے ہیں، میں نے اس خیال سے، اس سے پہلے کہ اندھیرے والے چراغ کو بجھا نے کو کہیں ہمیں اندھیروں کو روشن کرنا چاہئے جیلر آر کے پاٹل سے وقت لیا، سب سے پہلے میں نے ان کو قانون کی آرٹیکل ۲۵ر کے حوالہ سے ملک کے ہر شہری کو اپنے مذہب کی دعوت دینے کے مول ادھیکار (بنیادی حق) کی بات ذرا زور دے کر کہی، کہ آپ ملک کے کسی شہری کو اس روکیں گے تو قانون توڑیں گے، اس کے بعد میں نے ان کو اپنا تعارف کرا یا اور بتایا کہ مالک جانتا ہے کہ میں بالکل بے قصور سزا پا رہا ہوں، اور اس مالک نے مجھ قیدی کو ناگپور جیل میں آپ جیلر پاٹل صاحب کو نرک کی خطرناک جیل سے چھڑانے کے

لئے بھیجا ہے، میں نے کچھ آخرت کی بات کہہ کر ان کو ''آپ کی امانت'' دی اور ان سے پڑ ھنے کا وعدہ لیا اور اس پر کہ وہ ضرور اس کتاب کو پڑھیں ان کی ماں کے دودھ کی قسم لی، وہ کتاب انہوں نے پڑھی ان کی سوچ کی دنیا بدل گئی، انہوں نے دوسری کوئی کتاب مانگی تو میں نے ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ پھر ''نسیم ہدایت کے جھونکے (ہندی میں) کتاب ان تک پہنچائی، مالک کا کرم ہے انہوں نے اسلام قبول کیا، پچھلے سال رمضان سے پہلے وہ مسلمان ہو گئے ہیں، ابھی عام اعلان تو نہیں کر سکے انہوں نے پچھلے سال رمضان کی ایسے سخت روزے رکھے اور ناگپور کے کچھ تاجر مسلمانوں کے ساتھ مل کر جیل میں افطار اور سحری کا بہت اچھا انتظام کرایا اور پھر دہلی سفر کر کے میرے کیس کی پیروی کی، وکیل کیا اپنے خرچ سے، الحمد للہ میری رہائی ہوگئی۔

سوال: آپ کے گھر والوں کو معلوم ہو گیا؟

جواب: میں جیل ہی سے اپنی ماں اور بھائیوں کو خط کے ذریعہ دعوت دیتا رہا، جیل سے رہا ہو کر گھر گیا، میری ماں اور دو بھائی الحمد للہ پہلے سے تیار تھے، انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے، میرے چچا کے بیٹے جو ڈاکٹر ہیں، وہ بھی مسلمان ہو گئے ہیں، میں حضرت کی تقریر کی C.D ناگپور سے لایا تھا اس میں انہوں نے کہا ہے کہ اسلام ایک نور ہے، اگر کوئی شخص اسلام لائے گا تو چراغ کی طرح اسلام کے نور سے منور ہوگا، جہاں رہے گا وہ روشنی پھیلا ئے گا، مومن جہاں ہو اسلام کا نور اس سے ضرور پھیلے گا، کسی چراغ کی بس میں نہیں ہے کہ روشن ہو اور روشنی نہ پھیلائے اسی طرح مومن کے بس میں ہی نہیں کہ وہ داعی نہ ہو، الحمد للہ ہمارے جو ساتھی تہاڑ جیل سے رہا ہوئے اور ناگپور سے ہوئے ہر ایک کو دعوت کی دھن ہے ایک محمد عمر ناگپور سے اورنگ آباد جیل میں گئے وہاں پر بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا،

ایک محمد اقبال بریلی جیل گئے، وہاں پر ایک ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مل کر بہت کام کیا، ایک محمد اسماعیل رہتک جیل میں گیے، وہاں پر اکیس لوگ مسلمان ہوئے اور یا ہادی یا رحیم پڑھ کر لوگ رہا ہوتے گیے، ان میں اکثر نے جا کر کام کیا، اور اپنے گھروں میں اپنی زندگی کا مقصد دعوت بنا کر کام کر رہے ہیں۔

سوال: ابی سے تو آپ پہلی مرتبہ ملے ہوں گے؟

جواب: بظاہر تو پہلی مرتبہ ملے، مگر آپ کی امانت اور نسیم ہدایت کے جھونکے، اور وکیل صاحب سے (چونکہ وہ حضرت کے مرید ہیں) ان کی باتیں سن سن کر ایسا تعلق ہو گیا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے ہم حضرت کی تربیت سے پلے ہیں، اور اب بیانات کی C.D نے حضرت کے بول یاد کرا دیئے ہیں، دیکھنے اور ملنے سے بھی ایسا لگا جیسے حضرت کو بہت دیکھا ہے۔

سوال: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: جماعت میں وقت لگا کر حضرت کے پاس کچھ وقت گزارنا ہے اور پھر گورکھ پور کے آس پاس دعوت کا کام کرنا ہے۔

سوال: آپ کی بیوی بچوں کا کیا ہوا؟

جواب: الحمدللہ میری بیوی اور دونوں بچے اسلام میں آگئے ہیں،

سوال: ان کے اخراجات کا اس دور میں کیا ہو رہا ہے؟

جواب: میری بیوی نے اپنے زیور بیچ کر اپنے بھائی کے ساتھ مل کر ایک کاروبار کیا تھا، الحمد للہ اس میں بڑی برکت ہوئی، میری بیوی نے مجھے جماعت کا خرچ دیا، اور اس نے طے کیا کہ وہ حضرت خدیجہ کی طرح اپنے مال کو دعوت پر خرچ کرے گی، اتفاق سے ہمارے

راوج کے خلاف وہ عمر میں مجھ سے آٹھ سال بڑی ہیں، اس طرح اللہ کا کرم یہ ہے کہ ایک طرح یہ سنت بھی اللہ نے بے مانگے دے دی۔

سوال: جماعت میں آپ رہے تو آپ کا دل غیر مسلموں میں دعوت کو نہیں چاہا؟

جواب: اصل میں ابھی جماعت میں اس کی کھل کر اجازت نہیں، مگر کوئی موقع مل جاتا ہے تو پھر آدمی کیا کرے، راجستھان میں ہم کوٹہ میں کام کر رہے تھے، گشت کے لئے جا رہے تھے، ایک آشرم کے سامنے کچھ لوگ بیٹھے تھے، آشرم کے ذمہ دار بھی تھے، ہمیں روک کر بولے، آپ لوگ دھرم کے نام پر جماعت میں نکلے ہو، تو کیا ہم تمہارے بھائی نہیں؟ ہم سے ایسی نفرت کے ساتھ کیوں نگاہ چرا کر جا رہے ہو، ہمیں بھی بتاؤ، میں نے امیر صاحب سے اجازت لی اور سب سے گلے ملا اور بات کی الحمد للہ چاروں لوگوں نے نقد کلمہ پڑھا، اور ہمارے ساتھ گشت کرایا، نماز پڑھی اور پھر بات کے بعد تشکیل ہوئی، چلے کے لئے نام بھی لکھائے اس طرح ایک دو کہیں کہیں کام ہوتا رہا۔

سوال: اس مرتبہ آپ کے امیر کون ہیں؟

جواب: اصل میں مجھ سے معلوم کیا تو میں نے بتایا کہ میں دو چلے لگا چکا ہوں، تو پھر جماعت کا مجھے ہی امیر بنا دیا گیا، جماعت میں الگ الگ جگہ کے لوگ ہیں، میں نے بہت منع بھی کیا، مگر میرے ساتھ بس یہ میرے تینوں ساتھی بھی ہیں جن کا یہ تیسرا چلہ ہے، دو صاحب ہے جن کے چھ سال پہلے چلے لگے تھے، ان ساتھیوں میں کوئی تیار نہیں ہوا، مجبوراً مجھے ہی امیر بنا دیا گیا۔

سوال: آپ کا پہلا نام کیا تھا؟ کیا آپ نے نام جیل میں ہی بدل لیا تھا؟

جواب: میرا نام سکھ رام تھا، ہمارا خاندان برہمن خاندان ہے، وکیل صاحب نے میرا نام

فاروق اعظم رکھا اور مجھ سے کہا تم فاروق اعظمؓ کی طرح اسلام کی مضبوطی اور قوت کے لئے کام کرنا مجھے بھی اچھا لگا اللہ کے لئے کیا مشکل ہے کہ نام کی برکت سے مجھ کمزور کو قوت والا بنا کر اسلام کی تقویت کا ذریعہ بنا دے۔

سوال: آپ رمضان میں اللہ کے راستہ میں ہو گے، آپ ہمارے لئے بھی دعا کیجئے؟

جواب: مولانا احمد صاحب، آپ کے گھر سے جسمانی اور ظاہری تعلق میرا پرانا نہیں، مگر رو ئیں روئیں میں آپ کے گھرانہ سے تعلق ہے، حضرت اور حضرت کے ہر ساتھی بلکہ کتے کا بھی میں اپنے کو احسان مند پاتا ہوں۔

سوال: واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شان ہدایت دیکھنی ہو تو آپ کو دیکھے، کہ اللہ نے گلے میں رسی ڈال کر آپ کو اسلام اور جنت کی راہ پر ڈال دیا۔

جواب: اچھا آپ کو نہیں لگتا، وہ حدیث جب پڑھتا ہوں کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ فر شتے ان کو اللہ کے حکم سے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹتے ہوئے جنت میں داخل کریں گے ، مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے، کہ وہ رسی میرے گلے میں پڑی ہے اور فرشتے مجھ کو گھسیٹتے لے جا رہے ہیں۔

سوال: آپ کا یہ انٹرویو ہمارے اردو میگزین ''ارمغان'' میں چھپے گا، آپ اس کے پڑھنے والوں کو کچھ پیغام دیں گے؟

جواب: میں دو دن کا مسلمان کیا پیغام دے سکتا ہوں، بس میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک مسلمان کی حیثیت روشن چراغ کی ہے جو روشن ہو گا تو روشنی پھیلائے گا جہاں رہے گا روشنی پھیلائے گا اور جس چراغ کی لو سے اس کی لو قریب ہوگی، تو بجھے چراغ کو جلا دے گا، مسلمان جہاں رہے اگر وہ اسلام اور ایمان کا نور وہاں نہیں پھیلا رہا ہے اور دعوت کا کام

نہیں کررہا ہے، اور کفر اور شرک کے اندھیرے دل، ایمان سے منور نہیں ہورہے ہیں تو وہ بجھے چراغ کی طرح ہے، بجھا چراغ چراغ کہلانے کے لائق نہیں، مسلمانوں کو داعی ہونا چاہیئے، جہاں کفر وشرک کے اندھیرے دل ہوں، وہاں ایمان اور اسلام کی دعوت سے انہیں منور کرنا چاہیئے، اور جو مسلمان دعوت کا کام نہیں کررہے ہیں ان بجھے چراغوں کی لو سے اپنے دل کی کوئی لو لگا ان کو روشن کرنا چاہیئے، تاکہ وہ بھی داعی بن جائیں، ایک وکیل صاحب نے جیل میں آکر مجھ بے جان آدمی کے دل کے چراغ کو اپنے چراغ کی لو لگا کر جلایا اور ایمان سے منور کیا اب اگر میں چراغ سے چراغ اور چراغوں سے چراغ، تہاڑ جیل، ناگپور، بریلی، روہتک، اورنگ آباد جیل اور جیل سے رہائی پاکر گھر جاکر کام کرنے والوں کے ذریعہ ہدایت پانے والوں کا حساب لگاؤں تو تعداد ہزار سے بھی زیادہ ہوجائے گی، یہ بات صحیح ہے کہ یہ تعداد ہے ہی کیا، اس سلسلہ میں حضرت کی بات ہی ٹھیک ہے کہ جو لوگ ابھی کفر وشرک پر جہنم کی طرف جارہے ہیں ان کی تعداد ساڑھے چار ارب سے زیادہ ہے، ان کے مقابلے میں جو اسلام کی طرف آرہے ہیں ہرگز قابل ذکر نہیں، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک چراغ سے ایک چراغ جل کر ہی ساڑھے چار ارب کی اندھیریاں دور ہوسکتی ہیں، اس لئے ساری دنیا کے مسلمانوں سے خصوصاً ارمغان پڑھنے والوں سے میری درخواست ہے کہ اگر آپ کے ذریعہ صبح سے شام تک کوئی قریب رہنے والے خونی رشتہ کے بھائی بہن کی کفر وشرک کی اندھیری کم نہیں ہوئی اور آپ اسکو اسلام کے قریب نہ کر سکے، اور ساتھ رہنے والے مسلمان بھائیوں کے دل کی کوئی لو اپنے دل کی لگا کر آپ نے اس کے اندر کچھ دعوتی جذبہ اور جوت نہیں جلائی تو پھر آپ زندہ مومن نہیں بلکہ بجھے چراغ ہیں، جو حقیقت میں چراغ کہلائے جانے کے لائق نہیں۔ دوسری درخواست یہ ہیں کہ

رمضان کا مبارک مہینہ آرہا ہے، اللہ کی خاص عطا کا مہینہ ہے ہمیں وفادار بندوں کی طرح اس ماہ کا استقبال کرنا چاہئے اور ہدی للناس قرآن مجید کے اس جشن شاہی میں اس بار اپنے اللہ سے پوری دنیا کے لوگوں کی ہدایت مانگنی چاہئے، میں نے تو پچھلے دوسالوں میں تجربہ کیا ،میں نے جن جن لوگوں کا نام لے کر پچھلے دونوں رمضان میں ہدایت کی دعا مانگی میرے اللہ نے میری درخواست قبول کرلی،اور پھر دعوت دینے میں بالکل بھی مشکل نہیں آئی۔

سوال: ماشاءاللہ، آپ کو اللہ کی ذات پر یقین میں صحابہ کے ایمان کا حصہ مل گیا ہے؟

جواب: اتنی بڑی بات کہاں کہہ رہے ہیں؟ ہم تو صحابہ کے پاؤں کی خاک بھی نہیں، ہاں مگر ان کو اپنا بڑا کہنے پر فخر ہے،اور ہم ان کا عقیدت سے نام لینے والے ضرور ہیں۔

سوال: جزاکم اللہ، بہت بہت شکریہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: شکریہ تو آپ کا کہ آپ نے مجھے اس سعادت میں شریک کرلیا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اگست ۲۰۱۲ء

۱۱۵

حضرت ابراہیمؑ کے واقعہ نے اسلام اور توحید سمجھایا

نور الاسلام ﴿پریم انکسو شیکھر ادھیکاری﴾ سے ایک ملاقات

اقتباس

حضرت مولانا کے حکم سے خونی رشتہ کے بھائیوں میں کام شروع کر دیا ہے ان کے پاس جانا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جس مذہب کو مانتے ہیں، اس سے وہ کچھ بھی واقف نہیں ایسے خالی الذہن لوگوں کو صحیح مذہب سمجھانا بہت آسان ہے اگر اس پر ہر مسلمان عمل کر کے ان کو دعوت دیں تو دن دور نہیں کہ قوموں کی قومیں اسلام میں داخل ہو سکتی ہیں، مگر ہم سنجیدگی سے کوشش نہیں کرتے، کبھی کبھی دل بہت تڑپتا ہے کہ کیسے ان لوگوں تک دین پہنچایا جائے، ان تک دین نہ پہنچنے کی وجہ سے کتنے لوگ روزانہ دوزخ کا ایندھن بن جاتے ہیں، کبھی کبھی اس خیال سے دعوت دیتے ہوئے بے اختیار ہو جاتا ہوں، اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتا ہوں۔

۱۲ر دسمبر ۱۹۵۸ء میں مغربی بنگال کے ایک نہایت متشدد مذہبی ہندو ویشنو خاندان میں پیدا ہوا ہمارا خاندان ایک پڑھا لکھا خاندان ہے، اس خاندان میں مسلمانوں کے تعلق سے چھوت چھات کا عالم یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان گھر میں داخل

ہو جائے تو گوبر کے پانی سے گھر کو پاک کیا جاتا ہے، باپ دادا نے میرا نام پریم انکسو شیکھر ادھیکاری رکھا تھا، بچپن سے میرا عجیب حال تھا خاندانی ماحول کے اثر سے مسلمانوں سے بہت زیادہ نفرت تھی، کوئی مسلمان بچہ اگر ہمارے گھر کے پاس ہوتا یا کھیلتا ملتا تو ڈانٹ کر بھگا دیتا ان سے نفرت کرتا اور ان کو پاپی سمجھتا (بطور خاص میرے ذہین میں مسلمانوں کی گائے کشی کی نفرت بیٹھی ہوئی تھی) یہ چیزیں میرے دل میں بسی ہوئی تھیں۔

جہاں پر ہندوؤں کا محلہ ختم ہوتا ہے وہیں ہمارا گھر تھا، اور وہیں ایک پرائمری اسکول اور ایک مسجد تھی، اور پھر مسلمانوں کا محلہ شروع ہو جاتا تھا، یوں تو ہمارے گھر میں مندر تھا اس میں روزانہ پوجا وغیرہ ہوتی تھی، لیکن کسی خاص تہوار کے موقع پر باقاعدہ منڈپ باندھا جاتا تھا، اور دھوم دھام سے پوجا ہوتی تھی، چونکہ مسلمانوں کا محلہ بالکل ہمارے مکان سے قریب تھا، انکے چھوٹے چھوٹے بچے منڈپ میں مورتی دیکھنے آتے تھے، اس وقت میں ان کو جھڑک دیتا اور یہ کہہ کر بھگا دیتا تھا کہ تم لوگ گندے ہو، خراب اور اچھوت ہو، اس وقت میری عمر سات آٹھ سال کی تھی، جب میں چوتھی کلاس میں پڑھتا تھا اس وقت میری عمر نو سال کی تھی، ایک دن ہمارے پڑوس میں رہنے والا ایک مسلمان لڑکا جس کی عمر تقریباً ۱۴؍ سال تھی اور جس کا پورا گھرانہ پڑھا لکھا تھا، اس خاندان کے لوگ اونچے اونچے سرکاری عہدوں پر فائز تھے، ایک دن شام کے وقت اسکول کے صحن میں بیٹھ کر اسلام کی تعریفیں کرنے لگا اس نے کہا کہ تمہاری ۳۶۰؍ مورتیاں ہمارے کعبہ میں رکھی ہوئی تھیں، میں سوچ میں پڑ گیا کہ ہماری دیوی دیوتا تمہارے کعبہ میں، پھر اس نے حضرت ابراہیمؑ کا قصہ سنایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے سورج

کو چاند کو ستاروں کو خدا تسلیم کیا، پھر ان کے طلوع اور غروب کو دیکھ کر ان کی خدائی کا انکار کر دیا، کہ یہ خود مختار نہیں ہیں، ان کا بھی کوئی مالک ہے، اور والد کے ساتھ میلے میں جانے سے انکار، پھر بتوں کو توڑ کر کلہاڑی بڑے بت کے گلے میں ڈالنے، پھر نمرود بادشاہ نے حضرت (ابراہیمؑ) کے ساتھ جو کچھ کیا، پورا واقعہ تفصیل سے سنایا، اس واقعہ سے میرے دل پر بہت زیادہ اثر ہوا جس کو میں بیان نہیں کر سکتا، اور دل اندر سے کہنے لگا کہ بات تو صحیح لگ رہی ہے کہ یہ کیسا بھگوان ہے جو دوسروں کو تو بچانا بہت دور کی بات ہے اپنے آپ کو نہیں بچا سکا، اور ایک عجیب سا ڈر لگنے لگا۔

مغرب کے بعد جب ہوم ورک کرنے بیٹھا تو دل ہی نہیں لگ رہا تھا، فلم کی طرح دماغ میں یہ باتیں گردش کر رہی تھیں، اب مجھے احساس ہونے لگا کہ مسجد میں جو اذان ہوتی ہے اور اس میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے، اللہ اکبر کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کوئی ہستی ہے، جو بہت طاقت والی ہے، دوسرے دن شام کو پھر ان سے ملاقات ہوئی اور میں نے عاجزی سے کہا کہ نذر الاسلام بھائی آج بھی کچھ سناؤ نا، انہوں نے پھر حضرت ابراہیمؑ کی اہلیہ محترمہ حضرت ہاجرہ اور بیٹے حضرت اسماعیلؑ کا پورا واقعہ سنایا، یہ سن کر دل میں آیا کہ اللہ میاں اپنے بندے کا امتحان لیتے ہیں اور بے پناہ محبت بھی کرتے ہیں، انہوں نے پھر بتایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مرنے کے بعد جنت (سورگ) دے گا، اور جو بے ایمان ہوں گے ان اس کو دوزخ (نرخ) میں ڈالا جائے گا، دوزخ میں آگ اور سڑا ہوا خون اور پیپ ہوگا، سانپ ہوں گے، بچھو ہوں گے، جو ڈستے رہیں گے اتنی تکلیف ہوگی کہ بیان نہیں کر سکتے، وہاں کوئی بچانے نہیں آئے گا تو تو ہندو ہے، اگر ایمان نہیں لایا تو تجھے بھی دوزخ میں ڈالدیں گے، اور تم لوگوں کے بھگوان تم کو کیا بچائے گے

بھگوان کو بھی تمہارے ساتھ دوزخ میں ڈالیں گے اور پھر ایمان کا مطلب بھی بتایا کہ اللہ کو دل سے ایک مان لینا اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مان لینا، ایمان کہلاتا ہے اور جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کا یہ کلمہ پڑھ لیتا ہے وہ مسلمان کہلاتا ہے، لیکن تیرا مسلمان ہونا بہت ہی مشکل ہے، تیرے خاندان والے تجھے مار ڈالے گے، اور یہ بھی بتایا کہ مرنے کے بعد قبر میں تین سوال ہوں گے (۱) من ربک (۲) ما دینک (۳) ما تقول فی ھذا الرجل، جو ایمان والا ہوگا وہ تو آسانی سے جواب دے سکے گا اور جو ایمان والا نہیں ہوگا وہ جواب نہیں دے سکے گا، ہر سوال کے جواب میں ہائے ہائے میں نہیں جانتا ہی کہتا جائے گا، پھر ان کو مار پڑے گی اور پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، مجھے ڈر لگنے لگا، اور فکر ہوگئی کیا کروں، پھر میں نے دل دل میں ٹھان لیا کہ کچھ بھی کرنا پڑے، ان تینوں سوالوں کے جواب خوب یاد کرلوں گا اور جب مرنے کے بعد مجھ سے پوچھا جائے گا تو اس وقت میں بتادوں گا، پھر میں جوابوں کو خوب یاد کرنے لگا۔

میں نے نذر الاسلام سے کہا بھائی مجھے وہ کلمہ یاد کرادو مجھے کلمہ یاد کرادیا، میں اس کو روزانہ پڑھا کرتا، اس سال پرائمری کا کورس پورا ہوتو گھر سے ایک کلومیٹر دور ہائی اسکول میں پانچویں کلاس میں ایڈمیشن لیا، اس میں نذر الاسلام بھائی پہلے سے پڑھتے تھے، اب تو ان کے ساتھ ہی آنا جانا شروع ہوگیا، اور وہ راستہ بھر کلمے اور درود شریف وغیرہ یاد کراتے جاتے اور بتاتے جاتے کہ کوئی مصیبت آئے تو درود شریف پڑھنا مصیبت دور ہو جائے گی میری کلاس میں اور بھی کئی ساتھی مسلمان تھے، وہ بھی دین کی باتیں بتاتے رہتے تھے، مجھے بہت اچھا لگتا تھا، افسوس یہ کہ نذر الاسلام بھائی پہلے سے اس اسکول میں پڑھتے تھے، اور میرا پہلا سال تھا، انہوں نے آٹھویں تک اسکول پڑھ کر

اسکول چھوڑ دیا، تصویر سازی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کلکتہ چلے گئے، ہم آٹھویں تک پہنچے کہ والد صاحب نے اس اسکول سے اٹھا کر ایک خالص ہندو اسکول میں ایڈ میشن کرا دیا، اب کیا تھا جو مسلمان ساتھی تھے ان سے دوری ہوگئی، اور اسلام سے جو لگا ؤ تھا وہ بھی آہستہ آہستہ دور ہونے لگا، ایک دن گھر کے پاس دھوم دھام سے سرسوتی کی پوجا ہو رہی تھی، میں مورتی کے سامنے کھڑا ہو کر درشن کر رہا تھا، اچانک میرے بازو میں نذر الاسلام بھائی کے چچازاد بھائی آکر کھڑے ہوگئے اور آہستہ سے کان میں آکر کہنے لگے کہ جس کو تم پوج رہے ہو اس کو تو تمہیں لوگوں نے بنایا ہے، دیکھو آنکھ بنائی ہے، جس سے وہ دیکھ نہیں سکتی، ہاتھ بنایا ہے مگر کچھ کر نہیں سکتا، یہاں تک کہ مکھی بھی بدن سے نہیں اڑا سکتی، اور اوپر سے قیمتی کپڑا پہنا کر سجا دیا ہے، اندر سے پول ہی پول ہے، ایسے مٹی کے ڈھیر کے سامنے اپنی اس قیمتی پیشانی کو جھکا دیتے ہو، اور گائے کا پیشاب جو کہ ناپاک (اپوتر) چیز ہے، اس سے پوجا کرتے ہو اور پھر پیتے ہو، کتنی بیوقوفی ہے، سوچو تو سہی کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ پہلے تو ان کی باتیں مجھے بری لگیں، اس لئے کہ اسکول کے ساتھی سبھی چھوٹ گئے تھے، ایمان کے اوپر پردہ پڑھ گیا تھا، جاتے جاتے کہا کہ اس پر غور کرنا اور سوچنا۔

بعد میں اللہ نے سوچنے کی توفیق عطا فرمائی کہ جو بات یہ کہہ رہے ہیں وہ ہے تو بالکل صحیح پھر پھر ہم کیوں جھوٹے دیوتاؤں کی پوجا کریں؟ اور اپنے آپ کو نرک (دوزخ) میں جھونک دیں، اس وقت میری عمر ۱۶/سال کی تھی، اب فکر ہوگئی کہ ہندو دھرم کو کس طرح چھوڑوں؟ اور اسلام کو کیسے اپناؤں؟ اور پھر کہا جاؤں؟ میرے تمام رشتہ دار مجھے بہت چاہتے تھے، یہاں تک کہ مسلمان محلہ والے بھی بہت چاہتے تھے، اب تو مسلمانوں

کے گھروں میں میرا آنا جانا شروع ہوگیا، ان لوگوں سے جتنی نفرت تھی اتنی ہی محبت ہوگئی مسلمانوں میں کئی دوست بن گئے، ان کی مائیں مجھے اسلام کے بارے میں بہت کچھ بتا تی تھیں، اور مجھے بہت ہی اچھا لگتا تھا، مسجد سے اذان کی آواز آتی تھی تو بہت اچھا لگتا تھا، اور میں دھیمی آواز سے اذان کو دہراتا تھا، ایک دن اذان کا ترجمہ بھی سیکھ لیا، اب مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ سامنے موجود ہیں، میں ان کو دیکھ رہا ہوں، اور وہ مجھے دیکھ رہے ہیں، دل میں اتنا سکون ملتا تھا کہ میں بتا نہیں سکتا، لیکن ایک مستقل الجھن رہتی تھی کہ میں، اپنے خاندان کو، اپنے چچا، پھوپھی، دادا، نانا، ماموں اور کئی رشتہ دار جو بہت چاہتے تھے، پیار کرتے تھے، ان کو کس طرح چھوڑوں مجھے بہت ہی مشکل معلوم ہونے لگا اور مایوس ہونے لگا، اور دل میں سوچنے لگا کہ اب تو نرک (دوزخ) میں جانا یقینی ہوگیا ہے، مرتے ہی اللہ میاں مجھے نرک میں ڈالیں گے،

ہمارے گھر کے پیچھے سے ریل کی لائن بچھائی جا رہی تھی، اس وقت پورے دن میں ایک دو گاڑی چلتی تھی، اسکول جانے کا یہ بھی ایک راستہ تھا، گرمی کا موسم تھا، ریل کی پٹری بے حد گرم ہو جاتی تھی، میں نے سوچا کہ مجھے ننگے پاؤں اس پٹری پر چل کے اسکول جانا چاہئے تا کہ گرمی سہنے کی عادت پڑ جائے، جس سے نرک کی آگ کو برداشت کرنے کی کچھ تو ہمت ہو، چنانچہ میں گھر سے ننگے پاؤں نکلتا تھا، کئی مسلمان ساتھی بھی ساتھ میں جاتے تھے، جو دوسرے اسکول میں پڑھتے تھے، کہتے کہ جوتا پہن کر کیوں نہیں آتا؟ اور پھر ننگے پاؤں گرم گرم پٹری پر چل رہا ہے، کیا تمہارا پاؤں جلتا نہیں؟ میں صرف اتنا کہہ دیتا کہ مجھے اچھا لگتا ہے، اب تو روزانہ ننگے پاؤں پٹری پر چل کر اسکول جانے لگا، مسلمان ساتھیوں نے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا؟ ایک تو ننگے پاؤں اور پھر پٹری گرم؟ کیوں

اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال رہا ہے؟ میں نے دکھ بھری آواز میں کہا، بھائی تم لوگ مرنے کے بعد سورگ میں چلے جاؤ گے، مجھے تو نرک میں جانا پڑے گا، تو ابھی سے پریکٹس کر رہا ہوں، تکلیف میں کچھ کمی محسوس ہو، (یہ تو بندہ کی ایک سوچ تھی ورنہ جہنم کی آگ کی شدت کا تو کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا)۔ پھر مجھے اسلام سے لگاؤ ہونے لگا، اسکول میں خاموش رہنے لگا گھر کے پاس اسکول کے میدان میں مسلمانوں کا کبھی کبھی پروگرام ہوتا تھا، پروگرام میں بڑے بڑے مولانا آتے تھے، کھیلنے کے بہانے سے میں جا کر کام میں مدد کر دیتا، اس سے میرے دل میں ایک سکون سا محسوس ہوتا، چچا وغیرہ ان حضرات کا بہت مذاق اڑاتے تھے، مجھے اچھا نہیں لگتا تھا، اور چپکے چپکے ان حضرات کا بیان سنتا تھا،

Secondry Education کے امتحان میں اب صرف دو ڈھائی ماہ باقی تھے، نصاب اتنا ہارڈ (مشکل) تھا کہ میں تو درود شریف ہی پڑھنے لگتا، اسکول میں سرسوتی پوجا ہو رہی تھی، ہمارے سر نے ہماری پوری جماعت سے کہا کہ "پشپا نجلی" کے بعد سب پاس ہونے کی پراتھنا کرنا کہ علم کی دیوی ہم سب کو اچھے نمبرات سے پاس کرا دے، سب ہاتھ جوڑ کر کامیابی کی پراتھنا کر رہے تھے، میں نے بھی ظاہراً ہاتھ جوڑ کر پراتھنا کی، تاکہ کسی کو میرے حال پر شک نہ ہو، میں نے کہا اے مورتی اگر تیرے اندر شکتی ہے (طاقت) ہے اور تو سچی ہے تو مجھے فیل کر دے اور بھی بہت کچھ بولتا رہا جو سب مجھے یاد نہیں ادھر آ کر تنہائی میں دعا مانگتا "اے میرے اللہ! تجھے میں نے اپنا معبود مان لیا اور تجھے سچا جانا ہے، تو مجھے پاس کرا دے، ورنہ وہ بت کہیں سچ نہ ہو جائے اور میرا ایمان نہ ڈگمگا جائے، دیکھتے دیکھتے بورڈ کا امتحان آ کر ختم بھی ہو گیا، رزلٹ آنے میں دو تین ماہ باقی تھے، اس موقع پر میں نے مسلمان غریب بچوں کو ٹیوشن پڑھانا شروع کر دیا تھا

تاکہ اپنے اخراجات کا انتظام ہوجائے۔

والد صاحب زیورات بناتے تھے، ان کی ایک دوکان تھی، اسی کے ساتھ ساتھ وہ ایک اچھے مغنی بھی تھے، انہوں نے ہم بھائی بہنوں کو گانا سکھانے کے لئے ایک ماسٹر مقرر کر دیا اور کہا کہ تم لوگ بھی گانا بجانا سیکھو، اور فلم وغیرہ دیکھنے کیلئے والد صاحب خود پیسے دیتے تھے، میں جن لوگوں کے گھر ٹیوشن پڑھانے جاتا تھا ان لوگوں سے میرا اتنا تعلق ہوگیا تھا کہ وہ مجھ سے بے تکلف ہوگئے، اور اسلام کے بارے میں روزانہ کچھ نہ کچھ باتیں ضرور ہوتی تھیں، کیا بتاؤں مجھے تو اب اسلام کے سچا ہونے میں اور صحیح دھرم ہونے میں رتی بھر بھی شک نہیں رہا، اور ہندو دھرم سو فیصد من گھڑت، خیالی اور بے بنیاد دھرم معلوم ہونے لگا، سراسر اندھے عقائد میں جکڑا ہوا محسوس ہونے لگا، گھر میں فلمی کتابیں تھیں، اس کے اندر دینی کتابوں کو چھپا کر پڑھتا تھا، تاکہ کوئی اچانک دیکھے تو یہ سمجھے کہ یہ تو فلمی کتاب پڑھ رہا ہے، اور فلم دیکھنے کا بہانہ کر کے دینی پروگراموں میں چھپ چھپ کر کر چلا جاتا، اسی طرح کسی مدرسہ میں چلا جاتا، ایک دن منصور بھائی نام کے ایک ساتھی کہنے لگے کہ میں تمہارے گھر کے پاس سے جب گذرتا ہوں تو سنگیت اور گانے کی آواز آتی ہے،، ایسا لگتا ہے جیسے کوئی گانا بجانا سیکھ رہا ہے، میں نے کہا کہ ہاں! ہم بھائی بہن سیکھتے ہیں، انہوں نے کہا تم تو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو مانتے ہو اور اسلام گانا بجانا حرام (سخت منع) ہے، میں نے کہا اچھا بھائی مجھے معلوم نہیں تھا ٹھیک ہے آج سے گانا بجانا بند، دوسرے دن ماسٹر صاحب آ کر بلانے لگے تو میں نے صاف انکار کر دیا کہ میرا دل نہیں چاہتا، اب سے گانا سیکھنے نہیں آؤں گا، اسی ساتھی نے مجھے ایک دن آتے دیکھا تو پوچھا کہاں گئے تھے، میں نے کہا "سینما" دیکھنے گیا تھا، انہوں نے کہا کہ میرے بھائی

اسلام میں سینما دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے، میں نے کہا کہ آج سے وہ بھی بند، اس طریقہ سے بہت سے گناہوں سے میرے اللہ نے مجھے بچایا چونکہ ابھی تو ہماری چھٹی چل رہی تھی، تو میں مولانا صاحب سے ملنے کے لئے اکثر گھر کے پاس مسجد میں چلا جاتا تھا، اور دین کی باتیں سنتا تھا، اور معلوم بھی کرتا تھا۔

جیسے جیسے وقت گذرتا گیا گھر میں گھٹن محسوس ہونے لگی، چاروں طرف ناپا کی وجہ سے پریشان رہنے لگا، سب سے زیادہ مصیبت یہ تھی کہ گھر میں آئے دن پوجا ہوتی رہتی تھی، مورتیوں کو سجدہ کرنا پڑتا تھا، پروہت اور گھر کے ہر بڑے کو بھی، پھر پرساد کھانا اور ایک گندی چیز جس کو گنگا جل کہتے ہیں اس کو تو وہیں پینا پڑتا تھا، اور اس وقت چھپ بھی نہیں سکتا تھا، حاضر رہنا پڑتا تھا ورنہ شور مچ جاتا تھا، جہاں تک ہو سکتا تھا اس کوشش میں رہتا تھا کہ نظر بچا کر پھینک دوں، مورتیوں کے بارے میں طرح طرح کے اعتراضات دل میں پیدا ہوتے تو کبھی دادا سے پوچھتا، چاچی سے پوچھتا اور گھر میں اکثر پنڈت جی آتے تھے ان سے بھی طرح طرح کے سوالات کرتا تھا، امی ہم کو ڈانتی تھیں، یہ کیا بڑوں سے اس طرح کا سوال؟ لیکن ان پنڈتوں کا جواب گلے سے نہیں اترتا تھا، چچی تو جھنجھلا کر کہہ دیتی کہ ابھی تو چھوٹا ہے، یہ سب باتیں تیری سمجھ میں نہیں آئے گی، اور رشتہ داروں کے گھر اس وجہ سے جانا چھوڑ دیا تھا کہ عمر میں جو بڑے ہیں ان سب کو سجدہ کرنا پڑتا تھا، اس تبدیلی کی وجہ سے گھر والوں کا دھیان میری طرف مرکوز ہو گیا، مجھے شک کی نظر سے دیکھنے لگے، ایک دن رات کو جب سب بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے، چھوٹی پھوپھی بھی آئی ہوئی تھیں، نہ جانے گھر میں میرے بارے میں کیا باتیں ہوئی، یکا یک غصہ ہو گئیں اور کہنے لگے اس کو سب مل کر مارو، اور ڈانٹنے لگیں، میں چپ چاپ سر جھکا کر کھانا کھا کر

اٹھ گیا، ایک دن دوپہر کو گھر کی دوسری منزل پر برآمدہ میں سوگیا، ایک خواب دیکھا کہ میں مرگیا ہوں، مجھے جلانے کے لئے شمشان لے گئے، چتا سجائی گئی، مجھے اس پر لٹادیا اور پھر اوپر سے میرے اوپر لکڑیاں رکھ دی گئیں، جو مجھے چبھنے لگیں، چھ سات آدمی بہت ہی ڈراونے، بدصورت کالے کالوٹے آنکھیں سفید لگ رہی تھیں، سر پر سفید کپڑا پگڑی کی طرح لپٹا ہوا تھا، سفید دھوتی جو گھٹنوں تک پہن رکھی تھی پورا بدن ایک دم کالا، اتنا کالا کہ آج تک میں نے ایسا کالا نہیں دیکھا، کالے رنگ کی وجہ سے سفید آنکھ بھی ڈراونی لگ رہی تھی، سب کے ہاتوں میں ایک ایک لاٹھی تھی، انہوں نے چیتا کے اوپر اور چاروں طرف ''کیروسین'' ڈال دیا، ایک آدمی نے آکر اس میں آگ لگادی، کیروسین کی وجہ سے چیتا میں یکا یک آگ لگ گئی، میں چیتا لیٹے لیٹے دیکھ رہا تھا کہ آسمان بالکل صاف ہے، سورج آسمان پر آب وتاب سے کرنیں بکھیر رہا تھا، تھوڑے فاصلے پر ہمارے دوست منصور اور عبدالخالق ایک چھوٹے سے کھجور کے درخت کی آڑ میں بیٹھ کر افسوس کر رہے ہیں، کہ ہائے اس کو جلا رہے ہیں، حالانکہ وہ تو مسلمان ہوگیا ہے اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ سورج غائب ہوگیا ہے، آن کی آن میں کالے بادل چھا گئے، فوراً ہی تیز آندھی اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی، وہ کالے کالے چھ سات لوگ تھے سب کچھ چھوڑ کر بھاگ گئے، ان کا بھاگنا تھا کہ طوفانی ہوا بارش ایک دم سے رک گئی، اسی وقت سورج بھی آسمان پر نمودار ہوگیا، یہ دونوں ساتھی دوڑتے ہوئے چتا کے پاس آئے اور لکڑی ہٹا کر مجھے باہر نکالا، اور منہ پر پانی کا چھڑکاؤ کیا، میں نے آنکھ کھول دی، میں نے دیکھا کہ میرا پورا بدن گورا ہوگیا، اور کہیں کہیں آگ لگنے کی وجہ سے کالے کالے داغ پڑگئے، وہ ساتھی مجھے اپنے گھر لے گئے، اور مجھے کھانا پیش کیا، کھانے کا لقمہ منہ میں رکھا

ہی تھا آنکھ کھل گئی اور میں ڈر کے مارے دوڑتے ہوئے نیچے آ گیا، میرا برا حال تھا لیکن کسی کو کچھ نہیں کہہ سکا، اب تو میں اللہ کو یاد کر کے تنہائی میں روتا تھا کمرہ بند کر کے نماز پڑھنے کی کوشش کرتا لیکن سوائے اوٹک بیٹھک کے کچھ نہیں کر سکتا تھا، ایک دن میری بہن نے کسی طرح دیکھ لیا کہ میں بند کمرے میں قبلہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر نماز میں مشغول ہوں، دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے فوراً دروازہ کھول دیا، بہن کہنے لگی کیا نماز پڑھی جا رہی تھی؟ میں نے کہا ورزش کر رہا ہوں اس لئے کہ وہ میرے ورزش کا وقت بھی تھا، اس نے جا کر والد صاحب سے شکایت کر دی، میں نے کہا میں ورزش کر رہا تھا، اس کو ایسا لگا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں، والد صاحب کو میرے ورزش کے بارے میں معلوم تھا، اس لئے مجھے کچھ نہیں کہا، رمضان کا مہینہ چل رہا تھا، روزہ رکھنے کو جی بہت چاہتا تھا، بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا چاہا لیکن امی ناشتہ کے لئے کہتی تھیں، میں نے کہا میرا ناشتہ ڈھک کر رکھ دیجئے بعد میں کھا لوں گا، کوئی سائل آتا تو چپکے سے ناشتہ دیدیتا تاکہ یہ سمجھیں کہ میں نے ناشتہ کر لیا، لیکن دوپہر تک ہی روزہ کی حالت میں رہ سکتا تھا، اس لئے کہ دوپہر کو سب کے ساتھ کھانا پڑتا تھا، مجھے اسلام کے بارے میں کافی معلومات ہو چکی تھیں، گھر کے لوگ والد صاحب اور دادا سے شک کا اظہار کرتے تو محبت کی وجہ سے میری کسی بات پر کان نہیں دھرتے تھے، ایک دن مصطفیٰ نام کے اسکول کے ایک ساتھی (جس کے گھر میرے چچا ٹیوشن پڑھانے جاتے تھے) کہنے لگے تو کیا چاہتا ہے، تجھے مرنا ہے یا جینا؟ میں نے تعجب سے پوچھا کیوں کیا بات ہے؟ اس نے کہا تیرے بارے میں تیرے چچا کا ارادہ خطرناک ہے، جو کرنا ہے بہت ہی جلدی فیصلہ کر ڈال، یہ سن کر فکر ہوئی، کیا کروں؟ اللہ نے ایک بہترین ترکیب دماغ میں ڈالی، ایک ڈرامائی انداز اختیار کیا

رات کو گھر کے سبھی لوگ ایک ساتھ بیٹھے تھے، چھوٹے دادا کے پاس گیا جو ہندو مذہب کے بہت ہی پابند تھے، میں نے کہا کہ دادا چلئے مایا پور چلیں (ایک بہت مشہور جگہ جہاں پر ''شری چیتنے'' کا بہت بڑا مندر ہے) بھگوان ''شری چیتنے'' جی کے درشن کر کے آتے ہیں، یہ کہہ کر بھگوان کی کئی کتابیں گھر میں رکھی تھیں، زور زور سے پڑھنے لگا، اور ساتھ ہی ساتھ یہ کہتا جاتا آہا بھگوان کی وانی تو دیکھئے کتنی اچھی بات کہی ہے وغیرہ وغیرہ، ایک ہفتہ تو ایسا ہی ڈراما کرتا رہا، اور گھر والوں کو اب یقین ہو گیا کہ اب اس نے پرانی باتیں چھوڑ دی ہے، اور اب یہ ہندو مذہب کو ماننے لگا ہے، نگرانی بھی کم ہو گئی، ایک مسلم ساتھی نے کہا کہ اگر تمہارا ایفی ڈیوٹ بن جائے تو قانونی اعتبار سے تم محفوظ ہو جاؤ گے، یہ کہہ کر وہ خود ہی ڈسٹرکٹ قاضی کے پاس گیا سارے حالات بیان کئے قاضی صاحب نے کہا ابھی عمر اٹھارہ سال ہے بائیس سال کی عمر ہوگی تو ہم ایفی ڈیوٹ دے سکتے ہیں، ہم کو بہت مایوسی چھا گئی، پھر ایک مدرسہ کے مہتمم صاحب جو بڑے بااثر تھے، ان کو بھی یہ تمام باتیں بتا کر مشورہ لینا چاہا، انہوں نے خاندان کا نام سنتے ہی فرمایا کہ وہ خاندان بہت ہی کٹر ہے، وہ کسی کو نہیں چھوڑے گا، جاؤ ابھی تم چلے جاؤ، جب بائیس سال کی عمر ہوگی تو ایفی ڈیوٹ بنا لینا، اور آج سے تمہارا نام نور الاسلام رکھتا ہوں، وہاں سے بھی مایوس واپس ہونا پڑا اب تو گھر والوں نے نگرانی کم کر دی تھی، پھر بھی سینما کا بہانہ کرنا پڑتا، میرے مسلمان ہونے کا پکا ارادہ دیکھ کر ایک ایک ساتھی نے مجھے ملنا چھوڑ دیا، یہ کہہ کر کہ تمہارے خاندان کے لوگ ہم لوگوں کو نہیں چھوڑیں گے، ایک دن دکھے دل کے ساتھ گاؤں کی مسجد کے امام صاحب کے پاس جا کر کہا کہ امام صاحب کیا کروں، اب تو کفر اور ناپاکی سے نکلنا چاہتا ہوں، کچھ تو مشورہ دیجئے، چار سال تک تو گھر میں اس طرح رہ نہیں سکتا، کہیں ایسا نہ ہو کہ

شیطان میرے اس ایمان پر حملہ کر دے اور مجھے پھر کفر میں زندگی گذارنی پڑے اور میں پھر ہندو ہو جاؤں، انہوں نے کہا کہ دیکھو تم فلاں بازار میں چلے جاؤں، اور وہاں تیسری منزل پر ایک مسلمان کی دوکان ہے، وہاں پر عبدالرزاق رتھ نام کے ایک نو مسلم آتے ہیں جاؤ انہیں سے مشورہ کرلو، وہ تم کو صحیح راستہ دکھائیں گے۔

مقررہ وقت پر اس دوکان پر پہنچ گیا، اس دوکان پر ایک نوجوان مسلمان کام کرتا تھا، جو مجھے پہچانتا تھا، پوچھا کیا کام ہے؟ میں نے پوچھا عبدالرزاق رتھ یہیں پر آتے ہے؟ میں نے کہا مجھے ملنا ہے، اس جوان نے اندر جا کر سیٹھ کے کان میں کچھ کہا سیٹھ نے اندر بلا لیا، ماشاءاللہ نورانی چہرا، سفید داڑھی، سنتی لباس، پوچھا بھائی عبدالرزاق سے آپ کو کیا کام ہے، میں ادھر اودھر دیکھنے لگا، پھر آہستہ سے کہا مجھے مسلمان ہونا ہے سیٹھ صاحب میرا ہاتھ پکڑ کر اندر آفس میں لے گئے، اور پھر رونے لگے، میرے بھائی تو نے اسلام میں ایسا کیا دیکھ لیا، اس کچی عمر میں گھر بار رشتہ داروں کو چھوڑنے کا بھی فیصلہ کر لیا، پھر روتے روتے مجھے سینے سے لگا لیا، پھر اس جوان سے کہا تو دوکان کے گیٹ پر کھڑا ہو جا تا کہ ادھر کوئی گاہک یا کوئی دوسرا شخص نہ آسکے، اور اپنے داماد اور ایک دو رشتہ داروں کو بلا لیا، پھر عبدالرزاق رتھ صاحب بھی آگئے، جن کا پہلا نام مدن موہن رتھ تھا، سب کچھ سننے کے بعد کہا کہ تم گھر چلے جاؤ، تمہارا کام نہیں ابھی تم چھوٹے ہو، تم ایک تھپڑ کے بھی نہیں ہو، یہ کہہ کر اپنا ہاتھ دکھایا، جس کو تھانے میں داروغہ نے بلیڈ سے چیر ڈالا تھا، پاؤں دکھایا جہاں پر کیل ٹھوکی تھی، پھر کہا پیٹھ پر بھی بڑے بڑے داغ پڑے ہیں، لیکن اللہ کے فضل سے یہ سب دیکھ کر مجھے ذرا بھی ڈر نہیں لگا، نہ اپنے ارادے سے ہٹا، سب نے مل کر مشورہ کیا کہ ان کا کچھ ایسا انتظام کیا جائے کہ یہ ان کے خاندان والوں کے ہاتھ نہ

لگے، آخر یہ بات طے ہوئی کہ ابھی عمر کم ہے ۱۴ رسال کچھ بھی کر کے ان کو ایسی جگہ چھپا کر رکھو جہاں ان کے خاندان والے نہ پہونچ سکیں ،عبدالرزاق صاحب نے سب کے سامنے وعدہ کر لیا کہ ہم ان کو کلکتہ مٹیا برج میں ایک با اثر آدمی کے وہاں چھوڑ آتے ہیں ،اور وہیں اسلامی تعلیم بھی حاصل کرتے رہیں گے، دن تاریخ اور جگہ مقرر ہوگئی کہ وہاں سے آپ کو لے کر چلا جاؤنگا، جب مشورہ کر کے ہم نیچے اترے اس وقت بازار میں کافی بھیڑ تھی، معلوم نہیں کس طرح میرے چچا نے مجھے عبدالرزاق کے ساتھ دیکھ لیا، گھر سے جب ہجرت کر کے چلا گیا اور میرے خط سے جب معلوم ہوگیا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اس وقت چچا کو یاد آیا کہ ہم نے عبدالرزاق کے ساتھ بازار میں اس کو دیکھا تھا، تو پھر والد صاحب نے ان کے نام وارنٹ جاری کرا دیا، بیچارہ بھاگا بھاگا اِدھر اُدھر پھرتا رہا ،کسی نے اخبار میں ان کے قتل کی خبر چھاپ دی تھی ،جس سے والد صاحب ڈر گئے ،اور وارنٹ واپس لے لیا، پھر چند دن کے بعد عبدالرزاق صاحب بھی سامنے آگئے ، جو روپوش ہوگئے تھے، میں نے بھی ادھر اپنے اسکول کے ساتھی مدن کے ساتھ تفریح کا پروگرام پہلے ہی سے بنا رکھا تھا، مدن کے پاس جا کر کہا کہ کیا پروگرام پکا ہے؟ اس نے کہا کہ دو تین دن بعد چلیں گے، میں نے کہا کہ میں تو جا رہا ہوں تم لوگ بعد میں آجانا، ان کو یہ بھی سمجھا دیا کہ میرے پتا جی کچھ بھی پوچھیں گے تو کہہ دینا کہ ہم لوگوں کا پروگرام تھا لیکن وہ پہلے چلے گئے، اصل مقصد یہ تھا کہ تلاشی شروع ہونے سے پہلے ہی ہم خطرے کی حد سے دور چلیں جائیں، اس پروگرام کے مطابق میں مدن کا بہانہ کر کے گھر سے نکل گیا۔

عبدالرزاق صاحب پروگرام کے مطابق مقرر جگہ پر نہیں پہنچ سکے، مایوس ہو کر میں اسی دوکان میں پہنچ گیا، ان لوگوں کو بہت ہی افسوس ہوا کہ اگر گھر والوں کو راز بھی ہوا

لگ گئی تو سارا معاملہ دھرا رہ جائے گا، بوڑھے سیٹھ جی جن کو ہم دادا کہہ چکے تھے، بہت ہی افسوس کرتے رہے، پھر ہم کو تسلی دی کہ آٹھ دن کسی طرح سنبھل کر گزار لوں، انشاء اللہ تم کو اپنے بھانجے کے ساتھ سہارنپور بھیج دوں گا، انشاء اللہ وہاں تم کو کوئی تلاش نہیں کر سکے گا، آٹھ دن بعد ۲۲/دسمبر ۱۹۷۷ء کو پھر مدن کا بہانہ بنا کر صبح صبح گھر سے نکل گیا اس وقت عجیب لگ رہا تھا، ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر چیز مجھے الوداع کہہ رہی ہوں، ریلوے اسٹیشن تک پہنچے اللہ نے دو جگہ خوب خوب حفاظت فرمائی، ایک تو جب بس سے جا رہا تھا تو بالکل قریب ہمارے وہ استاذ بیٹھے ہوئے تھے جو ہمیں گانا سکھاتے تھے، لیکن خدا کی قدرت کہ وہ مجھے نہ پہچان نہیں سکے، ورنہ وہ پوچھتے ضرور کہ اس طرف کہاں؟ اس کے بعد بس اڈے سے دادا جی (سیٹھ جی شمس الدین خان صاحب) ساتھ ہو گئے، ان کے ساتھ چل رہا تھا، کہ دور کے رشتہ کے ایک ماموں کے روڈ پر کام چل رہا تھا، وہ ایک دم بیچ روڈ پر تھے، مسلمان کے ساتھ اگر دیکھ لیتے تو بڑی مصیبت کھڑی ہو جاتی، لیکن اللہ نے میری طرف سر اٹھا کر دیکھنے کی نوبت ہی نہیں دی، اللہ کا شکر ادا کرتے کرتے ہم وہاں سے نکل گئے، پھر ہم دادا جی (سیٹھ شمس الدین خان) کے بھانجے کے ساتھ سہارنپور پہنچے، انہوں نے ان کے علاقے کے ایک مولانا صاحب جو اس سال مظاہر علوم میں بخاری شریف پڑھ رہے تھے، ان کے پاس چھوڑ دیا، اور کہا کہ ان کو پڑھانا، انہوں نے مجھے بھائی کی طرح رکھا، گھر اور عزیز و اقارب سے اچانک جدائی کی وجہ سے ان لو گوں کا پیار، محبت بہت ستاتا تھا، اور میں روتا رہتا، کسی کسی وقت تنہائی میں مسجد کے ستون کو پکڑ پکڑ کر روتا تھا اس وقت مولانا صاحب بہت تسلی دیتے تھے اور سمجھاتے تھے کہ اللہ نے تم کو اسلام کی دولت دی، اور تم کو جہنم کی آگ سے بچا لیا، چند دن گزرنے کے بعد

داداجی (سیٹھ شمس الدین خان) کا خط آیا جس میں تاکید تھی کہ بہت سنبھل کر رہنا، مسجد سے باہر مت نکلنا، یہاں پر تمہارے پتاجی نے طوفان برپا کر رکھا ہے، ان کو یقین ہو گیا ہے کہ تم مسلمان ہو گئے ہو، اور تم کو یہاں کے مسلمانوں نے کہیں چھپایا ہے، یہاں پر لوگ چاروں طرف تلاش کرتے پھر رہے ہیں، جن کے اوپر شک جاتا ہے ان کو دھمکی دے رہے ہیں، میں نے داداجی کے پتے پر ایک خط لکھا اور اس لفافے کے اندر پتاجی کے نام ایک خط لکھ کر دوسرے لفافے میں ڈال کر بھیج دیا داداجی کو یہ بھی لکھ دیا کہ دوسرا لفافہ ہاوڑہ اسٹیشن یا دور جہاں آپ کو سہولت ہو پوسٹ کر دیجئے گا، تاکہ اسی جگہ کی ہی مہر لگے، تو پتاجی کو سہارنپور کا پتہ نہیں چل سکے گا، اور پتاجی کو میں نے خط میں لکھا تھا کہ آپ لوگ فکر نہ کریں میں بہت آرام کے ساتھ ہوں اچھا ہوں اور دھارمک جگہ پر ہوں، اتفاق سے خط پر مہر کسی آشرم کے قریب کی جگہ کی تھی، پتاجی نے وہاں کے آشرم کو چھان مارا لیکن کوئی اطلاع نہ مل سکی، پھر چند دنوں بعد اسی طرح ایک خط کے ذریعہ اپنے قبول اسلام کرنے کی اطلاع بھی ان کو کردی، پھر کیا تھا ایک دم آگ بگولا ہو گئے، اور مسلمانوں کو پریشان کرنے لگے، جہاں ان کو شک ہوتا وہاں پولس کے ساتھ لے جا کر چھاپے مارتے، کچھ لوگوں کو پکڑ کر سخت باز پرس کی گئی، چاروں طرف جاسوس لگا دیئے گئے، اور گئی گاڑیاں صبح ڈھونڈنے نکلتیں اور رات کو واپس آتیں، پھر پتاجی نے ریڈیو، اخبار اور ٹی وی میں گمشدگی کا اعلان کروادیا اور انعام بھی مقرر کر دیا۔

کئی بڑے بااثر لوگوں کے ذریعہ چیف منسٹر (C.M) جوتی باسو تک پہنچے اور اغوا کا بہانہ بنا کر پولیس کی مدد کیلئے سفارش نامہ اور دو جاسوس بھی حاصل کر لئے، اور پتا جی نے الگ سے ایک پرائیوٹ جاسوس بھی لگا دیا، پھر کیا تھا جہاں شک پڑتا وہاں فورس

کے ذریعہ چھاپے مارتے، چنانچہ بعض مدرسوں میں بھی چھاپے مارے، پھر دادا جی کا خط آیا کہ بھیا اگر پکڑے گئے تو پھر تمہاری خیر نہیں ہے اور اگر ہم لوگوں کا نام دیکھا ناہے بتا دیا تو پھر ہم لوگ مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ جاسوسوں کو جو فوٹو دیا گیا تھا وہ میرے چھٹی کلاس میں پڑھنے کے زمانے کا تھا، جاسوسوں نے والد صاحب سے کہا کہ اس فوٹو سے پہچاننا بہت ہی مشکل ہے، آپ بھی ہمارے ساتھ رہیں تاکہ دیکھ کر آپ شناخت کرلیں، والد صاحب ان کے ساتھ میرٹھ آئے اور وہیں سے واپس ہو گئے، اللہ تعالی نے کسی کے دل میں سہارنپور کی بات آنے ہی نہیں دی، واپس پہنچنے کے بعد ان کو سہارنپور کا خیال آیا تو والد صاحب حاجی صاحب کو لے کر جن کا لڑکا سہارنپور پڑھتا تھا ،سہارنپور جانیکے لئے تیار ہو گئے یہ بات دادا جی کو معلوم ہو گئی انہوں نے فوراً حاجی صاحب سے ملاقات کی اور ان کو ساری بات بتادی کہ ہم لوگوں نے ہی اس کو سہارنپور بھیجا ہے تم ہرگز نہ جانا، اس لئے حاجی صاحب نے بہانہ کر کے سہارنپور جانے سے انکار کردیا، اس پر والد صاحب نے انکو جیل بھیجوادیا، یہی وجہ ہے کہ آج بھی جب میں حاجی صاحب کا دیکھتا ہوں تو بہت دکھ ہوتا ہے کہ بیچارے میری وجہ سے جیل گئے۔ اس سلسلہ میں مدن کو جو میرے کلاس کے ساتھی تھے، باندھ کر الٹا کر کے بے حد مارا بتاؤ کہاں ہے تمہارا ساتھی؟ اس نے فون پر بتایا کہ بھائی تم تو چلے گئے، مجھ پر اغوا کا شک کر کے مجھے بہت مارا گیا، پھر جیل بھیج دیا گیا، جب تمہارا خط آیا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو تب مجھے جیل سے چھوڑا گیا۔

چار سال سہارنپور کے مختلف مقامات اور گاؤں میں چھپ چھپ کر گزارنا پڑے، ایک دو جگہ سے سی آئی ڈی (C.I.D) کی وجہ سے بھاگنا بھی پڑا، چار سال کے

بعد کلکتہ جا کر ایفی ڈیوٹ بنوالیا، اس کے بعد مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ بھی ہو گیا، اس دوران ہمارے علاقہ کے بعض ساتھیوں سے معلوم ہوتا رہتا کہ امی پاگل جیسی ہو گئی ہیں ، یہ سن کر والدین بہت زیادہ یاد آنے لگے، گھر چھوڑے ہوئے تقریباً ساڑھے پانچ سال ہو چکے تھے، ان دنوں کلکتہ سے ایک جماعت سہارنپور آئی، جماعت کے امیر ہمارے کمرہ کے ایک ساتھی کے والد محترم تھے اور ڈاکٹر بھی تھے، اس نے میری ملاقات اپنے والد سے کرائی، ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ تمہارے علاقہ کے ایک ساتھی جو جماعت میں ہیں، فوڈ کارپریشن آفسر ہیں تم ان سے ملاقات کرلو میں نے ملاقات کی اور ان سے پوچھا کہ فلاں جگہ کے فلاں خاندان کا جو بچہ غائب ہو گیا تھا اس کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہے؟ انہوں نے کہا غائب ہو گیا ہے یہ تو معلوم ہے، لیکن کہاں گیا ہے یہ نہیں معلوم، اس کے گھر والے اس کو تلاش کرتے رہتے ہیں، لیکن آج تک تلاش نہیں کر پائے، میں نے کہا وہ لڑکا یہیں پر ہے، میں اس سے آپ سے ملا سکتا ہوں، لیکن ایک شرط ہے، وہ لڑکا اپنے ماں باپ سے ملنے کے لئے بیتاب ہے، اگر آپ اپنی ذمہ داری میں ملاقات کرا دے تو بتا دوں، افسر نے کہا ٹھیک ہے میں پوری کوشش کروں گا، تو میں نے کہا وہ لڑکا میں ہی ہوں افسر نے مجھے سینے سے لگا لیا اور کہا، انشاء اللہ میں پوری کوشش کروں گا، لیکن جب میں بلاؤں سیدھے میرے گھر پر ہی آنا، اچانک اپنے گھر ہرگز نہ جانا، میں ماحول دیکھ کر خط لکھوں گا۔

شعبان کی چھٹیاں ہونے والی تھی اس دن بہت سے ساتھی گھر جا رہے تھے ، دوپہر کو کھانے بیٹھے ہی تھے کہ ڈاکیہ نے خط دیا، لفافہ کھول کر جب خط نکالا تو میری چیخ نکل گئی کہ میرے ابا نے مجھے خط لکھا، سب ساتھی کھانا چھوڑ کر میرے گرد جمع ہو گئے، تا کہ

خط سنیں، میری آنکھوں میں آنسو آگئے زبان لڑکھڑا رہی تھی، کوشش کے باوجود نہیں پڑھ سکا ایک دوسرے ساتھی نے پڑھ کر سنایا، لکھا تھا:

پیارے بیٹے! معلوم نہیں تم کہاں ہو تمہارے چلے جانے کے بعد تمہارے دادا، نانا، پھوپھی وغیرہ دنیا سے چلے گئے، بلکہ تمہارے دادا تو مرنے سے پہلے یہ کہہ رہے تھے میرے دادو بھائی تم کہاں ہو؟ میرے دادو بھائی تم کہاں چلے گئے ہو؟ اور اس وقت تمہاری اماں موت سے لڑ رہی ہیں ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ ماں کو بہت زیادہ صدمہ ہے لڑکے کو ان سے ملادو تو وہ ٹھیک ہوسکتی ہیں ہم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم ایک بار اپنی ماں کو اپنا منہ دیکھا کر چلے جاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے بدن پر ایک کانٹا بھی نہیں چبھنے نہیں دوں گا، دیکھوں بیٹا! اولاد کی محبت کیا چیز ہے تمہیں اس وقت معلوم ہوگی جب تمہاری اولاد ہوگی۔

خط سن کر کمرہ کے ساتھیوں کے آنکھوں میں آنسو آگئے، اس کے بعد اسی لفافے سے دوسرا خط نکالا جو افسر صاحب نے لکھا تھا۔ ''میں تمہارے گھر گیا تھا، تمہارے والد صاحب ٹوٹ چکے ہیں، میرے ہاتھ پکڑ کر خوب روئے، پھر بھی تم میرے گھر آؤ ملاقات پر سب بتاؤں گا، سیدھے میرے گھر آنا، اپنے گھر ہرگز نہ جانا، تمہارے والد کو میں نے تمہارا پتہ نہیں دیا ہے، میرے آفس پر آکر یہ خط دے کر گئے جو میں نے لفافے میں ڈال دیا، جب افسر کے گھر ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ میں تمہاری دوکان پر تمہارے ابا سے ملا اور کہا کہ آپ سے آپ کے بیٹے کے بارے میں کچھ بات کرنی ہے تو ابا ایک دم غصہ ہوگئے، اور کہا کہ آپ ذرا رکئے، لیکن جب گاہک چلے گئے تو ابا نے افسر سے کہا کہ آپ اندر آجائیں، افسر نے بتایا کہ تمہارے ابا مجھے اندر گھر میں لے گئے اور گھر کے دروازے بند کرنے لگے تو میں ڈرنے لگا کہ نا جانے کیا ہوگا؟ پھر تمہارے ابا میرے

ہاتھ پکڑ کر خوب روئے اور کہنے لگے کہ کیا تم نے میرے بیٹے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ؟اور پھر کہنے لگے کہ میں نے جو غصہ کیا وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا تھا تا کہ لوگوں کو یہ پتہ نہ چل جائے کہ میں اپنے بیٹے کو اب بھی چاہتا ہوں، انھوں نے مزید بتایا کہ تمہاری ماں دروازے کے پاس کھڑی زار و قطار روئے جا رہی تھیں، میں نے ان کو سمجھایا کہ فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں وہ میرے گھر آئے گا، چنانچہ میں آفسر کے گھر پہنچا تو افسر نے ابا کو اطلاع بھیجی، رات کو بارہ بجے ابا ۴/۵ آدمیوں کے ساتھ ملنے کے لئے افسر کے گھر آئے افسر کے گھر والوں کو یہ دیکھ کر کچھ شک ہوا، تو وہ لوگ خاموشی سے چھپ کر لاٹھی لے کر کھڑے ہو گئے کہ اگر میرے ساتھ ان لوگوں نے کچھ کیا تو ایک کو بھی یہاں سے جانے نہیں دیں گے، دوسرے دن صبح صبح ابا مٹھائی لے کر افسر کے گھر آ گئے اور مجھے سمجھانے لگے، طرح طرح کے سوالات بھی کرتے تھے کہ اللہ کون ہے؟ ہم تو اس کو دیکھتے نہیں تو ہم اس کو کیونکر مانیں اور اس قسم کی دوسری باتیں، یہ اللہ کا خاص فضل تھا کہ اس نے تمام سوالوں کے جوابات دلوائے، اس لئے پہلے سے میرے ذہن میں کوئی جواب موجود نہیں تھا، اس دوران ابا نے اصرار کیا اور کہنے لگے کہ تم اسلام چھوڑ کر پھر سے ہندو بن جاؤ، تب میں نے کہا کہ ابا ، پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر دیں تو بھی میں اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا، دوسری بات یہ ہے کہ آپ ۳۳ کروڑ بھگوانوں کو مانتے ہیں اور میں صرف ایک اللہ کی عبادت کرتا ہوں، ایک اللہ کو راضی رکھنے کے لئے رات دن لگا رہتا ہوں، جب ایک معبود راضی کرنا اتنا مشکل معلوم ہوتا ہے تو پھر میں ۳۳ کروڑ کو کیسے راضی کر سکوں گا؟ یہ تو ناممکن ہے، ایک راضی ہو گا تو دوسرا ناراض ، ابا یہ میرے بس کی بات نہیں ، یہ جواب سن کر ابا ایک دم

خاموش ہوگئے۔

پھر اباجی نے مندر کے پجاریوں سے ملنے کے لئے مجھ سے بہت ضد کی، میں نے کہا مندر تو نہیں جاسکتا، البتہ گروجی یہاں آئیں گے تو بات کرلوں گا، کہنے لگے، وہ بہت بڑے آدمی ہیں، یہاں نہیں آئیں گے، پھر ایک شخص سے ملنے کے بہانے ایک پرا نے مندر میں مجھے لے گئے، دیکھا کہ مندر کے آفس میں وکیل، ڈاکٹر وغیرہ سب میرے انتظار میں بیٹھے ہیں، میرے اللہ نے وہاں بھی میری خوب خوب مدد کی، سب باری باری مجھ سے طرح طرح کے سوالات کرتے رہے اور میں ان کے جواب دینے کے بعد خود انہیں لوگوں سے ہندو دھرم کے بارے میں جو سوال کرتا تھا اس کا جواب کسی سے نہیں بن پڑتا تھا، ایک گھنٹہ کی بحث کے بعد ڈاکٹر صاحب جو ہمارے رشتہ دار بھی تھے بول اٹھے کہ بھائی جانے دو، ان کو واپس ہندو بنانا اب ممکن نہیں ہے، یہ تو بالکل پختہ ہوچکا ہے، واقعی مجھے نہیں کہ کیسے کیسے میں نے ان کے سوالوں کا جواب دیا، جیسے لگتا تھا میرے اندر سے کوئی بول رہا تھا، اللہ تعالیٰ کی مدد میں نے دیکھ لی، میرے اللہ نے میرا ایمان بچالیا اور کسی قسم کی کوئی تکلیف بھی کسی نے نہیں پہنچائی، سہارنپور سے جب دوسری مرتبہ آفسر کے گھر گئے تو ابا نے کہا کہ اب تو گھر چلو، بہت دن سے سب لوگ تم کو دیکھنا چاہتے ہیں، میں نے کہا گھر تو نہیں جاسکتا، ابا نے کہا میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کچھ ہونے نہیں دوں گا چنانچہ ہم رات کو گھر پہنچے تو گھر میں ایک بھیڑ لگ گئی، ابا کے چچا کے خاندان کے لوگ ہمارے بازو میں رہتے تھے تو ابا کے چچا نے کہلوایا کہ اس کو ہمارے گھر بھیج دو، ابا نے نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے بھیج دیا، پہلے تو دادا وغیرہ نے خیر خیریت پوچھی پھر اچانک کہیں سے انکے لڑکے جو میرے چچا لگتے تھے، آگئے اور مجھے دیکھ کر غصہ سے چیخنے لگے کہ تو یہاں

کیوں آیا؟ تو نے ہمارے خاندان کا سر نیچا کر دیا، تو ہمارے خاندان پر کلنک ہے، تو مر جا تا تو اچھا ہوتا، اور نہ جانے کیا کیا بولے جا رہے تھے، قریب تھا کہ پاس پڑی لکڑی میرے سر پر دے ماریں، چیخ سن کر ابا جلدی آئے اور میرے ہاتھ پکڑ کر وہاں سے اپنے گھر لے آئے، اور صبح اندھیرے میں گھر کے نوکر کے ساتھ مجھے افسر کے گھر پہنچا دیا، پھر میں سہارنپور واپس چلا گیا۔

پالن پور کے ایک ساتھی سید مولانا ابراہیم صاحب جو سہارنپور مظاہر علوم میں پڑھتے تھے مجھے بہت چاہتے تھے، گجرات آنے کا ذریعہ بنے، پھر پالن پور میں جناب فتح محمد صاحب ٹیلر ماسٹر نام کے ایک شخص تھے جو اصلاً راجستھان کے رہنے والے تھے معلوم نہیں انہوں نے میرے اندر کیا دیکھا کہ ایک دن مسجد میں مجھے دیکھ کر خوشی کے مارے ہنس بھی رہے تھے اور آنکھیں بھی تر تھیں، کہنے لگے میرے تین بیٹے ہیں، لیکن تم میرے چوتھے بیٹے ہو اور ان تینوں کے بڑے بھائی ہو، پھر انہی کے ذریعہ حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ سے ملاقات ہوئی انہوں نے بھی اپنا بنایا اور اپنے ایک خاص دوست حضرت مولانا محمد یونس صدیقی صاحبؒ جو حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ جونپوری کے خلیفہ تھے جنہوں نے احمد آباد کے قریب ''کڈی'' نام کے ایک قریہ میں ایک مدرسہ قائم کیا اور وہیں اخیر عمر تک خدمت انجام دی، ان کی صاحبزادی (جو حافظہ اور صالحہ ہیں) سے نکاح کروا دیا جن سے اللہ العزت نے چار لڑکیاں اور چار لڑکے دیئے، الحمد للہ ایک لڑکی اور تین بچوں نے حفظ مکمل کر لیا ایک بچہ درجہ عربی پنجم میں تعلیم حاصل کر رہا ہے، اللہ رب العزت تمام ہی بچوں کو دین کا داعی بنائیں، آمین۔ کافی سال بعد حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی حضرت نے فکر دلائی کہ گھر والوں کے

اسلام کے بارے میں فکر کریں، خدا کے فضل سے تقریباً ۸/ مارچ ۲۰۱۰ء کو کچھ عزیزوں نے کلمہ پڑھ لیا، اور پھر بہن کو بھی خوب سمجھایا تو بہن نے بھی کلمہ پڑھ لیا، باقی خاندان والوں پر کام جاری ہے، مجھے بہت افسوس ہے کہ پہلے سے فکر کرتا تو بہت سے لوگ جو خاندان کے انتقال کر گئے ہیں وہ دوزخ سے بچ جاتے، حضرت واقعی سچ کہتے ہیں نمک کی کان میں جو جاتا ہے نمک بن جاتا ہے، مہاجر مسلمان بھی خاندان والوں مسلمانوں میں آ کر، خاندانی مسلمان کی طرح اپنے خاندان والوں سے بے فکر بس اپنی فکر کے ہو جاتے ہیں، اس لئے ملت میں دعوتی شعور پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

حضرت مولانا کے حکم سے خونی رشتہ کے بھائیوں میں کام شروع کر دیا ہے ان کے پاس جانا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جس مذہب کو مانتے ہیں، اس سے وہ کچھ بھی واقف نہیں ایسے خالی الذہن لوگوں کو صحیح مذہب سمجھانا بہت آسان ہے اگر اس پر ہر مسلمان عمل کر کے ان کو دعوت دیں تو وہ دن دور نہیں قوموں کی قومیں اسلام میں داخل ہو سکتی ہیں، مگر ہم سنجیدگی سے کوشش نہیں کرتے، کبھی کبھی دل بہت تڑپتا ہے کہ کیسے ان لوگوں تک دین پہنچایا جائے، ان تک دین نہ پہنچنے کی وجہ سے کتنے لوگ روز بروز دوزخ کا ایندھن بن جاتے ہیں، کبھی کبھی اس خیال سے دعوت دیتے ہوئے بے اختیار ہو جاتا ہوں، اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتا ہوں ماحول بالکل سازگار ہے گجرات جیسے علاقہ میں ہم لوگ دعوت کا کام کرتے ہیں، مگر ایک بار بھی کسی نے ناگواری کا اظہار نہیں کیا، بلکہ بہت احسان مانتے ہیں اور قدر سے دین کی بات سنتے ہیں، ایسے ماحول میں ہم فائدہ نہ اٹھائیں تو بہت ظلم کی بات ہے۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۱۲ء

حضرت جلال آبادی کو دیکھا اور اسلام کی رغبت ہوئی

۱۱۶ جناب محمد خلیل ﴿انل کمار﴾ سے ایک ملاقات

اقتباس

وہ امت جو آخری نبی ﷺ کے بعد نبوت کے کام کے لئے نکالی گئی ہے، اس کے اپنے خاص لوگوں کے بیچ اسلام کو آخرت میں پسند کرنے اور مسلمان ہونے کی حسرت اور خواہش، کے باوجود ایمان سے محروم گئے اور چتا میں جلائے گئے۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے، جب کہ ہماری پوری دنیا میں دوزخ کے راستہ سے بچا کر اکیلے جنت کے راستہ یعنی اسلام کی طرف بلانے کے لئے بھیجا گیا ہے کبھی کبھی اس سوچ میں مجھے پوری مسلم قوم سے پاگل پن اور نفرت کی حد تک شکایت ہوتی ہے، اب کوئی ایسا نہ کرے اس کی فکر ہم سب کو ہونی چاہئے۔

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد خلیل: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال: آج آپ کہاں سے آرہے ہیں؟

جواب: میں ابھی مرکز نظام الدین سے آرہا ہوں، میں اپنے والد اور ایک چچا کو جماعت میں جوڑنے کے لئے آیا تھا، فون کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت دہلی میں ہیں، کچھ ضروری دعوتی مشورہ بھی کرنا تھا اس لئے آگیا۔

سوال: آپ کی ملاقات ہوگئی تھی، ابی تو سفر میں چلے گئے؟

جواب: جی! فون پر حضرت نے بتادیا تھا کہ سفر پر جانے والا ہوں الحمدللہ ملاقات ہوگئی۔

سوال: آپ نے بھی تو کچھ روز پہلے جماعت میں وقت لگایا ہے؟

جواب: الحمدللہ میں نے رمضان سے پہلے چار مہینے لگائے ہیں۔

سوال: جماعت میں آپ کا وقت کہاں لگا؟

جواب: ایک چلہ تو متھرا میں لگا، ایک چلہ بجنور میں اور ایک چلہ پھر گودھرا کے علاقہ گجرات میں لگا۔

سوال: آج کل آپ گاؤں میں رہ رہے ہیں یا کہاں؟

جواب: میں اصل میں رہنے والا تو میرٹھ ضلع کے ایک گاؤں کا ہوں، مگر ایک زمانے سے روزگار کے سلسلہ میں دہلی رہ رہا ہوں رمضان میں حضرت کے مشورہ سے گھر والوں کو دعوت دینے کے لئے گاؤں میں رہا، اب عید کے بعد پھر دہلی آگیا ہوں، گھر والوں کو دہلی لایا، الحمدللہ رمضان بھر کی محنت اب عید کے روز عید کی خوشی کے طور پر اللہ نے دے دی ہے،

سوال: ماشاء اللہ عیدی میں آپ کو کیا خوشی ملی؟

جواب: عید کے دن صبح صبح میرے والد صاحب جناب نند کشور، عبدالسلام بنے میری والدہ کرشنا دیوی، فاطمہ بنیں، میرے چھوٹے بھائی راہل محمد دانش بنے، اور میری بہن انوشا، آمنہ بنی، اور پرسوں میرے ایک چچا پتیم کمار، محمد ندیم بنے، یہ عیدی میرے اللہ نے مجھے دی، میں خوشی خوشی اپنے والد صاحب اور بھائی کو عید کی نماز کے لئے لے گیا، وہ کیسے خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلی نماز عید کی پڑھی شاید ہی دنیا میں کسی انسان کی پہلی نماز عید کی نماز ہوئی ہو۔

سوال: آپ یہاں دہلی میں کیا کاروبار کرتے ہیں؟

جواب: میں یہاں پر باردانہ بوری وغیرہ کی تجارت کرتا ہوں، اس کے علاوہ کچھ پلاٹ کی خرید وفروخت کا کام بھی کرتا ہوں، الحمدللہ دو روٹیوں میں کوئی کمی نہیں، گاؤں میں حالات اچھے نہیں تھے، میرے والد زندگی بھر مزدوری کرتے رہے، اب اللہ کے فضل سے دہلی میں ایک چھوٹا سا مکان بھی اپنا ہو گیا ہے۔

سوال: آپ اپنے اسلام قبول کرنے کا حال بتائے؟

جواب: میرے نانا رام گوپال جی نواب باغپت کے یہاں ڈرائیور تھے، وہ نواب صاحب کے ساتھ جلال آباد جایا کرتے تھے، جلال آباد میں ایک بڑے حضرت جی تھے جن سے وہ کبھی کبھی ملتے اور دعا کو کہتے، ان کے پاس جاتے جاتے وہ اسلام کے بہت قریب ہو گئے تھے، اور شاید اندر سے مسلمان ہو گئے تھے، عجیب بات ہی ہے کہ وہ مجھے بچپن میں، جب میرے گھر والوں نے میرا نام انل کمار رکھا تھا، خلیل کہتے تھے، وہ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے، کبھی کبھی جب ہم ماں کے ساتھ ننہال جاتے، تو مجھے دو چار روز کے لئے روک لیتے، ان کو بڑی حسرت تھی کہ وہ مسلمان گھر میں کیوں نہیں پیدا ہوئے، کبھی کبھی وہ اپنے گاؤں میں جمعہ کے دن مسجد کے سامنے لے جا کر دکھاتے، کہ بیٹا ان کا پوجا کا طریقہ کتنا اچھا ہے، کاش ہم لوگ مسلمانوں میں ہی پیدا ہوتے۔

سوال: آپ کی عمر اس وقت کیا رہی ہوگی؟

جواب: میری عمر اس وقت بارہ سال سے زیادہ ہوگی، میں کہا نانا جب آپ کو اسلام دھرم اتنا پسند ہے، تو آپ دھرم بدل لو، وہ بولے سماج کے خلاف دھرم کیسے بدلا جا سکتا ہے، خود مسلمان بھی تو ہمیں سویکار (قبول) نہیں کریں گے، میں نے ایک بار نواب صاحب سے

کہا تھا وہ بولے تیرا گاؤں ہندوؤں کا گاؤں ہے، سب ہمارے خلاف ہو جائیں گے۔

سوال: کیا آپ کے نانا کا انتقال ہو گیا؟

جواب: جی ہو گیا، انہوں نے مندر جانا بالکل چھوڑ دیا تھا، اور وہ پانی سے استنجا کرتے تھے، سال میں زکوۃ بھی دیتے تھے، جون ۱۹۹۴ء میں ان کا انتقال ہو گیا، جلال آباد والے حضرت جی کے انتقال کے بعد وہ بہت بے چین رہنے لگے تھے، وہ کہتے تھے حضرت جی کی یاد مجھے بہت ستاتی ہے۔

سوال: ہاں تو آپ اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں کچھ بتایئے؟

جواب: جی میں اسی کے بارے میں بتا رہا ہوں، میرے نانا کی بڑی چاہت تھی کہ انکا خاندان مسلمان ہوتا، مگر کوئی دعوتی سوچ رکھنے والا مسلمان ان کو نہیں مل سکا، شاید ان کی حسرت اللہ کو پسند آگئی اور عجیب وغریب انداز سے اللہ نے ہمارے لئے اسلام کی راہیں بنا دیں، جیسا کہ میں نے بتایا کہ میں بوریوں کا کاروبار کرتا ہوں فرید آباد، متھرا، پلول، لونی، غازی آباد سے میں یہ کاروبار کرتا ہوں، دوروز کے لئے میں متھرا میں تھا، صبح صبح دہلی کے لئے ریلوے اسٹیشن پہنچا گاڑی آدھا گھنٹہ لیٹ تھی، سخت سردی ہو رہی تھی، میں نے دیکھا کہ کچھ جلی ہوئی لکڑیاں پلیٹ فارم پر کسی نے جلائی ہوں گی، سردی کی وجہ سے ہاتھ سینکنے کے لئے میں وہاں گیا، تو ایک لڑکی وہاں پر بیٹھی تاپ رہی تھی، میں بھی ہاتھ تاپنے لگا، اس لڑکی کو اکیلا دیکھ میں نے معلوم کیا کہ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ وہ میرے معلوم کرنے سے رونے لگی، اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، میں نے اس کو تسلی دی، مجھے بتاؤ تمہیں کیا پریشانی ہے، میں تمہاری مدد کروں گا؟ اس نے ذرا اپنے کو قابو میں کر کے اپنی داستان سنائی، کہ میرے حقیقی ماں کا انتقال ہو گیا، تو ہمارے والد صاحب نے دوسری شادی کر لی، اور

ہماری سوتیلی ماں بہت سخت مزاج ہیں، دس سال ہم دو بھائی اور ایک بہن نے دوزخ کی طرح گزارے، اب وہ مجھ پر برے بڑے الزام لگاتی ہیں، میں پانچ روز ہوئے مجبور ہو کر گھر سے نکل گئی، اب تک مجھے کوئی ٹھکانہ نہیں ملا، اب میں سوچتی ہوں کہ کوئی شریف آدمی مجھ سے شادی کر لے تو میرا ٹھکانہ ہو جائے، مجھے اس پر ترس آیا، میں نے ماں باپ کے زور دینے کے باوجود ابھی تک شادی اس لئے نہیں کی تھی کہ پہلے کاروبار سیٹ ہو جائے، میں نے کہا میں تمہیں گھر لے چلتا ہوں اگر گھر والے مان گئے تو اچھا ہے میں ان کی مرضی سے شادی کرلوگا، اگر وہ نہیں مانے تو پھر میں دہلی میں لاکر شادی کر لوں گا، وہ تیار ہو گئی میں اس کو لے کر گاؤں میں گیا، شہر میں رہنے والی اچھی خاصی خوب صورت لڑکی گھر والوں نے پاس کر دی، مگر یہ شرط رکھی کہ کورٹ میرج کرانا ہوگی، پتہ نہیں اس کے گھر والوں کو معلوم ہو جائے اور پھر مشکل ہو جائے، میرٹھ لے جا کر کورٹ میرج ہوگئی۔

کچھ روز کے بعد وہ لڑکی اچانک بہت اداس رہنے لگی، میں اس سے اداس رہنے کی وجہ پوچھی، تو اس نے کچھ نہیں بتایا، بہت زیادہ زور دینے پر اس نے بتایا کہ مجھے اپنے بھائی بہن یاد آرہے ہیں، میں اس کو میرٹھ شہر لے گیا، اور اس کے بھائی سے فون پر بات کرائی بھائی نے بتایا کہ وہ اس کو کہاں کہاں ڈھونڈ رہا ہے، اس نے ملنے کا صرار کیا مجھے ڈر لگا کہ کچھ مشکل نہ ہو جائے، میں پہلے تو معذرت کر دی، مگر جب میں نے دیکھا کہ وہ بے تاب ہے تو میں نے دہلی میں ملنے کا پراگرام بنایا، اس کے بڑے بھائی شکیل احمد جن کی اب شادی ہوگئی ہے، تبلیغی جماعت کے ذمہ دار ساتھی ہیں، ماں کے ظلم سے پریشان ہو کر وہ بھی گھر سے نکل گئے تھے، اور خود ہی شادی کر لی تھی ان کی شادی جماعت کے ساتھیوں نے کرائی تھی، انیسہ میری اہلیہ کا نام ہے انہیں معلوم ہوا کہ انیسہ نے ایک ہندو سے کورٹ

میرج کر لی ہے تو وہ بہت پریشان ہوئے انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ جب آپ کا کاروبار دہلی میں ہے تو آپ کو اس کو بھی دہلی میں رکھنا چاہیے، پھر جماعت کے ساتھیوں سے مشورہ کیا، جماعت کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ اب صرف اس کے شوہر کو دعوت دینے کے علاوہ کوئی اور مسئلہ کا حل نہیں ہے، انہوں نے مجھے اپنے قریب کیا، اور بڑے تعلق کا اظہار کرتے رہے، بار بار تحفے لاتے رہے اور میرے کپڑے بنائے، میرے گھر میں کچھ فرنیچر ڈلوایا اور مجھے دعوت دی، میں خود اپنے نانا کی وجہ اسلام سے دور نہیں تھا، میں نے ۶؍ مئی کو پھلت جا کر مولانا محمد عمر صاحب کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا، انہوں نے انیسہ کے بھائی کو مشورہ دیا کہ ان کے چار مہینے جماعت میں لگ جائیں، میں اپنا نام نانا کی پسند کی وجہ سے خلیل احمد رکھا، ان کے مشورہ سے دو روز بعد پھلت لے جا کر میری اہلیہ کو دوبارہ کلمہ پڑھوا کر نکاح کرایا، شکیل بھائی نے میری وجہ سے اپنا سالانہ چلہ دو مہینہ پہلے لگایا، اور خود مجھے لے کر جماعت میں گئے، الحمد للہ ہمارا پہلا چلہ بہت اچھا لگا، البتہ دوسرے چلہ میں امیر بھی کچھ گاؤں کے سیدھے سے آدمی تھے ساتھی بھی اچھے نہیں تھے، بہت لڑائی ہوئی تھی، کئی بار جماعت ٹوٹی پھر بنی شکیل بھائی نے کارگذاری سنی تو پھر ایک بہت اچھی جماعت میں گجرات، گودھرا تیسرے چلہ کے لئے بھیجا، یہ چلہ میرا پہلے سے بھی اچھا لگا، اکثر ساتھی ذاکر شاغل تھے، چھ ساتھی پرانے تھے۔

سوال: آپ کی اہلیہ نے آپ کو مسلمان ہونے کے لئے نہیں کہا؟

جواب: اصل میں خاندان کے انتشار میں انیسہ کی دنیاوی تعلیم کا نظم نہیں ہو سکا اور گھر کا ماحول بالکل دینی نہ تھا، شکیل بھائی تو گھر سے نکلے اور پریشانی میں جماعت میں گئے، اور جماعت کے بن گئے، اس بے چاری کو نماز بھی یاد نہیں تھی کلمہ بھی ٹھیک یاد نہیں تھا، میں نے

جماعت سے آ کر اس کو کلمہ اور نماز وغیرہ یاد کرائی، جماعت میں سے آ کر میں گاؤں ہی میں رہا، ھیمہ کو ایک امام صاحب کی اہلیہ کے پاس بھیج کر قاعدہ اور پھر قرآن پڑھوانا شروع کیا، اور اپنے گھر والوں پر دعوت کا کام کرنا شروع کیا، میری ماں تو نانا کی وجہ سے اسلام سے قریب تھیں، وہ اسلام لانے کو تو تیار نہیں ہوئیں مگر اسلام سے چڑتی نہیں تھیں، لیکن میرے پتا جی آخری درجہ میں میرے مسلمان ہونے کے خلاف تھے، کبھی کبھی وہ میری اہلیہ کو بھی گالیاں دیتے تھے، بار بار ہمیں گھر سے نکالنے کے لئے کہتے، مگر اللہ کے کرم سے چونکہ میرا کاروبار دہلی میں سیٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے میں نے گاؤں کا مکان بھی اپنی کمائی سے بنایا تھا اور اکثر گھر کا خرچ بھی میں ہی اٹھاتا تھا، اس لئے ذرا بہت سختی سے دباؤ نہیں دے پاتے تھے۔

ایک بار میرے سب رشتہ داروں کی پنچایت ہوئی، اور مجھے ایک ہفتہ کا الٹی میٹم دیا، کہ اگر تو نے ہردوار جا کر شدھی نہیں کی تو ہم تم دونوں کو مار دیں گے، ایک ہفتہ سے پہلے باغپت ضلع کے آر ایس ایس والوں کو پتہ لگ گیا اور پورے علاقہ میں خبر گرم ہو گئی، اور ہندو تنظیموں نے بہت مسئلہ بنا دیا، میں نے جماعت کے کے ایک ساتھی آصف بھائی سے دوستی کر لی تھی، ان لوگوں نے پولس کو پیسہ دے کر مجھے اور آصف بھائی کو پولس سے اٹھوالیا، خبر سن کر میری ماں بھی تھانے پہنچ گئی، تھانے دار نے میرے ساتھ بہت زیادتی کی، بہت سی گالیاں دیں اور برا بھلا کہا، میری ماں یہ دیکھ کر بہت برہم ہو گئیں، اور میرے پتا جی سے کہا کہ اگر تمہارے خاندان والوں نے میرے بیٹے کے ساتھ زیادتی کی اور اس پر دھرم کے بارے میں دباؤ دیا تو میں خود کو آگ لگا کر سب کو جیل بھجوا دوں گی، اس پر خاندان والے تو ڈر گئے مگر بات اب ان کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی، میں نے حضرت سے جا کر

مشورہ کیا، انہوں نے کہا کوئی مذہب قبول کرنا، اس پر عمل کرنا اور اس کی دعوت دینا ملک کے ہر شہری کا بنیادی حق ہے، اس سے روکنے والے مجرم ہیں میرٹھ ایک وکیل صاحب کے پاس بھیجا انہوں نے ایک لیٹر بنوایا جو سی ایم، آئی جی، ایس ایس پی، ڈی ایم، اور تھانہ انچارج کو رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجا گیا، اور جو لوگ بڑھ چڑھ کر میرے خلاف ہو گئے تھے، ان کو نوٹس بھی بھیجے، اور ان کے خلاف کاروائی کرنے کی وارننگ دی۔

اللہ کا شکر ہے سب ٹھنڈے پڑ گئے، مگر پھر بھی حضرت نے وہاں سے ہٹ کر دہلی رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ماں باپ کو دہلی رکھ کر دعوت دینا زیادہ آسان ہے، اللہ کا شکر ہے کہ یہ تدبیریں بہت کام آئیں، الحمدللہ عید کی ساری رات گھر والوں کی خوشامد کرتا رہا، کبھی پاؤں پکڑتا کبھی روتا، اور کہتا رہا کہ ایک مہینہ بھوک پیاس میں میں نے روزے سے گذارا ہے تاکہ عید مناؤں میری عید کیسی منے گی، جب میرے ماں باپ نرک کی راہ پر چل رہے ہوں گے، صبح کے سات بجے الحمدللہ سب تیار ہو گئے، میں نے پتا جی کو اپنے کپڑے پہنائے، اور بھائی کے لئے دوڑا دوڑا نیا جوڑا لایا، اور ان کے ساتھ عید کی نماز جعفر آباد کی عیدگاہ میں پڑھی۔ میرے اللہ کی رحمت ہے کہ میرے بھائی اور والدین کی سب سے پہلی نماز عید کی ہوئی۔

سوال: چچا کے بارے میں بھی تو آپ بتا رہے تھے کہ وہ بھی جماعت میں گئے ہیں؟

جواب: اصل میں ایک مہینہ سے ہمارے والد والدہ، بھائی بہن میرے ساتھ تھے، ان لوگوں نے کوئی خبر وغیرہ بھی نہیں دی کہ لوگوں کو پتہ چل جائے گا، تو کچھ لوگ مخالفت میں بھونڈر مچا رہے ہیں وہ نہ آ چڑھیں، ہمارے چچا بہت پریشان تھے، مجبوراً وہ تلاش کرنے اور خیریت لینے کے لئے دہلی آ گئے، میں نے ان کی بہت خاطر کی اور خدمت کی، شکیل

بھائی نے ان کی دعوت کی، جماعت کے چار ساتھیوں نے ان کی دعوت کی، دو ساتھیوں نے ان کو چادر اور جوتے تحفہ میں دیے، اللہ کا شکر ہے ان کا دل موم ہوگیا، اور وہ پانچویں روز مسلمان ہوگئے، ۹ر ستمبر کو انہوں نے اسلام قبول کیا، روزگار سے وہ بھی پریشان تھے، گھر گئے اور گھر والوں سے یہ کہہ کر کہ دلی میں میرے لئے کام مل گیا ہے، میری اچھی نوکری لگ گئی ہے دہلی آ گئے، اور پھر جماعت میں جانے کا پروگرام بنالیا اور جماعت میں چلے گئے۔

سوال: اب آگے آپ کیا پروگرام؟

جواب: زندگی دعوت کے لئے لگانی ہے، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے پر جن لوگوں نے تحریک چلائی میں نے رمضان بھر ان لوگوں کی ہدایت کی دعا کی، میری خواہش اور چاہت اور دلی مراد یہ ہے کہ میں ان پر دعوت کا کام کروں، ہمارے نبی ﷺ کی سنت بھی تو یہ ہے کہ دشمنی کرنے والوں کو دعوت دیتے تھے، حضرت بہت خوش ہوئے، حضرت سے میں نے خاص طور پر دعا کے لئے کہا، آپ بھی دعا کریں، میری حسرت تو جب ہی پوری ہوگی، میں نے ان کے نام لکھے تو کل ملا کر ۳۷ر لوگ ہیں جو واویلا مچانے میں بہت آگے تھے، میرے اللہ ان ۳۷ر کے ۳۷ر لوگوں کو ہدایت دے دیں، اور ان کو راستہ دیکھا دیں۔

سوال: ماشاء اللہ، بہت اچھا ارادہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے ارادہ کو مبارک کرے، آپ کے رشتہ داروں میں کوئی اور بھی اسلام سے قریب ہے؟

جواب: ہاں میری تائی تو سب سے پہلے اسلام میں آ گئی تھیں میری ایک موسی (خالہ) وہ بھی مسلمان ہوگئی ہیں، مگر ابھی اپنے شوہر اور بچوں پر ظاہر نہیں کیا ہے، تائی نے سارے روزے رکھے، بس تین چھوٹے، موسی نے چار روزے رکھے چھپ چھپ کر۔

سوال: ادھر باغپت ضلع میں جب بھی کوئی اس طرح کی بات ہوتی ہے تو بڑا شور مچ جاتا ہے اکثر اخبارات میں خبر آتی ہی رہتی ہے، پتہ نہیں کچھ نا سمجھ لوگ بس اسی کام پر لگے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جی آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر اللہ کی شان ہے کہ جتنے لوگوں نے مخالفت میں تحریک چلائی، قانونی لڑائی سب نے ہاری، اور کوئی مسئلہ جس کے لئے دھارمک تنظیموں نے تحریک چلائی ہے، ایسا نہیں ہوا جس کی وجہ سے ایک دو لوگوں کو اور ہدایت نہ ملی ہو، اور اکثر یہ ہوا کہ تھانہ میں لے جا کر اسلام قبول کرنے والوں کی پٹائی وغیرہ کروائی تو ماں باپ اپنے بیٹے کے ساتھ ہو گئے اور بعد میں مسلمان ہو گئے، ایسے کئی گھرانے بعد میں اسلام لائے جو خود پہلے اپنے بیٹے کے اسلام لانے کے خلاف لڑ رہے تھے اور وہ خود اسلام میں آ گئے، اللہ کی شان نرالی ہے، وہ اندھیرے میں اجالا نکالنے والا ہے۔

سوال: بہت، بہت شکریہ اردو کا ایک میگزین ارمغان جس کے لئے میں نے آپ سے یہ باتیں کی ہیں، اس کے دسیوں ہزار سے زیادہ پڑھنے والے ہیں، ان کے لئے ایک پیغام دیں گے؟

جواب: میں جاہل آدمی کیا پیغام دوں گا، میں تو اپنے نانا کے اسلام سے محروم مرنے کا دکھڑا ہی رو سکتا ہوں، کہ وہ امت جو آخری نبی ﷺ کے بعد نبوت کے کام کے لئے نکالی گئی ہے، اس کے اپنے خاص لوگوں کے بیچ اسلام کو آخرت میں پسند کرنے اور مسلمان ہونے کی حسرت اور خواہش، کے باوجود ایمان سے محروم گئے اور چتا میں جلائے گئے۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے؟ جب کہ ہماری پوری دنیا میں دوزخ کے راستے سے بچا کر اکیلے جنت کے راستہ یعنی اسلام کی طرف بلانے کے لئے بھیجا گیا ہے، کبھی کبھی اس سوچ میں مجھے پوری مسلم قوم

سے پاگل پن اور نفرت کی حد تک شکایت ہوتی ہے، اب کوئی ایسا نہ کرے اس کی فکر ہم سب کو ہونی چاہئے۔

سوال: آمین جزاکم اللہ خیراً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۱۲ء

(۱۱۷) جب ایمان دل میں اتر جاتا ہے تو؟

جناب احمد راٹھور ﴿امیت راجپوت راٹھور﴾ سے ملاقات

اقتباس

اس لئے میری درخواست ارمغان پڑھنے والوں سے بہت ہاتھ جوڑ کر اور بہت دل کے دکھ اور درد کے ساتھ ہے کہ مذہبی اور دھارمک لوگوں کے دھرم سے بڑھتے تعلق کو مخالف ماحول سمجھ کر ڈرنے کے بجائے، ان پر ترس کھا کر درد کے ساتھ ان کی فکر کریں، اوران بے چاروں کو اسلام کا حق پہنچانے کی ہم بہت ہی فکر کریں، میرے لئے اور میرے بھائی کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ ہمیں دین میں ترقی دے، اور ہمیں اونچے درجہ تک پہنچا اور میرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا نام اُمت راجپوت راٹھور ہے، میں کھتولی ضلع مظفرنگر کا رہنے والا ہوں، اور میرے پتا جی کا نام پنڈت موہن لال راٹھور ہے، میں ایک منارہ مسجد بڈھانہ روڈ کے پاس نوکری کرتا ہوں، میرے قبول اسلام کا واقعہ یہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مرزا نوشاد نام کے ایک مسلمان اکثر میرے پاس آتے تھے، اور مجھے اسلام کے بارے میں سمجھاتے رہتے تھے اس سال ماہ رمضان شروع ہوا تو ایک روز

کچھ زیادہ ہی میرے پیچھے پڑ گئے، میں اپنی دوکان کے سامنے سرکاری نل پر پانی پینے گیا، وہ دوپہر کا وقت تھا وہ میرے پیچھے وہاں بھی آگئے اور مجھے اسلام کے بارے میں سمجھانے لگے میرا پہلے ہی کسی بات پر موڈ خراب تھا، میں ان کی بات سن کر بگڑنے لگا، لیکن انہوں نے ہار نہیں مانی اور پیار سے مجھے سمجھانے لگے میرے بگڑنے پر وہ بھی تھوڑا غصہ میں آگئے، اور کہنے لگے تو اور میں اس نبی کی امتی ہیں جنہیں طائف والوں نے بہت ستایا، میرے بھائی تو اگر مجھے مارے گا تو بھی میں برداشت کرنے کی کوشش کروں گا، لیکن آج تو تجھے کلمہ پڑھنا ہی پڑے گا، میں ان کی بات پر چلا کر کہنے لگا، میری ماں نے مجھے بھولے ناتھ سے مانگا ہے، میں مسلمان نہیں ہو سکتا، انہوں نے مجھے سمجھایا ہمارے اور تیرے نبی نے کہا ہے کہ ہر بچہ پیدائشی مسلمان ہوتا ہے، تو مسلمان تو پیدائشی ہے، میں غصہ سے لال ہو کر انہیں گالیاں دینے لگا، اچانک انہوں نے مجھ سے کہا، اچھا امت یہ بتا سامنے سڑک پر کوئی انگارہ پڑا ہے، اور ایک معصوم مسلمان کے بچہ کا پیر اس پر پڑنے جا رہا ہو تو تو کیا کرے گا؟ میں نے کچھ دیر سوچا اور کہا، میں اس کو بچاؤں گا، وہ کہنے لگا اس کو مت بچا، وہ مسلمان ہے اور تو ہندو، میں نے کہا مذہب سے پہلے انسانیت کا مذہب ہے، اس لئے میں اس کو بچاؤں گا، وہ بولے تھوڑا سا پیر جلنے پر تو اس کو بچا رہا ہے، مجھے تیرا سارا وجود آگ کی طرف جاتا دکھائی دے رہا ہے، کیا میں تجھے نہ بچاؤں؟ میں نے کچھ دیر سوچا اور کہا، اچھا کلمہ پڑھاؤ، یہ سن کر ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے، مجھے گلے سے لگایا اور پھر مجھے کلمہ پڑھایا، کلمہ پڑھ کر مجھے ایسا لگا جیسے کوئی پرندہ برسوں کے بعد پنجرہ سے آزاد ہوا ہے۔

پھر میں نے ان سے کہا اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ انہوں نے مجھے روزہ، نماز

کے بارے میں سمجھایا رمضان کے بعد میں نے بھائی نوشاد سے کہا، مجھے اپنا کام کچہری سے پکا کرانا ہے، آپ میرے ساتھ میرٹھ چلئے ہم جب روڈ ویز سے میرٹھ چل دیے، راستے میں بھائی نوشاد کے موبائل پر کوئی فون آیا، انھوں نے بھیڑ کی وجہ سے ریسیو نہیں کیا، میرٹھ اتر کر میں نے ان سے پوچھا، فون کس کا تھا، انھوں نے کہا مولانا فرمان، جو پچھلے سال ایک منارہ مسجد میں امامت کرتے تھے، ان کا فون تھا، چلو پہلے کچہری چلتے ہیں، بعد میں ان سے بات کریں گے کہ فون کیوں کیا، ہم دونوں کچہری میں ایک وکیل جن کا نام انیس خاں تھا، ان سے ملے، اور ان سے سرٹیفکیٹ کے بارے میں پوچھا، وہ مجھ سے بولے ایک فوٹو پاسپورٹ سائز کا بنوالو، وکیل صاحب کے پاس کچھ لوگ، جن کے ساتھ دو یا تین عورتیں تھیں، اور دو بچے تھے بھائی نوشاد نے مجھ سے کہا کہ شاید یہ لوگ بھی کاغذ بنوانے کے لیے آئے ہیں، میں انکے ساتھ فوٹو بنوانے کے لئے چلدیا، نوشاد بھائی نے سوچا، کہ راستے میں مولانا کا فون آیا تھا ان سے بات کر کے پوچھتا ہوں کہ فون کیوں کیا تھا؟ وہ فون پر بات کرنے لگے، انہوں نے مولانا سے کہا آپ نے جب ہم کو فون کیا تھا اس وقت میں بس میں تھا، انھوں نے پوچھا بس میں کہاں جارہے تھے انھوں نے کچہری میں آنے کی وجہ بتائی، تو پوری بات سننے کے بعد بولے مرزا جی، نمبر ذرا چیک کرلو، میں پھلت سے وصی بول رہا ہوں، بھائی نوشاد نے معذرت کی اور فون کاٹ دیا، اتنے میں میں فوٹو لیکر آگیا، انھوں نے مجھے ساری بات بتائی کہ فون بجائے مولانا فرمان کے مولانا وصی پھلت والوں کے پاس لگ گیا تھا، ہم دونوں وکیل کے پاس گئے اور انکو فوٹو دیے، جن لوگوں کا ذکر میں نے پہلے کیا تھا، وہ لوگ آپس میں لڑ رہے تھے، بھائی نوشاد ان میں سے ایک آدمی سے معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ ہم

سہارنپور سے آئے ہیں، یہ جو عورتیں ہمارے ساتھ ہیں، ان میں جاٹنی عورت نے اسلام قبول کیا ہے، اور ایک لڑکے کی طرف اشارہ کیا جس کی عمر تقریباً ۲۵ رسال تھی، اور بتایا کہ یہ دونوں شادی کرنا چاہتے ہیں اور لڑکے کا باپ مسلمان ہونے کی وجہ سے اپنے لڑکے کو ڈانٹ رہا تھا، کہ تم مسلمان ہو، یہ ہندو عورت جسکی عمر تقریباً ۳۵ رسال ہے اور دو بچوں کی ماں ہے، اس سے کیسے شادی کر سکتے ہو، اس بات کو لے کر کہا سنی ہونے لگی، اتنے میں ایک صاحب جو مسلمان تھے، جو مولانا وصی سے وکیل کا پتہ لے کر یہاں آئے تھے، انھوں نے مولانا کو فون کیا، اور بتایا حضرت یہ لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں، آپ انکو فون پر سمجھایئے، ان باتوں کا ہمیں بالکل پتہ نہیں تھا، کہ یہ کس سے بات کر رہے ہیں یہ بات اس مسلمان نے ہمیں خود بتائی، نوشاد بھائی سے ہم کہنے لگے، کہ حضرت آپ ہی ان کو سمجھایئے، ہم بات کر ہی رہے تھے کہ بھائی نوشاد کے موبائیل پر مولانا وصی کا فون آیا وہ کہنے لگے آپ اس وقت تحصیل میں ہیں، کچھ لوگ اس اس طرح کے وہاں موجود ہیں، آپ انھیں سمجھایئے، مولانا کہنے لگے آپ کا نمبر غلط نہیں لگا تھا، اللہ کو شاید آپ سے یہ کام لینا تھا، بھائی نوشاد نے ان لوگوں کو سمجھایا، کچھ دیر کے بعد وہ مان گئے ورنہ حالات کچھ ایسے تھے کہ لڑکے کو اس کے والد نے جب شادی سے منع کیا تو لڑکے نے کہا میں کچہری ہی میں زہر کھا لوں گا ہم لوگ گھبرا گئے نوشاد صاحب اگر اس وقت ان کو نہ سمجھاتے، اور مولانا وصی صاحب کا فون نہ آتا، تو شاید تین لوگ اسلام کی دولت سے محروم رہ جاتے، بھائی نوشاد کے کہنے پر لوگ مان گئے، اور اس لڑکی کا نام آمنہ اور دو بچے تھے، ایک نام جمیل اور دوسرے کا ضمیر رکھا، پھر ہم وہاں سے واپس چلنے لگے، تو ان لوگوں نے ہمیں مبارک باد کے ساتھ شکریہ ادا کیا اور کہنے لگے، اگر آپ یہاں نہ ہوتے تو پتہ

نہیں کیا ہوتا، پھر ہم گھر آ گئے۔

ایک دو دن گھر والوں کی حالات ٹھیک رہے، پھر ایک دن میں صبح کے وقت سو یا تھا، میرے بھائی نے آ کر میرا بیڈ الٹ دیا، اور مجھ پر بگڑنے لگا، کہنے لگا تو مسلمان بن گیا، اس سے پہلے کہ میں اس سے کچھ پوچھتا، وہ بولا بڈھانہ روڈ سے کسی حافظ جی کا فون آیا تھا کہ تمہارا بھائی مسلمان بن گیا ہے، اس سمجھاؤ ورنہ یہاں جھگڑا ہو سکتا ہے، میں سوچنے لگا کہ مسلمان کو اس کام میں ہماری مدد کرنی چاہیے تھی، اب یہ روکاوٹ بن رہے ہیں، لیکن میں نے بھی ٹھان لیا کہ اب چاہے جان جائے پر ایمان نہیں جانے دینا ہے، اس کے بعد میرا بھائی سنیل غصہ میں جہاں میں کام کرتا ہوں، وہاں آیا اور کہنے لگا کہ کون مرزا جی ہیں، جنہوں نے تمہیں اپنے بس میں کر لیا ہے، ان سے مجھے ملاو، میں بھائی نوشاد کو بلا کر لے آیا، انہوں نے میرے بھائی سے کہا کہ میرے آنے میں تھوڑی دیر لگی، اصل میں میں کسی کام سے بھائی ضمیر الدین کے یہاں گیا تھا اس لئے دیر ہو گئی، میں آپ سے معافی مانگتا ہوں، میرا بھائی ان کی باتیں سن کر بھول گیا کہ اب کیا پوچھوں؟ میں نے ان سے کہا اب کہئے کیا کہنے آئے تھے، وہ کچھ نہیں بولے، تو بھائی نوشاد نے کہا مجھ سے کچھ غلطی ہوئی تو بتائے، وہ کہنے لگے، میں امت کی وجہ سے بات کرنے آیا تھا، کسی صاحب نے ہمارے ملنے والے سے کہہ دیا ہے کہ آپ کا بھائی مسلمان ہو گیا، یہ تمہاری اور ہماری ناک کٹوا رہا ہے، اسے سمجھاؤ، بھائی نوشاد نے یہ بات سن کر کہا بھائی سنیل ہر بچہ پیدائشی مسلمان ہوتا ہے، سب پیدائشی مسلمان ہیں، اس میں افسوس کی کوئی بات نہیں، اس نے یہی اقرار تو کیا ہے کہ ایک اللہ کو مانوں گا، تو صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر آ جائے تو بھولا نہیں کہلاتا، اور سنیل بھائی یہ اقرار تو تمہیں بھی کر لینا چاہئے کہ ہمارا تمہارا پیدا کرنے

والا ایک ہی تو ہے، وہ سنیل کو سمجھاتے رہے، بھائی نے ان کی بات کو بدلنا چاہا، تو کہنے لگے مولانا میں اس کو سمجھانے آیا تھا، آپ ہی بتائے، جب میری شادی ہوگئی ہے، اس کو اپنی شادی کرالینی چاہئے، یہ منع کر رہا ہے، انہوں نے کہا میں اُمت سے پوچھتا ہوں کہ بھائی کی بات کیوں نہیں مانتا، میں کہنے لگا میں اس کی بات مان لوگا، اگر یہ کلمہ پڑھ لے، میں نے اسے سمجھایا کہ اسلام شستروں (ہتھیارو) سے نہیں سلامتی سے پھیلا ہے، تو ان کی بات مان لے اور انہیں پیار سے سمجھا، ان کو پریشان نہ کر، میرا بھائی ان کی بات سن کر کہنے لگا، مرزا جی مسلمان تو میں بھی ہوسکتا ہوں، بھائی نوشاد نے ان سے کہا، انشاء اللہ کلمہ تمہیں بھی پڑھنا ہے، اب نہیں تو شام کو، یا صبح کو، لیکن میرے بڑے بھائی صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو وہ بھولا نہیں ہوتا بھائی یہ بات سن کر وہاں سے چلا گیا، میں نے بھائی نوشاد سے پوچھا کہ مجھے اب کیا کرنا ہے؟ انہوں نے مجھے سمجھایا کہ ان کے لئے اللہ سے ہدایت کی دعا مانگنی ہے، تہجد میں اٹھ کر ان کے لئے دعا کرو، میں نے ان سے کہا آپ بھی دعا کریں میں بھی کروں گا، بھائی نوشاد نے مجھے اپنے دوست بھائی معین سے جو بڑے جذبے والے مسلمان ہیں ان کیساتھ جانے کو کہا، اُمت تو ان کیساتھ جا کر نماز پڑھ لیا کر، میں ان کے ساتھ جانے لگا، الحمدللہ میں نے ان سے بہت کچھ نماز سیکھ لی ہے، باقی جماعت میں جا کر سیکھنی ہے، انشاء اللہ۔

ایک بات اور بتانا بھول گیا، میں اور میرا بھائی ۱۲ رسال تک مندر میں رہ کر، مندر کو صاف کرتے تھے اور بتوں کو نہلایا کرتے تھے، ایک سپاہی روز مندر میں آتا تھا اور بتوں کے سامنے جا کر منت مانگتا تھا، ایک پنڈت جی نے ان سے کہا اپنی بلیٹ اتار کر بتوں کے سامنے آیا کرو، کیونکہ یہ بیلٹ چمڑے کی ہے، میں سوچتا کہ پنڈت چمڑے کی

بیلٹ اتارنے کے لئے سپاہی سے کہہ رہا ہے، اور شیوتو خود چمڑے کی چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ سب بہانے والی باتیں ہیں جو سچ نہیں لگتیں۔

میرا ماننا یہ ہے کہ دھرم (مذہب) سے آدمی کا تعلق دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ لوگ ہیں، جو مذہب کو پیشہ سمجھ کر کرتے ہیں، ان کا تو مذہب سے تعلق کمانے اور دھندہ کے طور پر ہوتا ہے، وہ تو اصل میں دھارمک (مذہبی) ہوتے ہی ہیں، انہوں نے تو پروفیشن کے طور پر مذہب کا اپنایا ایسے لوگ عام طور پر خود بھی حق بات جاننے کی کوشش نہیں کرتے، اور حق معلوم ہو جانے کے بعد قبول کرنے میں بھی پیچھے رہتے ہیں، بلکہ دوسرے کو بھی حق سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو مذہب اور دھرم سے عقیدت اور آستھا کی وجہ سے جڑتے ہیں، وہ مذہب کے لئے جان و مال اور وقت قربان کرتے ہیں، ان لوگوں کا مذہب سے تعلق سو فیصد اپنے خدا اور مالک، اپنے ایشور اور پربھو کو راضی کرنے کے لئے ہوتا ہے، اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ ایک خدا کے علاوہ دوسروں کی پوجا پر قربانیاں دیتے ہیں تو ان کی آتما (روح) ان کا ضمیر خود ان کو جھنجھوڑتا ہے اور اندر سے کھٹک پیدا ہوتی ہے کہ راستہ صحیح نہیں ہے، ایسے لوگوں کے سامنے جب حق آتا ہے تو وہ بہت آسانی سے قبول کر لیتے ہیں، آپ نے ٹرین میں کچھ لڑکوں کو کچھ فقیروں کو، کچھ سامان بیچنے والوں کو سفر کرتے دیکھا ہوگا ان کا مقصد ریل میں سفر سے دھندہ کرنا ہے، ان کی کوئی منزل نہیں ہوتی، ادھر کی ٹرین ہو یا ادھر کی، جس پر بھی سوار ہو گئے اسی میں مانگنے کھانے یا سامان بیچنے کا دھندہ کرتا ہے، ایسے لوگوں کو سفر سے کمانا ہوتا ہے، ایسے لوگ اکثر بے ٹکٹ سفر کرتے ہیں، یا شروع میں پاس بنالیا بس ان کا سفر پر کچھ خرچ نہیں ہوتا، مگر ایسے مسافر پوری ٹرین میں دس بارہ زیادہ سے زیادہ ہوتے

ہیں، ٹرین کی اکثر سواریاں وہ ہیں جن کو اپنی منزل تک جانا ہے، اس کے لئے انہوں نے جان و مال اور وقت لگایا ہے ٹکٹ خریدا ہے، ایسے مسافروں کو اگر آپ چلتی گاڑی میں بتا دیں کہ آپ کی منزل مخالف سمت میں ہے اور آپ غلط گاڑی پر سوار ہو گئے ہیں تو وہ بے چین ہو جائے گا اور کھڑی ہونے پر گاڑی سے اتر کر صحیح گاڑی میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن آنے کا بے تابی سے انتظار کرے گا، بعض مرتبہ چلتی گاڑی سے کود کر جان کو خطرہ میں ڈال دے گا، ایسا ہی معاملہ مذہب کے ساتھ انسان کا ہوتا ہے، مذہب سے اکثر لوگوں کا تعلق اپنے مالک کو راضی کرنے کے لئے ہوتا ہے، جب کوئی ادھرم کو دھرم سمجھ کر اس پر عمل کرتا ہے تو ان جانے یا غلط فہمی کی وجہ سے کرتا ہے، اور دھرم سے آدمی کا تعلق، عقیدت، پوجا، اور آستھا کا، دل کا اور آتما (روح) کا ہوتا ہے، جب آدمی مذہب کے نام پر تپسیا (مجاہدے) کرتا ہے تو اس کے من (نفس) کا میل دور ہوتا ہے، اور اسے مجاہدے کے دوران کھٹکنے لگتا ہے کہ یہ راستہ غلط ہے، اگر ایسے میں اس کو پتہ لگ جائے کہ راستہ صحیح کون سا ہے تو جان پر کھیل کر گویا چلتی گاڑی سے چھلانگ لگانے کو تیار ہو جاتا ہے، اور چند ایک کو چھوڑ کر جنھوں نے دھندہ بنا کر پیشہ بنا کر مذہبی تیرتھوں، مندروں یا آشرموں کے طور پر دوکانیں کھول رکھی ہیں، اکثر مذہبی لوگ اپاسک (عابد) ہوتے ہیں، چھ سو سات سو تین سو کلو میٹر بھادوں کی چلچلاتی دھوپ میں ہر کی پوڑی سے جل لے کر برسات کی اذیت ناک گرمی میں پیدل بلکہ ننگے پاؤں سفر کر کے جل لیجانے والے کاوڑئیں کروڑوں مذہبی تیرتھوں (مقدس مقامات) پر سفر کر کے جانے والے لوگ اپنے مالک کو راضی کرنے کی نیت سے جاتے ہیں، ان میں سے وہ لوگ جو سب کچھ چھوڑ کر ہری دوار، رشی کیش، اتر کاشی، پریاگ اور کاشی میں جا کر پڑ جانے والے ہیں، یہ مذہبی اور دھارمک

انسان کے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ وہ سچا حق کا پیاسا ہوتا ہے اور سال چھ مہینہ مجاہدہ کر نے کے بعد اس خود اندر سے یہ بات کھٹکنے لگتی ہے کہ یہ راستہ خود غلط ہے، ایسے میں اگر اس کو اسلام کی سچائی اور حق پہنچ جائے تو وہ دھندہ کرنے والوں کے بیچ جان کو خطرہ میں ڈال کر چلتی گاڑی سے چھلانگ لگانے کو تیار ہو جاتا ہے، ایسے میں جن کے پاس حق ہے، اسلام ہے، ان کی ذمہ داری کتنی بڑھ جاتی ہے، کہ ان بے چاروں پر ترس کھائیں، مذہب سے زیادہ تعلق سے ڈرنے اور اسے دعوت کے لئے مخالف ماحول سمجھنے کی، اور مذہبی مقامات پر زیادہ محبت اور فکر کے ساتھ دعوت کی ضرورت ہے، ادھر دولت اور زندگی کی بے راہ روی اور مادیت پرستی نے انسان کی انتر آتما (روح) کو بے چین کر دیا ہے، چین کی تلاش میں بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ، بڑے بڑے عہدوں اور یونیورسیٹیوں کو چھوڑ کر امریکہ اور انگلینڈ اور جاپان سے سکون اور سچ کی تلاش اور آتما (روح) کی شانتی کی تلاش میں آشرموں اور ست سنگوں کے سایہ میں آکر پڑ جاتے ہیں، اور بے چارے پانی کی تلاش میں ریت، اور شراب کے چکر میں اِدھر سے اُدھر، اُدھر سے اِدھر بھٹک رہے ہیں، یہاں تک کے دھرم کے نام پر سیکس اور نشہ نہ پانے کے چکر میں بے چینی سے زیادہ بے چین ہو رہے ہیں، ایسے میں اللہ کی رحمت سے مالا مال مسلمان جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت بھرے نبی ﷺ کے صدقہ میں بغیر مشکل اور مجاہدہ کے حق عطا کیا ہے، اور صحیح راہ دکھادی ہے، ان پر کس قدر ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، کہ ان بھٹکے ہوئے لوگوں کی رہ نمائی کریں، ہم دونوں بھائیوں نے بارہ سال تک حق کی تلاش میں بالکل اپنے کو مندر اور پوجا کے لئے وقف کئے ہوئے تھے، خود اندر سے کھٹکنے لگا تھا کہ حق یہ نہیں ہے، ایسے میں اللہ کے بندے نوشاد مرزا جی مل گئے، ہم نے اسلام قبول کرنے میں دیر نہیں کی، بلکہ چلتی

ٹرین سے چھلانگ لگائی کی دیر ہو جائے گی، تو ہم اور بھی منزل سے دور ہو جائیں گے۔

اس لئے میری درخواست ارمغان پڑھنے والوں سے بہت ہاتھ جوڑ کر اور بہت دل کے دکھ اور درد کے ساتھ ہے کہ مذہبی اور دھارمک لوگوں کے دھرم سے بڑھتے تعلق کو مخالف ماحول سمجھ کر ڈرنے کے بجائے، ان پر ترس کھا کر درد کے ساتھ ان کی فکر کریں، اور ان بے چاروں کو اسلام کا حق پہنچانے کی ہم بہت ہی فکر کریں، میرے لئے اور میرے بھائی کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ ہمیں دین میں ترقی دے، اور ہمیں اونچے درجہ تک پہنچانے اور میرے (پریوار) خاندان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ سب کو ہدایت عطا کردے اور سب کو شرک اور دوزخ کے راستہ سے بچائے۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، نومبر ۲۰۱۳ء

اسلام سے نفرت کرنے والوں کے گھروں میں اسلام

(۱۱۸) جناب محمد علی (متن آکودے) سے ملاقات

اقتباس

ارے جناب یہ تین مہینہ کا مسلمان آپ لوگوں کو کیا پیغام دے گا، لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ مسلمان اپنی ذمہ داری بھول رہے ہیں، جس کی وجہ سے نہ جانے کتنے لوگ روزانہ کفر کی حالت میں مر رہے ہیں، اب بھی وقت ہے مسلمان اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور دعوت کو اپنا مقصد بنائیں،

عبدالباری قریشی :السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد علی:وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال:محمد علی صاحب! ہم آپ کا انٹرویو لینے کے لئے آئے ہیں، آپ کو معلوم ہوگا کہ ارمغان میں نومسلموں کے انٹرویو شائع ہوتے ہیں؟

جواب:جی میں نے سنا ہے کہ یہ کوئی دینی میگزین ہے جس میں نومسلموں کے انٹرویوز شائع ہوتے ہیں، ویسے بھی میں نے ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' ہندی میں یہ انٹرویو پڑھے ہیں۔

سوال:نسیم ہدایت میں جتنے بھی انٹرویو لئے گئے ہیں وہ سب ارمغان سے ہی لئے گئے

ہیں؟

جواب: اچھا تو آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میرا نام تشن آکودے تھا، میرے والد کا نام رام پرساد آکودے تھا اور میری والدہ کا نام پریم بائی آکودے ہے، میری عمر بیس سال ہے، مجھ سے ایک بڑا اور ایک چھوٹا بھائی ہے، ایک بڑی بہن ہے جو جبل پور (مدھیہ پردیش) میں بجن سنگر ہے، اور ایک چھوٹی بہن ہے، میرا پورا خاندان تعلیم یافتہ ہے، ہم لوگ دیڑ تلائی (ضلع برہان پور، ایم پی) میں رہتے ہیں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: میری عمر دس سال کی تھی تبھی میرے والد کا انتقال ہو گیا تھا، گھر کی ساری ذمہ داری میرے بڑے پاپا جو پیشہ سے وکیل ہیں اور میرے بڑے بھائی پر آ گئی، میں سوریہ ونشی سماج سے تعلق رکھتا ہوں، میرے سماج کے اور میرے گھر کے لوگ مسلمانوں سے بے حد نفرت کرتے تھے، لیکن اللہ کے کرم سے بچپن سے ہی مسلمانوں سے میرے تعلقات بہت اچھے تھے، مجھے بچپن سے ہی اسلام دھرم بہت اچھا لگتا تھا، میرے سبھی دوست مسلمان ہیں، میری بستی کے غیر مسلم ہندو شدت پسند لوگ ہیں، اس لئے وہ مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں، جب میں دسویں کلاس میں تھا، اس وقت میرے گھر پر کوئی نہیں تھا تو نوراتری (دسہرے سے پہلے کی نوراتیں ہندوؤں کے یہاں بہت اہمیت رکھتی ہیں) تھی، میں گھر میں تنہا تھا، مجھے تنہائی اور اندھیرے سے بہت ڈر لگتا تھا، میں رات میں کہیں بھی نہیں جاتا تھا، اس رات میرے گھر میں کوئی نہیں تھا تو مجھے ڈر لگنے لگا،

ہمارے بزرگوں نے اس رات کے بارے میں کچھ عجیب عجیب باتیں بتا رکھی تھیں، جب مجھے ڈر لگنے لگا تو میں ڈرتا ہوا اپنے مسلم دوست کے گھر گیا، وہ عشاء کی نماز پڑھ کر آیا تو اس نے مجھے سورہ اخلاص پڑھنے کو بتائی اس کے پڑھتے ہی میرا ڈر جاتا رہا اس رات میں نے سورہ اخلاص سورہ ناس اور درود شریف یاد کر لی، اس کے بعد سے لے کر آج تک مجھے ڈر نہیں لگا، اس طرح اسلام کی طرف میرا رجحان بڑھنے لگا، اور بارہویں کلاس تک آتے آتے میں اسلام کے بارے بہت کچھ جان چکا تھا، جب بھی تبلیغی جماعت گشت کرتی تو میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو کر ان کی باتوں کو بہت دھیان سے سنتا، جو سیدھے میرے دل میں اترتیں، میں اسلام اور ایمان کے بارے میں اپنے دوستوں سے جاننا چاہا تو انہوں نے جتنی باتیں بتائیں وہ کافی نہیں تھیں، جس سے میرا ایمان بن جائے، بارہوں کلاس کے بعد میں آگے کی پڑھائی کے لئے میں اندور چلا گیا، اور وہاں انجینئرنگ کالج میں داخلہ لے کر اپنی پڑھائی شروع کر دی، جہاں میں رہتا تھا، وہاں اسلام کے بارے میں کوئی بتانے والا نہیں تھا، وہاں جتنے بھی دوست تھے، وہ سب کے سب ہندو شدت پسند تھے، اس لئے اندور میں رہ کر میرا دل بھی بجرنگ دل میں شامل ہونے کو چاہ رہا تھا، لیکن میں اس میں شامل نہ ہو سکا، وہاں پر میری دوستی مسلمانوں سے نہیں تھی، چھٹی میں گھر آتا تو یہاں کے مسلم دوستوں سے اسلام کے بارے میں جانکاری حاصل کرتا، میں زیادہ کچھ جان نہیں سکا، لیکن جتنی بھی باتیں اسلام کے بارے میں مجھے معلوم ہوئیں ان سے میرا رجحان اسلام کی طرف بڑھتا چلا گیا، مجھے اندور میں اچھا نہیں لگتا تھا، اپنے ہی گاؤں میں رہنے کو دل کرتا، اپنے دوستوں سے اسلام کے بارے میں معلومات کرتا اس پر عمل کرتا اور جب واپس اندور جاتا تو پھر اسی ماحول میں ڈھل جاتا۔

ایک رات میں اپنے دوست کے گھر گیا، اس کے والد صاحب نے مجھے اسلام کے بارے میں بہت ساری باتیں بتائیں جیسا کہ موت کے بعد کی زندگی، قبر کے حالات، جنت اور جہنم انہوں نے مجھے ہندو دھرم کی سب سے بڑی کتاب وید کے بارے میں بتایا اس طرح اسلام کی پہلی کڑی میرے ہاتھ آ گئی جسے میں نے مضبوطی سے تھام لیا اور پھر مولانا طارق جمیل صاحب قاری حنیف صاحب، مولانا جرجیس صاحب، مولانا شوکت صاحب اور ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب اور دیگر لوگوں کے بیانات سن کر میں اسلام قبول کر نے کا ارادہ کر لیا، میرے دوست نے ''فضائل اعمال'' اور مسجد کے امام صاحب نے مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کی کتاب '' آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دی، ان دونوں کتابوں کے پڑھنے کے بعد تو میرے اسلام قبول کرنے کے ارادہ میں اور مضبوطی آ گئی، اور ان دو کتابوں نے میری زندگی بدل دی اور پھر میں ۱۰ر جولائی ۲۰۱۱ء جمعہ کے روز اسلام کی شیتل چھایا میں آ گیا۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد کے گھر والوں کا اور دیگر لوگوں کا برتاؤ آپ کے ساتھ کیسا رہا؟

جواب: اسلام قبول کرنے کے دوسرے دن میرے گھر میں فساد مچ گیا، میرے گھر میں میرے پھوپھا اور پھوپھی آئے ہوئے تھے، ان سب نے مل کر مجھے مارا پیٹا اور اسلام سے پھر جانے کو کہا، لیکن اسلام میرے دل کی گہرائی میں اتر چکا تھا، اللہ سے ہونے کا یقین بن چکا تھا، اسلئے میں نے گھر والوں سے کہا کہ اسلام سچا دھرم ہے، اور اللہ ایک ہے، اس کا ئنات کا نظام ایک اللہ ہی چلا رہا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں آپ لوگ خود شرک و کفر سے بچو، اور اسلام قبول کر لو، ان لوگوں نے مجھے بہت مارا اور بہت تکلیف پہنچائی، لیکن میں

اسلام پر مضبوطی سے جما رہا، ان لوگوں نے گاؤں کے مسلمانوں کو بھی گالیاں دیں، میرے بھائی مجھ کو جان سے مارنے کی کوشش کی، لیکن میرے اللہ نے میری حفاظت کی، اور میں اپنے ایک دوست کے گھر جا کر چھپ گیا، میرے گھر والوں نے میری تلاش شروع کی، لیکن میں اپنے اللہ کی حفاظت میں تھا، اس دوران بجرنگ دل کے لوگ بھی میرے پاس آئے اور کہا تم نے دھرم بدل لیا ہے، میں نے کہا جو دھرم قبول کیا ہے، وہ سچا ہے، اللہ ایک ہے حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور یہی دھرم مرنے کے بعد نجات دلائے گا تو ان لوگوں نے بھی مجھ کو بہت ڈرایا اور پولس تھانے جا کر رپورٹ کر دی، پولس میرے پاس آئی میں نے ان کے سامنے بھی اسلام کی سچائی پیش کی، اور کہا کہ میں اپنی مرضی سے مسلمان ہوا ہوں، اس میں کسی کی کوئی زبردستی نہیں ہے، ان سب کی منشا یہی تھی کہ میں پریشان ہو کر اسلام سے پھر جاؤں، لیکن میرے اللہ کی مدد میرے ساتھ رہی، اور جتنا یہ لوگ مجھے پریشان کرتے مجھے صحابہ کے واقعات یاد آتے اور میرے اسلام میں مضبوطی آتی چلی جاتی، اسلام قبول کرنے کی وجہ سے میرے پڑھائی ادھوری رہ گئی تھی، میرے گھر والوں نے اسکول کے سرٹیفکٹ ضبط کر لئے میرے اللہ نے میری مدد کی، اور میں نے بھوپال جا کر ڈپلی کیٹ مارک شیٹ نکلوائی، اور پھر کچھ لوگوں نے میری مدد کی، جس میں خاص طور پر مفتی روشن شاہ صاحب قابل ذکر ہیں۔ اور میرا دوبارہ بیجاپور کے انجینئرنگ کالج میں داخلہ ہو گیا، اس طرح میری دوبارہ پڑھائی شروع ہو گئی۔

سوال: تعلیم پوری کرنے کے بعد آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: تعلیم پوری کرنے کے بعد ملازمت اور داعی اسلام مولانا کلیم صدیقی صاحب سے ملاقات کر کے دعوت کے کام کو اپنا مقصد بنانا ہے۔

سوال: موجودہ دور کے مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: ارے جناب یہ تین مہینہ کا مسلمان آپ لوگوں کو کیا پیغام دے گا، لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ مسلمان اپنی ذمہ داری بھول رہے ہیں، جس کی وجہ سے نہ جانے کتنے لوگ روزانہ کفر کی حالت میں مر رہے ہیں، اب بھی وقت ہے مسلمان اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور دعوت کو اپنا مقصد بنائیں، میں اپنے گھر والوں کے لئے دعا کر رہا ہوں، آپ لوگ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالی ان کو بھی ہدایت دے دیں۔

سوال: اچھا محمد علی صاحب، ہم نے آپ کا کافی وقت لیا، ہم لوگ جماعت میں آئے ہیں، ہماری تعلیم کا وقت ہو رہا ہے، اس لئے اب آپ سے اجازت چاہیں گے؟ السلام علیکم۔

جواب: میرے لئے بھی دعا کیجئے، میں بھی بہر جلدی جماعت مین جاؤں گا، انشاء اللہ، وعلیکم السلام

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، دسمبر ۲۰۱۲ء

۱۱۹ پہلے اسلام لایا، پھر مرتد ہوا، پھر ایمان لایا

جناب عبدالرحمٰن ﴿ہرموہن مشرا﴾ سے ملاقات

اقتباس

ہم تو یہ سمجھتے تھے اسلام مسلمانوں کا دھرم ہے اور ہمارے لئے ہمارے مالک نے ہندودھرم رکھا ہے، ہماری مکتی ہندودھرم ماننے میں ہے اور مسلمانوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ کلمہ اور ایمان کے بغیر کوئی آدمی دوزخ سے نہیں نکلے گا، تو کس قدر ظلم اور کھلا اندھیر ہے کہ ہم ان بے چاروں کو نہ بتائیں اور ان کو اس سب سے بڑے ادھرم پرتی سے بچانے کی کوشش نہ کریں،

احمد اواہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبدالرحمن: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال: بھائی عبدالرحمٰن! اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا کیسا کرم ہوا کہ آپ کو ایسے زمانہ میں ایمان عطا فرمایا جب فتنوں کا زمانہ ہے، آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

جواب: مولانا صاحب میں بیان نہیں کرسکتا، اس خوشی اور کیفیت کو آدمی اپنی زبان سے بیان نہیں کرسکتا مجھ آیور وید سورج پرکاش برہمن کو محض اپنی رحمت سے ایمان عطا کیا، میرے مولیٰ نے میری زندگی کو الجھائے رکھ کر زندگی کی سب سے بڑی الجھن کو سلجھا

نے کا انتظام کر دیا، کاش اللہ تعالیٰ ایمان پر میرا خاتمہ فرمائے ڈر لگا رہتا ہے کہ ایک شیطان ہر وقت میرے ساتھ لگا رہتا ہے، جس کو میں محسوس کرتا ہوں۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیں؟

جواب: میرا خاندنی نام ہری موہن مشرا، میرے والد یوگندر موہن مشرا، ہم لوگ دربھنگہ بہار کے ایک قصبہ سے آیورویدبراہمن ہیں جو اپنے کو سورج پرش سمجھتے ہیں، یعنی ہم کسی سے دان مدد لینا حرام سمجھ سکتے ہیں، ہم بھیک دے تو سکتے ہیں کسی سے لے نہیں سکتے جس طرح سوریہ سب کو پرکاش دیتا ہے لیتا نہیں، ہمارے گھر میں کھیتی ہوتی تھی میرے بڑے بھائی گجرات میں ملازم تھے میں نے ابتدائی تعلیم اپنے یہاں سے حاصل کر کے مدھوبنی سے گریجویشن کیا، شروع میں ہمارے یہاں ایک صابن فیکٹری شکری دربھنگہ میں تھی، جو کسی حادثہ کا شکار ہوگئی، تو میں نے پھر تعلیم شروع کی مینجمینٹ میں چھٹی سے ڈپلوما کیا، میرے ایک بڑے بھائی پانی پت میں ٹھیکیداری کرتے تھے، پوری زندگی لوگوں کی بھلائی اور ان کو گیان دینے اور دوسرے سے لینے کی نیت سے پورے ملک میں چکر لگا تے رہے، جگن ناتھ مشرا سے ان کی بہت قریبی تعلقات تھے درمیان میں میرے بڑے بھائی کا گجرات سے بنگال پوسٹنگ ہوا تو میں بھی چلا گیا میری نوکری بھی لگ گئی مگر وہ مجھے اچھی نہیں لگی اور میں نے ملازمت چھوڑ دی، کچھ روز ٹائپنگ سیکھی ڈرائیوری سیکھی کہ کسی طرح اپنا گزارا کرسکوں، پنجاب کے ایک بلڈر راجیت سنگھ کے یہاں میں نے بنگال میں ملازمت کر لی، ان کا یہاں سے کام ختم ہوا تو وہ مجھے پانی پت لے کر چلے گئے، کچھ روز کے بعد میں نے اپنی کنسٹرکشن کمپنی کھولی، اور ٹھیکیداری کرنے لگا، میرے ایک بھائی سعودی عرب میں تھے، ان کا فون آیا میں کلکتہ آرہا ہوں تم بھی آجاؤ، میں کلکتہ ۱۱/ دسمبر

۲۰۰۵ کو پہنچا، معلوم ہوا ان کو H.I.V کی بیماری ہوگئی، ان کی بیماری نے مجھ کو ہلا کر رکھ دیا ،دسمبر ۲۰۰۰ میں کاروبار سے پریشان ہوا، تو میری کنسٹرکشن کمپنی بند ہوگئی جن لوگوں کا کام نہیں ہوا تھا انہوں نے معذرت کر لی، میری مالی حالت بار بار بگڑتی رہی، میرے پاس ۱۱ ہزار روپئے تھے ان کو لے میں دہلی آیا، اگر وہاں کام نہ چلا تو پھر یہ بھی ارادہ تھا کہ کہیں خودکشی کر لوں گا۔

سوال: خودکشی کا خیال آپ کو کیوں پیدا ہوا؟

جواب: بھائی بیماری اور بار بار کام چلنے اور اچانک ٹوٹ جانے سے میں ہمت ہار گیا، پھر ایک کمپنی کے منیجر سے ملا، انہوں نے مجھے کام دے دیا اور کام چل پڑا، پھر ذرا کام چلا تو بھائی نے گجرات بلا لیا، گجرات میں ٹھیکیداری شروع کی، دو سال کام اچھا چلا مالک کا شکر دو سال میں اپنا مکان بنا لیا، اچانک ایک رات ہارٹ اٹیک ہوگیا، ایک وال ۹۰ ر فیصد خراب ہوگئی، BMB ہوا کسی درجہ میں صحت ہوئی تو میرے بھائی کے ایک دوست سنیل گوڑے، جو ناسک کے رہنے والے تھے، انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ اب تم اچھے ہو گئے ہو، اور اچھے ہو جاؤ اس کے لئے ناسک میں سائیں بابا کے مندر چلو، میں مشورہ مانا لوٹتے وقت راستہ میں ان کی سسرال تھی، سسرال والوں سے ان کی بنتی نہیں تھی، ان کے بستی کے ایک اللہ والے گلاب شاہ تھے، انہوں نے سنیل کی بہو کو اپنی بیٹی بنا لیا تھا، بس ان کے یہاں ہی جایا کرتے تھے سنیل نے کہا چلو، ان سے ملتے ہیں، ان سے ملنے کے بعد مجھ کو بہت سکون ملا، انہوں نے مجھے پرس میں رکھنے کیلئے ایک تعویذ بھی دیا اس ملاقات کے بعد میری زندگی میں بڑی تبدیلی آئی، میں اصل میں گھنٹوں پوجا کرتا تھا مگر اس ملاقات کے بعد پوجا بالکل من نہیں لگتا تھا، ایک دن عجیب بات پیش آئی، میں سو کر اٹھا تو میں نے

دیکھا کہ بہت نورانی شکل کی صورت خوبصورت داڑھی کونے سے آہستہ آہستہ میرے سامنے نظر پڑی، کمرے میں اندھیر ہورہا تھا، وہ صورت میرے قریب ہوگئی، میں نے سوال کیا تو کون ہے؟ کوئی جواب نہیں، قریب آکر پھر آہستہ واپس چلی گئی، میں موبائیل میں وقت دیکھا پانچ بج کر پچیس منٹ ہورہے تھے اس کے بعد میں نے سنا کہ کمرے میں اذان کی آواز آرہی ہے، ہمارے گھر کے قریب دو کلو میٹر تک کوئی مسجد نہیں ہے، ایک مسجد دور ہے مگر اس میں صبح کی اذان مائک میں دینے کی اجازت نہیں ہے، اس دن میں پوجا کے لئے موٹر سائیکل لے کر نکلا، کچھ کیلے وہاں چڑھانے کے لئے، لے لئے مگر غیر اختیاری طور پر نہ جانے نظریں مسجد کے دروازے پر پہونچیں اور چھ کے چھ کیلے خود کھا کر واپس آگیا م اور ایسا تین روز تک ہوتا رہا، تیسرے روز میں امام صاحب کے یہاں گیا اور بولا مجھے مسلمان بننا ہے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ہمیں بیوقوف بنارہے ہو، تمہیں معلوم نہیں مودی کی حکومت چل رہی ہے، جاؤ یہاں سے نکلو، دوسرے روز گیا پھر انہوں نے دھمکا دیا اور کہا اگر تم یہاں آئے تو ہم تھانے میں رپورٹ کردیں گے، میں نے سنیل گوڑے سے کہا کہ آپ میری بات گلاب شاہ سے کرائیں، گلاب شاہ نے کہا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے، آپ گھبرائیے نہیں، آپ کو اس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا، تیسرے روز پھر میں امام صاحب کے پاس گیا، کہ مجھے مسلمان بننا ہے۔

سوال: آپ کو خیال نہیں آیا کہ وہ آپ کو پھر دھمکا دیں گے؟

جواب: میرے بس میں نہیں تھا، مجھے اندر سے کوئی مجبور کررہا تھا، اس روز میں گیا تو امام صاحب کا غصہ کم تھا، میں نے کہا آپ مجھے قرآن مجید دیجئے، مسلمان نہیں کرتے تو مت کیجئے، انہوں نے مجھے سمجھایا کہ آپ مسلمان بننے کی بات دل سے نکال دیجئے، انہوں

نے مجھ سے معلوم کیا آپ کیوں مسلمان بننا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا مجھے خود معلوم نہیں کہ میں کیوں مسلمان بننا چاہتا ہوں میں نے اپنا حال ان کو سنایا، انہوں نے مجھے قرآن مجید منگوا کر کل دینے کا وعدہ کیا، اگلے روز میں گیا قرآن مجید لے کر آیا، انہوں نے مجھے بتایا کہ ہاتھ پیر دھو کر اس کو ادب سے پڑھنا ہے، میں گھر قرآن مجید لے کر آیا، تو میری بھابھی نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، انہوں نے گھر میں آفت برپا کر دی، میرے لئے گھر میں رہنا مشکل ہو گیا، میں واپس قرآن مجید لے کر مسجد پہنچا اور امام صاحب سے اجازت لی کہ آپ مجھے مسجد میں بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت دیں دے، دس روز تک قرآن مجید پڑھنے کے بعد میں نے امام صاحب سے پھر مسلمان بنانے کی درخواست کی، انہوں نے میرا پتہ لیا، اور دو روز بعد آنے کو کہا، انہوں نے اپنے لوگوں سے میری انکوئری کی، جب اطمینان ہو گیا، تو وہ مجھ کو بڑی مسجد مرکز میں لے کر گئے اور کہا کہ وہاں آپ کو کلمہ پڑھوائیں گے، امام صاحب نے مجھے غسل کرایا، اور کہا کہ کلمہ پڑھو میں نے کہا کہ مجھے چھ کلمہ یاد ہیں، انہوں نے معلوم کیا کہ تم کو کلمے کہاں یاد ہوئے؟ میں نے کہا کہ یہ تسلیمہ نسرین کی کتا لجا سے میں یاد کئے ہیں، میں نے ایک عجیب سے حال میں ی سوچتے ہوئے بھی کہ مجھے مسلمان نہیں ہونا چاہئے پھر بھی کلمہ پڑھا، مگر کلمہ پڑھ کر مجھے اندر سے ایک عجیب آزادی کا احساس ہوا، جیسے میں کسی قید سے آزاد ہو گیا ہوں، ان میرے قانونی طور پر مسلمان ہونے کا مسئلہ تھا، کوئی وکیل میرے کاغذات بنانے کے لئے تیار نہیں ہوا، ۲۰۰۸ میں کنورجن کے لئے گجرات حکومت نے بل پاس کیا تھا، میرے لئے بڑی مشکل پیش آئی، میں موٹر سائکل پر ادھر سے ادھر مارا مارا پھرتا رہا آخر میں ایک بھلے وکیل جناب شیخ امین صاحب ملے، جنہوں نے میرے کاغذات لئے، پچیس سو روپے فیس

طے ہوئی، جو مولانا اصغر علی نے اپنی جیب سے ادا کئے، اور ایک ہفتہ میں میرے کاغذات تیار ہوئے، اور میرا ایفی ڈیوٹ بنادیا۔

میں جنوری میں بنگال چلا گیا، مجھ پر کچھ قرض بنگال میں تھا میں نے موٹر سائیکل بیچ کر قرض ادا کیا، ۲۵؍فروری کو بھائی کا فون آیا، انہوں نے مجھے گجرات بلایا، میں گجرات گیا، مولانا اصغر صاحب اور سب لوگ سمجھ رہے تھے کہ میں واپس ہندو بن گیا ہوں، وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ میں ابھی تک مسلمان ہوں، بھائی بہت بیمار تھے ،ان کو لے کر پٹنہ آیا، ۲۷؍اگست ۱۰۲ کو بھائی کا انتقال ہوگیا، میرے ساتھ شیطان ہر وقت ساتھ ساتھ رہتا تھا، جو مجھے اسلام میں آنے سے روکتا تھا، بھائی کے انتقال کے بعد اس شیطان کا ڈر ہو، میں نے اسلام سے توبہ کرکی نیت کی، اور ہردوار پہنچا، پشکر گیا، بالجی کے مندر گیا، اور ویشنودیوی گیا۔

سوال: کیا آپ اپنے کو ہندو کہنے لگے اور سمجھنے لگے تھے؟

جواب: میں اپنے آپ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ تو نے مسلمان ہوکر غلطی کی ہے، توبہ کے لئے سارے تیرتھوں پر جاتا رہا مگر میرا حال ابھی بھی ڈھل مل تھا، میں مسلمان داڑھی والے کو دیکھتا تو اپنے کو مسلمان کہتا، اور ہندوؤں میں جاتا تو اپنے کو ہندو کہتا، شاید اس وجہ سے کہ میں مسلمانوں میں اپنے اسلام کا اعلان کر چکا تھا، یا اندر سے کوئی چیز مجھے مجبور کرتی تھی کہ مسلمان میں خود کو مسلمان کہوں، مجھے اپنے بھتیجے اور بھانجے اور بھائی کی خیریت لینے اور اپنے واپس ہندو بن جانے کی لئے، مطمئن کرنے لئے گجرات جانے کا خیال آیا، وہاں پہنچا تو مولانا اصغر علی نے اپنے ساتھی کے پاس سے لاکر ''آپ کی امانت'' اور ''نسیم ہدیت کے جھونکے'' ہندی میں لاکر دی، ان کتابوں نے میرے دماغ و دل سب کے

جالے صاف کر دیئے، اب مجھے اپنی منزل اور راستہ صاف دیکھائی دے گیا، اب میں نے جا کر امام صاحب جو دعوت سے جڑے تھے اور حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کے ساتھیوں کے ساتھ کام کرتے تھے سچے دل سے کلمہ پڑھا انہوں نے حضرت کا تعارف کرایا حضرت سے مجھے اب بہت محبت ہوگئی تھی اور خیال تھا کہ باقی زندگی بس پھلت جا کر حضرت کے ساتھ گذارنی ہے، مگر ایک رات میں نے پتا جی کو سپنوں میں دیکھا آنکھ کھلی تو مجھے بہت یاد آئی اور خیال ہوا کہ میرے پتا جی جو دھرم کے نام پر زندگی بھر پورے دیش میں بھرمن (طواف) بھر پھرتے رہے، اور مالک کے راستہ سے بھٹکتے رہے کہیں، میرے گھر والے اور خاندان والے بھی اسی طرح موت کی راہ نہ لیں، میں نے گاؤں جا کر سب رشتہ داروں کو دعوت دینے کی نیت سے بہار کا سفر کیا۔

سوال: مفتی مہتاب سے آپ کا تعارف کہاں ہوا؟

جواب: بہار واپسی ہو رہی تھی کہ ایک صاحب پٹنہ میں ملے انہوں نے بتایا کہ شکری میں ایک باکل مین روڈ کے قریب مرکز صفہ کے نام پر چل رہا ہے، وہاں پر نومسلموں کے لئے بھی انتظام ہے اور وہاں دعوت کی ٹرینگ بھی دی جاتی ہے، تو میں شکری گیا، اور مفتی صاحب سے ملا مفتی مہتاب صاحب نے بتایا کہ مرکز صفہ حضرت ہی کا ادارہ ہے، اور ہم لوگ حضرت کے مشورہ سے ہی کام کر رہے ہیں، بس اندھے کو دو نین مل گئے، میرے گاؤں کے اتنے قریب میں بھی میرے حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب کے لوگ مل گئے، میں نے وہاں رہنے کی خواہش ظاہر کی، مفتی مہتاب صاحب نے ایک خونی رشتہ کے سگے بھائی سے زیادہ میرا ساتھ دیا، میں اجازت لے کر گھر کا سفر کیا، میری بھابی جو گجرات میں رہتی تھی اور ماں کے انتقال کے بعد انہوں نے ماں سے زیادہ محبت سے پالا

تھا، وہ میری بالکل دشمن ہوگئی تھی، انہوں نے فون کر کے سارے گھر والوں کو بتادیا، گھر جاتے ہی میرے ساتھ زیاتی ہونے لگی، اب ان باتوں کا ذکر کرنا بھی اچھا نہیں لگتا کہ مجھے ان میں کام کرنا ہے، جب تک میری سمجھ میں اسلام نہیں آیا تھا میرا حال بھی اسی طرح کا تھا، کئی بار گھر میں پنچایت ہوئی، ایک بار خاندان کے ایک مکھیا سمجھے جانے والے میرے دور کے چچا کو بلایا گیا، سب لوگوں کے سامنے وہ بولے، کیا واقعی تو اندر سے مسلمان ہوگیا ہے؟ یا کسی لڑکی وڑکی کے چکر میں ڈھونگ بھر رہا ہے، میں نے دونوں ہاتھوں کو سینہ سے جکڑ کر بتایا کہ اگر تم کہو تو میں اپنا سینہ چیر کر کلیجہ نکال کر دکھادوں خون کے قطرے میں جگر کے ٹکڑے ٹکڑے پر لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے، میرے ساتھ ایسی ایسی زیادتیاں کی گئیں کہ بس کیا بیان کروں، کئی بار مجھے جان سے مارنے کی کوشش کی، مگر میرے اللہ نے مجھے بچایا، مفتی صاحب سے مشورہ کیا، انہوں نے شکری واپس آنے کا مشورہ دیا، واپس آیا تو مجھے وہاں دعوتی ماحول ملا، اللہ کا شکر ہے پورے بہار میں ہمارے مرکز کا تعارف ہوگیا ہے، کوئی اسلام کے بارے میں معلومات چاہتا ہے، اسلام سے دلچسپی رکھتا ہے، تو لوگ مفتی مہتاب صاحب مرکز صفہ کا پتہ بتادیتے ہیں، اور اللہ تعالی بھٹکتے ہوئے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کا مرکز ہمارا نقلی صفہ بھی اصلی صفہ کی طرح بنتا جا رہا ہے اور مفتی مہتاب اور ان کے سبھی ساتھی بہت ہی محبت سے گھر سے نکالے گئے مہاجر نومسلموں کی تربیت اور تعلیم اور ان کے مسائل کی فکر کرتے ہیں۔

سوال: آپ دہلی سے پھلت کے سفر پر کب آئے اور کیا ارادہ ہے؟

جواب: اصل میں گجرات میں حضرت مولانا کلیم صاحب سے ملنے کا بہت شوق تھا، پچھلے دنوں معلوم ہوا کہ حضرت ۸؍دسمبر کو سیوان آرہے ہیں، میں نے مفتی صاحب سے

درخواست کی، بہت سارے سوالات تھے، جو سوچے تھے کہ حضرت سے کہوں گا، ذہن میں الجھنوں کا انبار تھا، خیال تھا کہ حضرت سے کہوں گا، مگر سیوان میں بھیڑ میں مصافحہ کر کے بیٹھ گئے، حضرت نے نومسلموں کے مسائل پر بات شروع کی اور انکے غم وفکر کو اپنا غم بتا کر لوگوں کو ساتھ رہنے کو کہا، ایسے میں بیٹھے بیٹھے باتیں ہو رہی تھیں، یعنی کوئی باقاعدہ جلسہ نہیں تھا، یہاں وہاں سے لوگ آئے ہوئے تھے، مفتی مہتاب صاحب نے میرا تعارف کرایا، حضرت اٹھے تو سارے غم جیسے تھوڑی دیر میں بھلا دئے، میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت مجھے ایک بار گلے سے لگا لیجئے، حضرت نے ہنستے ہوئے چمٹایا اور بولے، آپ دین کے لئے سب کچھ چھوڑ کر آنے والے لوگوں، تو ہمیشہ سے دل وجان سے لگے ہوئے ہو، مولوی احمد صاحب بالکل سچ کہہ رہا ہوں کہ مجھے ایسا لگا کہ ماں جو مجھے ڈیڑھ سال کی عمر میں مر کر مجھے چھوڑ گئی تھی اس نے مجھے گلے لگا لیا، وہیں مشورہ ہو گیا کہ دہلی آنا ہے اصل میں ختنہ بھی کرانی تھی اور جماعت میں وقت کا لگانا تھا، حضرت نے کہا کہ ایک دو روز ساتھ رہئے، گاڑی میں بیٹھ کر اطمینان سے بات بھی ہو جائے گی، پہلے جماعت میں وقت لگا لو، بعد میں ختنہ ہو جائے گی، اس لئے دین سیکھنا فرض ہے اور ختنہ سنت ہے، دین یہ ہے کہ ہر عمل کو اس کے جگہ پر رکھئے، پہلے فرض ادا کر لو اور بعد میں سنت واپس آ کر ختنہ کرالیں۔

سوال: مفتی صاحب بتا رہے تھے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دعوت کا خوب حوصلہ دیا ہے؟

جواب: جی ہاں اللہ کا شکر ہے کہ کوئی آدمی ہو مجھے دعوت دیتے نہ ڈر لگتا ہے اور نہ مرعوبیت ہوتی ہے، میرے خالہ زاد بھائی سب سے پہلے میری دعوت پر مسلمان ہوئے، اب میں دعوت دیتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ اندر سے مجھے کوئی پڑھاتا ہے، اس سے یہ بات کہو یہ

بات کہو، اللہ کا شکر جن لوگوں کو میں نے دعوت دی سب نے کلمہ پڑھا، اور زیادہ سوالات بھی نہیں کئے۔

سوال: اب آپ جماعت میں جارہے ہیں آپ ہمارے لئے بھی دعا کیجئے۔

جواب: آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ جو شیطان مکار ہے اس سے میرے ایمان کو بچائے۔

سوال: کیا آپ کو اب بھی واپس جانے کا خیال ہوتا ہے؟

جواب: نہیں اب تو اللہ کا شکر ہے، کسی بھی جگہ میں اپنے اسلام کو چھپاتا نہیں ہوں بلکہ میرا حال یہ ہے کہ ایک طرف ایک آگ جلی ہو کہ یا تو اسلام چھوڑ دو ورنہ اس آگ میں جلو، تو انشاء اللہ انشاء اللہ اسلام نہیں چھوڑوں گا میں فوراً اس آگ میں کود جاؤں گا۔ اصل میں دودھ کا جلا چھاچھ میں پھونک مارا کرتا ہے، میرے ساتھ ایک بار بلکہ بار بار ہو چکا ہے، اس لئے ڈر لگتا ہے اور جب سے مفتی صاحب نے امام احمد بن حنبل کا واقعہ پڑھ کر سنا ایک روز تعلیم میں بتا رہے تھے کہ لوگ ان کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہہ رہے تھے وہ فرماتے تھے کہ ابھی نہیں، تھوڑی دیر میں ذرا ہوش سنبھالا تو صاحبزادوں نے معلوم کیا کہ آپ کو جب کلمہ کی تلقین کی جارہی تھی تو آپ یہ کیوں فرمارہے تھے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں، امام صاحب نے کہا شیطان میرے سامنے آیا اور بولا کہ احمد تو میرے ہاتھ سے نکل کر چلا گیا، اپنا ایمان سلامت لے گیا، تو میں نے اس سے کہہ رہا تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں، یعنی جب تک روح نہ نکل جائے، اس وقت تک ایمان کا خطرہ ہے، مجھے اس وقت تک سے تو ڈر لگنے لگا کہ ایسے بڑے امام جو دنیا کے چار اماموں میں سے تھے، ان کا یہ حال تھا کہ موت تک ایمان کا خطرہ تھا، مجھ دو دن کے مسلمان کے لئے ہر وقت خطرہ ہے، جب کیہ

ایمان آنے جانے کے واقعہ سے میں سنا ہی چکا ہوں، جب بھی یہ خیال آتا ہے تو ڈر کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، (ہاتھ کی طرف روئیں کو دیکھاتے ہوئے) دیکھئے کیسے بال کھڑے ہو گئے، اگر ایمان چلا گیا تو دوزخ میں جلنا پڑے گا، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالی ایمان پر موت دے۔

سوال: آمین، انشاء اللہ اللہ تعالی نے دیا ہے تو وہی سلامت بھی رکھیں گے، آپ ارمغان پڑھنے والوں کے لئے پیغام دیں گے؟

جواب: حضرت صاحب سیوان میں بیان کر رہے تھے کہ ایک دن رات میں ایک لاکھ چون ہزار لوگ بغیر ایمان کے مر جاتے ہیں، ان بے چاروں کا بالکل پتہ نہیں کہ ایمان اتنا ضروری ہے کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں، یہ بات میں مذہبی برہمن خاندان سے تعلق رکھتا ہوں، ہمارے خواب میں بھی کبھی نہیں آیا کہ اسلام ہمیں قبول کرنا چاہئے، ہم تو یہ سمجھتے تھے اسلام مسلمانوں کا دھرم ہے اور ہمارے لئے ہمارے مالک نے ہندو دھرم رکھا ہے، ہماری مکتی ہندو دھرم ماننے میں ہے اور مسلمانوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ کلمہ اور ایمان کے بغیر کوئی آدمی دوزخ سے نہیں نکلے گا، تو کس قدر ظلم اور کھلا اندھیر ہے کہ ہم ان بے چاروں کا نہ بتائیں اور ان کو اس سب سے بڑے ادھرم پرتی سے بچانے کی کوشش نہ کریں، جب کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا، ہمیں ہی کام کرنا ہے، بس اس کی فکر کریں اور اس خطرے کو محسوس کریں۔

سوال: جزاک اللہ، آپ نے بہت اچھی بات کہی، بہت بہت شکریہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، جنوری ۲۰۱۳ء

۱۲۰ ظالم مرد کا عورت پر ظلم

آسیہ بیگم ﴿مہاجرہ﴾ سے ایک ملاقات

اقتباس

ان بے سہارا ایمان کے لئے گھر بار چھوڑ کر آنے والے مہاجروں کے لئے مسلمان کو خصوصاً ان عورتوں کے لئے ضرور کچھ کرنا چاہئے ،اور کوئی ایسا قانون اور شریعت کی طرف سے حل ہونا چاہئے ، پہلے ان کا گارجین اور سرپرست ہو جس کو کچھ کارروائی کرنے کا قانونی حق بھی ہو، لڑکے اور مرد کو یہ احساس رہے کہ اس کی ہمدردی اور اس کی طرف سے قانونی چارہ جوئی کر نے والا کائی ہے، ورنہ اب مسلمانوں میں اللہ کا خوف کر کے ان بے چاروں پر ترس کھانے والے لوگ کم ہیں،

سدرہ ذات الفیضین :السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آسیہ بیگم :وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال: سنا ہے آپ نے راجستھان چھوڑ دیا ہے؟

جواب: ہاں بہن مجھے تین سال ہو گئے وہاں سے آئے ہوئے۔

سوال: آب آپ کہاں رہ رہی ہیں؟

جواب: میں اب دہلی جیت پور میں رہ رہی ہوں۔

سوال: اپنے شوہر کے ساتھ آپ راجستھان سے آکر رہ رہی ہیں؟

جواب: نہیں بہن میرے اللہ نے شاید شوہر کا سکھ میرے مقدر میں نہیں رکھا، اب میں اکیلے اپنے بچوں کے ساتھ رہ رہی ہوں۔

سوال: اچھا تو آپ کے دوسرے شوہر بھی آپ کے ساتھ نہیں رہتے، ان کو کیا ہوا؟

جواب: بہن انہوں نے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا، اصل میں جس عورت کے ساتھ بچے ہوں اس کے ساتھ دوسری شادی کرنا اچھا ہی نہیں، ہمارے پیارے نبی ﷺ ان عورتوں کو جو اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لئے نکاح سے صبر کرے، اتنے اجر، اور جنت کے وعدے اسی لئے کئے ہیں۔

سوال: ہم نے سنا ہے کہ انہوں نے بڑے جذبے کے ساتھ شادی کی تھی۔ پھر کیا ہوا؟

جواب: بہن جذبہ کا اظہار کرنا تو آسان ہے، اس کو نبھانا مشکل ہے، جس قدر جذباتی ہو کر انہوں نے شادی کی تھی، اسی طرح جذباتی ہو کر میرے اور میرے بچوں کے ساتھ ظلم کیا، اسی جذباتی انداز میں بے رحمی کے ساتھ طلاق دے کر مجھے گھر سے نکال دیا۔

سوال: ذرا تفصیلات بتائیں؟

جواب: اصل میں ایمان قبول کرنے کے بعد جو پریشانیاں اور مشکلات آئیں، راہ عشق کی منزلیں ہیں، جو اللہ سے محبت کرنے والوں کو شراب محبت سمجھ کر ٹھنڈے شربت کی طرح پی جانی چاہیں ان کو ذکر بھی ناشکری ہے، صحابہ کی وہ قربانیاں جن کو ہم فخر کے طور پر پڑھتے اور یاد کرتے ہیں، وہ ایمان قبول کرنے کی وجہ سے ہی تو ہیں، ان کا ذکر کرنا اچھا نہیں سمجھتی مگر حضرت نے مجھے حکم دیا ہے کہ وہ باتیں جو شادی کے بعد پیش آئیں ضرور ذکر کروں، تاکہ ارمغان پڑھنے والوں کے سامنے مسئلہ کی اہمیت آجائے، اور ارمغان

پڑھنے والے دائی سر جوڑ کر اس مسئلہ کی نزاکت کو سمجھ کر حل کرنے کی کوشش کریں۔

سوال: آسیہ باجی! آپ اپنے خاندان اور اپنے اسلام قبول کرنے، اور اپنی شادی اور شادی کے بعد کے حالات ذرا تفصیل سے بتائیے؟

جواب: بہن! میں ۴/ جون ۱۹۷۷ء کو فرید آباد میں ایک جاٹ خاندان میں پیدا ہوئی، اور میرے والد ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازم تھے، میرا ایک بھائی اور ایک بہن ہے مجھ سے چھوٹے ہیں، میری والدہ گھریلو خاتون تھیں، البتہ انٹرمیڈیٹ تک پڑھی ہوئی تھیں، میں تیرہ سال کی تھی، تب میرے والد کا ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا، میری والدہ نے سلائی اور سورتیوں کے ہار بنا کر ہم بھائی بہنوں کی پرورش کی، ہماری نانہال بھی بہت غریب تھی، بھائی کی تعلیم کا کوئی انتظام نہ ہو سکا، وہ ۱۸/ سال کی عمر میں کسی کے ساتھ روزگار کے لئے ممبئی چلا گیا، شروع میں وہ تیسرے چوتھے مہینے آتا، کچھ تھوڑی رقم ماں کو دیتا مگر تین دن کے بعد ممبئی میں اس نے اپنی مرضی سے شادی کر لی، اور پھر آنا بند کر دیا میری ماں نے انٹر کے بعد مجھے نرسنگ کا ایک ڈپلومہ کرا دیا، میں نے ملازمت کر لی، گھر میں ماں کے ساتھ سلائی اور ہار بنانے کا بھی ہم دونوں بہنیں کام کرتی تھی، ہسپتال کی نوکری کے دوران میں نے اپنے چھوٹے بہن کی شادی کا پروگرام بنایا، اچانک میری ماں کو فالج پڑ گیا اور وہ معذور ہو گئیں، میں اس خیال سے کہ وہ ہم لوگوں کے صدمہ سے ہیں، بڑی کوشش کر کے ایک ڈاکٹر جو پی اے ایس تھے رشتہ طے کر دیا، لڑکے والوں کی طرف کچھ مانگیں بھی تھیں، میں نے قسطوں پر گاڑی وغیرہ نکلوائی، اور بہن کی شادی کی، ماں کی بہت خدمت کرتی تھی، اس غربت میں ماں کی معذوری میں میری جوانی ڈھلی جاتی تھی، ماں بہت دکھی رہتی تھیں، میں ان کے دکھ کو سمجھتی تھی، اس لئے میرا ارادہ تھا کہ میں ان کی

زندگی میں شادی نہ کروں گی، مگر میں نے محسوس کیا کہ میری جوانی ڈھلتی دیکھ کر وہ سکھی نہیں رہ سکتیں، میں نے اسپتال کے ایک کلرک جن کی عمر مجھ سے دس سال زیادہ تھی، اور ان کی شادی ہوگئی تھی، وہ کرنال کے رہنے والے تھے، ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی، تیرہ سال شادی کو ہو گئے تھے، ڈاکٹر نے انہیں ان کی پہلی بیوی کے بارے میں بتایا تھا کہ ان کے بچے نہیں ہو سکتے، ان سے شادی کی بات کی، اور ماں کو خوشی کے لئے ان کو تیار کیا کہ وہ ہمارے گھر یہ نہ بتائیں کہ ان کی ایک شادی پہلے ہو چکی ہے، میرے شوہر اپنے دور کے کچھ رشتہ داروں کے ساتھ میرے گھر آئے، اور مجھ سے شادی ہوگئی، شادی کے بعد میرے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی، اس دوران میرے ماں کا بھی انتقال ہو گیا، اللہ کا کرنا میرے شوہر کی پہلی بیوی سے بھی دو بچے ہو گئے، اور کس طرح ان کو مجھ سے شادی کا پتہ لگ گیا، میری ساس سسر اور میرے شوہر کے گھر والے سب میں آگ کی طرح خبر پھیل گئی، میرے شوہر کا جینا مشکل ہو گیا، سسرال والوں نے مقدمے کر دیئے، انہوں نے ہمت ہار کر مجھے چھوڑ دیا تینوں بچوں کے ساتھ میں اپنے گھر میں تنہا رہتی تھی، میں بہت پریشان تھی، میرے گھر میں ایک کے بعد ایک کوئی حادثہ ہوتا رہتا تھا، ایک بار میرا بچہ چھت سے گر گیا، ایک مہینہ تک بے ہوش رہا، میں نے بڑی کوشش سے اس کو پنت ہوسٹل میں داخل کیا، دو بچے چھوٹے تھے، میری ایک ساتھی نرس ساجدہ مسلمان تھی، وہ اس بری گھڑی میں مجھے مسجد کے امام مولانا صاحب کے پاس لے کر گئی، اور بچہ کے لئے جو ایک مہینہ سے بے ہوش تھا، پانی دم کرنے اور میرے لئے کچھ پڑھنے کے لئے پوچھا، امام صاحب جو میوات میں سوہنا کے رہنے والے ہیں، انہوں نے پانی دم کر کے دیا اور مجھے روزانہ سو بار یاہادی یارحیم صبح صبح پڑھنے کو بتایا، میں نے یاہادی یارحیم پڑھنا شروع کیا،

ساتواں دن تھا، میں سوئی تو میں پیارے نبی ﷺ کی زیارت کی، بہت خوبصورت نور سے بھرا ہوا چہرہ، مجھ سے فرمایا، بیٹی! میں محمد ﷺ تمہارا رسول ہوں، چلو تمہارے بچہ کو دیکھنے آیا ہوں، میں ہسپتال کے باہر کھڑی تھی، آپ ﷺ کو لے کر میں وارڈ میں گئی تو میں نے اپنے بچہ کے پاس لے جا کر ان کو بتایا کہ یہ میرا بچہ ہے، ایک مہینہ سے بے ہوش ہے آپ ﷺ نے اس بچہ کے سر پر ہاتھ رکھا، اور کچھ پڑھا، اور پھونک ماری، بچہ نے آنکھ کھول لی، اور بیٹھ گیا، میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا بچہ کروٹ لے کر مجھ سے چمٹا پڑا ہے، میں نے حیرت سے اس کو سیدھا کیا، تو اس نے آنکھ کھول دی، ڈاکٹر راونڈ پر آئے انہوں نے بچہ کو کو ہوش میں دیکھا تو اس سے بات کی اس نے ایک دو جواب دئے، میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی، میں نے ساجدہ کو بہت شکریہ ادا کیا پابندی سے صبح کے بجائے روزانہ صبح شام، یا ہادی یا رحیم پڑھنے لگی، مجھے یہ پڑھ کر بہت سکون ملتا تھا، اب میں ہر وقت یا ہادی یا رحیم پڑھنے لگی، مجھے خواب میں دوبارہ ہمارے نبی ﷺ کی زیارت کا بہت شوق ہوا، میں یا ہادی یا رحیم پڑھ کر اپنے مالک سے دعا کرتی تھی، مالک مجھے ایک بار، اور میرے رسول ﷺ کے درشن کرا دو، میرا بچہ ہسپتال سے آ کر چلنے پھرنے لگا، ایک رات میں بہت دعا مانگ کر سوئی، تو میں نے دیکھا پیارے نبی ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں، میں بچوں کی طرح قدموں سے لپٹ گئی، اور رو رو کر میں نے فریاد کی میرے رسول، آپ مجھے بتائیں کہ میرے دکھوں کا انت (آخر) کب ہے، کب اس دکھیاری زندگی سے نکلوں گی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے محبت سے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا بیٹی یہ زندگی تو عارضی اور سفر کی ہے، موت کے بعد اصل زندگی ہے وہ ہمیشہ رہے گی جب تم یہاں کا تھوڑا سا دکھ اور غم نہیں سہہ سکتی ہو تو پھر وہاں کیا کرو گی، میں نے کہا اچھا وہاں کی خوشیوں کے لئے کچھ

بتادیں، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا وہاں تو سورگ صرف مسلمان ہو کر ملے گی، میں نے کہا میں کس طرح مسلمان ہو سکتی ہوں، اور مسلمان ہو کر میں اس سماج میں کس طرح رہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹی یہ سماج تمہیں اللہ کی پکڑ سے بچانے والا نہیں، میں نے کہا تو پھر مسلمان ہونے کا طریقہ بتادو، تاکہ میں وہاں تو دکھ سے بچ جاؤں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، کہ کلمہ پڑھو، سچے دل سے مسلمان ہونے کا ارادہ سے، میں نے کہا آپ مجھے پڑھا دیجئے، تو اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے کلمہ شہادت پڑھوایا، میری آنکھ کھل گئی، میرے دل کا عجیب حال تھا، جیسے سارے رنج و غم مٹ گئے، اور ایک نئی زندگی مجھے ملی ہو، میں نے ساجدہ کو فون کیا اور اسے بلایا، رات کا خواب بتایا اور امام صاحب سے ملانے کو کہا ساجدہ کے ساتھ ہم امام صاحب کے پاس گئے، انہوں نے کہا مبارک ہو، آپ کو خود اللہ کے رسول ﷺ نے کلمہ پڑھوایا آپ کے ساتھ میں بھی کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں، میری آنکھ کھلی تھی تو میں کلمہ پڑھ رہی تھی، اور کلمہ مجھے خوب یاد تھا، میں نے کہا کلمہ تو مجھے یاد ہے، میں نے کلمہ پڑھ کر سنایا، میرے ساتھ انہوں نے بھی کلمہ کو دہرایا، اور میرا نام آسیہ رکھا، حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' اور ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' دی میں نے اس کتاب کو پڑھا تو اسلام سمجھ میں آیا مرنے کے بعد حقیقی زندگی کا حال معلوم ہوا، مجھے خیال ہوا، ان مشکلوں میں میرے اللہ نے کیسی بڑی نعمت کے لئے راہ نکالی، اب مجھے دین سیکھنے اور اسلام کا جاننے کا شوق ہوا، ساجدہ بھی کچھ نہیں جانتی تھی، ہمارے علاقے میں کوئی ایسا مسلمان گھرانہ بھی نہیں تھا، جس میں جا کر کسی عورت سے دین پڑھ سکتی، میں ساجدہ کو لے کر پھر امام صاحب کے پاس گئی، امام صاحب نے کہا کہ آپ کسی دین کے جاننے والے سے شادی کرلیں، انہوں نے کہا میرے جاننے والے

ایک مولانا صاحب ہیں، جن کی بیوی کا چار مہینہ پہلے انتقال ہو گیا ہے، وہ سہارنپور کے رہنے والے ہیں، جے پور میں رہتے ہیں، ان سے بات کر لیتا ہوں ایک ہفتہ بعد مولانا صاحب آئے اور بات طے ہو گئی شروع میں میں نے اپنے بچوں کی وجہ سے خود ذرا انکار کیا، مگر انہوں نے کہا یتیم بچوں کی پرورش کے ثواب کی وجہ سے میں تم سے نکاح کر رہا ہوں، امام صاحب نے جمعہ کے روز میرا نکاح پڑھایا، مولوی صاحب نے وعدہ کیا تھا، دو چار مہینہ جے پور میں رہ کر میں بھی فرید آباد میں منتقل ہو جاؤں گا، وہ مجھے لے کر جے پور چلے گئے، شروع میں ایک مہینہ کے لئے بچے ساجدہ کے پاس چھوڑ دیئے، پہلی رات میں مجھے اندازہ ہوا کہ مولوی صاحب میں مال کا لالچ ہے، انہوں نے کہا کہ فرید آباد کا مکان بیچ کر جے پور میں مکان لے لو، یہاں میرا کام سیٹ ہے، تین دن کے بعد پڑوسن سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے بتایا کہ تم نے بہت غلط فیصلہ کیا، یہ تو بہت ظالم اور جلاد آدمی ہے، پہلی بیوی کو پیٹ پیٹ کر مار ڈالا، کسی بھی حالت میں مارتا تھا، شروع میں فرید آباد کا مکان بیچنے کے لئے تیار ہو گئی تھی، مگر جب لوگوں سے ان کے حالات معلوم ہوئے تو میں نے منع کر دیا، بہر حال میں اپنے بچوں کو فرید آباد سے لے آئی، بچوں کے آنے کے بعد تو ان کی حال بہت برا تھا، ہر وقت مجھے طعنہ دیتے اس بار رات کو میں کہاں سے کھلاؤں گا، میں نے کہا میں کرایہ کا کمرہ لے کر ان کو رکھ لیتی ہوں، اور کسی ہسپتال میں ملازمت کر لیتی ہوں، شروع میں تو وہ بولے لوگ کہیں گے کہ مولوی کی گھر والی نوکری کر رہی ہے، مگر بعد میں راضی ہو گئے، وہ عجیب جاہل سوچ کے آدمی تھے، بات بات پر بچوں کو ڈنڈا مارنا، اٹھا اٹھا کر دے مارتے تھے، روز ایک ظلم کرتے تھے ایک پیسہ مجھے خرچ دینے کے بجائے جب مجھے تنخواہ ملتی تھی، ایسا ماحول بناتے کہ مجبوراً مجھے اسمیں سے کچھ دینا

پڑتا تھا، میرا بیٹا چھت سے گرنے کی وجہ سے دماغی لحاظ سے کچھ کمزور سا ہو گیا تھا اس کے ساتھ بہت برا سلوک کرتے تھے، مار مار کر کمر نیلی کر دیتے، جو ہاتھ میں آتا مار دیتے، میں نے فرید آباد کا مکان کرایہ پر دے دیا تھا، اس کا کرایہ خود ہی وصول کر لیتے تھے، میرے مسلمان ہونے پر طعنہ دیتے، مجھ سے کہتے تھے، میں تم چاروں کو قتل کر کے چھوڑوں گا، میرے پاس پاگل پن کا ڈاکٹری سرٹیفیکٹ ہے۔

سوال: آپ نے پڑوس میں مسلمانوں سے یا پولس سے شکایت نہیں کی؟

جواب: اصل میں جب ظالم شوہر کو یہ احساس ہو کہ لڑکی کا کوئی میکہ والا نہیں ہے، یا وہ کمزور ہیں تو پھر وہ اور بھی ظالم بن جاتا ہے، میں نے بہت سے مسلمانوں سے کہا مگر لوگوں نے بس دکھ کا اظہار کیا، ایک حاجی صاحب نے کہا، میں آپ کو اپنی بیٹی بناتا ہوں، اور میں ساتھ دوں گا، مگر بس ایک بار کہہ کر وہ بھی چپ ہو گئے ایک رات میرے تینوں بچے یہاں تک کہ چھوٹی بچی کو اتنا بے تحاشا مارا، بچوں کا پورا جسم مارے سوج گیا، میں ساری رات اللہ کے سامنے فریاد کرتی رہی، اگلے دن وہ پورے دن گھر نہیں آئے رات کو نہ جانے کب کس جنون میں تھے، آئے مجھے مارنے لگے، میں نے ہاتھ پکڑ لیا اور مرتا کیا نہیں کرتا، ہاتھ میں کاٹ لیا، بس پھر تو کیا تھا، رات کو ۱۲ ربجے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا میں اپنے بچوں کو لے کر بس اڈہ پہنچی، اور فرید آباد ساجدہ کے گھر گئی، ساجدہ مجھے امام صاحب کے پاس لے کر گئی، امام صاحب بہت دکھی ہوئے، مجھ سے بار بار معافی مانگی اور بولے مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ ایسے ظالم ہیں، میں تو سمجھتا تھا کہ وہ مولوی آدمی ہے، اللہ کے لئے رحم دلی سے بچوں کی پرورش کریگا، امام صاحب نے کہا کہ آج رکو، میں مولانا کلیم صاحب ایک حضرت ہیں، جو یہ کام کرتے ہیں، اور

ایسے معاملوں میں لوگ ان کے یہاں جاتے ہیں، میں صبح کو ان سے وقت لیتا ہوں انہوں نے فون کیا، معلوم ہوا کہ آج حضرت دہلی میں ہیں، وہ مجھے لے کر دہلی آئے، بچوں کے کرتے اٹھا کر جب حضرت کو دکھائے تو حضرت کے پاس جتنے لوگ تھے، سب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، بار بار معافی مانگتے تھے، میری بہن تو ہم سبھی مسلمانوں کو معاف کر دو، میں ایک مہاجر بچی کو جے پور میں شادی کر کے کھو چکا ہوں، حضرت کہنے لگے، مردوں کے عورتوں کے ظلم سن سن کر یہ حال ہو گیا ہے کہ کسی مسلمان کے مرتد ہونے پر مجھے اتنا طبعی دکھ اور غم نہیں ہوتا، جتنا یہ معلوم کر کے دل تڑپ جاتا ہے کہ مسلمان مرد نے اللہ کے لاڈلے رسول ﷺ کا کلمہ پڑھ کر اور آپ کا امتی ہو کر بیوی پر ظلم کیا ہے، دو سال میں نے نہ جانے کس طرح گذارے، میرا وزن کم ہو کر ۴۰ رکلو رہ گیا تھا، مولانا صاحب نے مجھے میرٹھ کے ایک مدرسہ میں کچھ وقت دین سیکھنے کا مشورہ دیا، میں نے بھی غنیمت سمجھا، ایک سال میں مدرسے میں رہی، مدرسہ والوں نے اللہ کا شکر ہے میرے ساتھ بڑا اچھا معاملہ کیا، ایک سال میں میں نے قرآن مجید پڑھ لیا، اردو پڑھنا سیکھ لی، میرے دونوں بچے لڑکوں کے مدرسہ میں جانے لگے، ایک سال کے بعد حضرت کے مشورہ سے میں فرید آباد آ گئی، یہاں مکان خالی کرا لیا، اور ایک ہسپتال میں نوکری کر لی، میرے دو بچے مدرسہ میں پڑھتے ہیں اور بچی کو میں نے اسکول میں داخل کر دیا ہے، اس کو دینیات میں خود پڑھا رہی ہوں اس بچی کو ساری سنتیں یاد کرا کے میں نے حضرت کے مشورہ سے ایک مدرسہ میں داخل کیا ہے، میرے اللہ کا شکر ہے وہ بچے سنتوں پر عمل کرتے ہیں، میرے ایک بچے کا نام حسن دوسرے کا حسین رکھا ہے، اور بچی کا نام فاطمہ ہے، اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں رکھا، سب بچے جب چھٹیوں میں آتے ہیں، تو ان کو اللہ کے

رسول ﷺ کی سیرت پر تقریر یاد کراتی ہوں، وہ بچے اپنے مدرسے میں سب سے نیک اور ہوشیار سمجھے جاتے ہیں۔

سوال: آپ کے دونوں بچے جبہ اور صافہ میں کتنے پیارے لگ رہے ہیں، کیا یہ مدرسہ کی ڈریس ہے؟

جواب: نہیں، میں کوشش کرتی ہوں کہ میرے بچوں میں اللہ کے رسول ﷺ کی ایک ایک سنت سے عشق ہو جائے، الحمد للہ میرے بچوں میں ہے بھی، بے داڑھی والے اور فیشن والے لوگ اچھے نہیں لگتے، ہمارے گھر میں زیادہ تر وقت اسی میں لگتا ہے، ہمارے نبی ﷺ کی سنتیں کیا ہیں، مجھے بھی سنت کے خلاف کوئی ہندو بھی کام کرتا ہے، مثلاً کوئی الٹے ہاتھ سے کھانے لگے یا کپڑا جوتا الٹی طرف سے پہننے لگے تو دم سا گھٹتا ہے، میرے اللہ کا شکر ہے کہ میرے نبی ﷺ نے مجھے کلمہ پڑھایا، میری خواہش تو یہ ہے کہ میرے بچے ان کی نسلیں ایک ایک سنت پر جان دینے والی ہوں۔

سوال: ماشاء اللہ کیا قابل رشک حالات ہیں، اب آپ تنہائی میں گھبراتی نہیں ہیں؟

جواب: ایسی دوسراہٹ سے تو لاکھ گنا یہ تنہائی اچھی ہے، اپنے بچوں کی تربیت کے لئے نکاح سے صبر پر جو اجر اور آخرت کے جو وعدے ہیں وہ اسی لئے ہیں۔

سوال: ارمغان پڑھنے والوں کے لئے کوئی پیغام دیں گی؟

جواب: ان بے سہارا ایمان کے لئے گھر بار چھوڑ کر آنے والے مہاجروں کے لئے مسلمان کو خصوصاً ان عورتوں کے لئے ضرور کچھ کرنا چاہئے، اور کوئی ایسا قانون اور شریعت کی طرف سے حل ہونا چاہئے، پہلے ان کا گارجین اور سرپرست ہو جس کو کچھ کارروائی کرنے کا قانونی حق بھی ہو، لڑکے اور مرد کو یہ احساس رہے کہ اس کی ہمدردی اور اس

کی طرف سے قانونی چارہ جوئی کرنے والا کافی ہے، ورنہ اب مسلمانوں میں اللہ کا خوف کرکے ان بے چاروں پر ترس کھانے والے لوگ کم ہیں، یا سب سے اچھا حل وہ ہے جو اسلام نے بتایا ہے، لوگوں میں یعنی مسلمانوں میں دعوتی جذبہ پیدا ہو جائے، اگر مسلمان اپنے کو داعی سمجھنے اور جاننے لگے تو پھر خود ہی وہ اپنے قابو میں رہیں گے، وہ ظلم کرنے کے بجائے دعوتی نشانوں کی وجہ سے ظلم سہنے اور صبر کرنے والے بن جائیں گے۔

سوال: واقعی آسیہ باجی، آپ کی کہانی بہت درد بھری ہے، آپ نے دل کو چھلنی سا کر دیا، ایسے میں پھر آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت نہیں ہوئی؟

جواب: الحمد للہ مجھے فرید آباد آکر دوبارہ اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت ہوئی، ایک بار میں مدینہ گئی، میں آپ کے حجرہ میں تھی میں نے اپنا دکھڑا کہنا شروع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو میری بیٹی ہے، اسلام کے لئے میں نے کتنے دکھ سہے، اہل بیت نے سہے، میرے صحابہ نے بھی سہے، تو تو ان کے صف میں پہنچ گئی، آنکھ کھلی تو اپنا غم بھول گئی، دوسری بار میں نے دیکھا جنت میں ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور فرمایا چل بیٹی اللہ کے دیدار کے لئے چلتے ہیں، میرا ہاتھ پکڑ کر ایک زینہ سے چڑھ رہے تھے میری آنکھ کھل گئی، الحمد للہ اس کے بعد مجھے احساس بھی نہیں ہوتا کہ میں نے زندگی میں غم اٹھائے ہیں، کسی سے کبھی ذکر بھی نہیں آتا، آج تو حضرت نے بہت زور دے کر کہا کہ اس کا ذکر کرنا تاکہ ارمغان پڑھنے والوں کو مسئلہ کا احساس ہو اور وہ اپنے علاقہ میں اس کا نظم کریں۔

سوال: بہت بہت شکریہ واقعی آپ نے اچھا کیا اس کا ذکر کر دیا، اچھا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، فروری ۲۰۱۳ء

(۱۲۱) عیسائی عقائد فاسدہ کا قرآن میں جواب
ایک جرمن ڈاکٹر الفرید ہوف مین کا قبول اسلام

اقتباس

وہاں کے لوگوں کی ایمانی قوت نے مجھے بہت متاثر کیا، میں وہاں یہ بھی دیکھا کہ کیتھولک عیسائی ہونے کی وجہ سے اللہ، وحی، آخرت، فرشتوں اور اخلاقی اصولوں کے بارے میں جو عقائد ہیں ویسے ہی عقائد ان کے بھی ہیں، اسی دوران رمضان کا مہینہ آیا اور مجھے قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ پڑھنے کا ملا گو اگرچہ معیاری نہیں تھا، پھر بھی اس سے بہت متاثر ہوا، قرآن مجید کے مطالعہ کے دوران مجھے وہ آیت ملی جس میں کہا گیا کہ کوئی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اس آیت پر میں غور کرتا رہا، ایک بار جب میں جنوبی الجزائر کے ایک نخلستان میں مقیم تھا، تو میں نے وہاں ایک شخص سے آیت کا مطلب پوچھا اس نے کہا کہ یہ آیت دو افراد کے درمیان معاملہ پر روشنی ڈال رہی ہے بلکہ اسلام کے بنیادی اصول کو پیش کر رہی ہے،

میں نے اسلام قبول کیوں کیا اس کا جواب دینا بہت مشکل ہے، ویسے اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق پر منحصر ہے، یہ سوال ایسا ہے جیسا کسی شوہر سے پوچھا جائے کہ اپنی بیوی سے کیوں محبت کرتا ہے؟ یا اسی طرح بیوی سے دریافت کیا

جائے کہ وہ اپنے شوہر سے کیوں محبت کرتی ہے؟ تو اس کا کوئی منطقی جواب نہیں دیا جا سکتا پھر بھی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے قبول اسلام کے بہت سارے اسباب و محرکات تھے، میں ۱۹۳۰ء میں ایک راسخ العقیدہ کیتھولک عیسائی گھرانہ میں پیدا ہوا، اس وقت جرمنی میں نازی حکومت تھی، دوسری عالمی جنگ اپنے شباب پر تھی، جرمنی، برطانیہ اور امریکہ وغیرہ سے برسر پیکار تھا، اور وہاں بی بی سی سننے کی سزا موت تھی، میں طلباء کی ایک خفیائی تنظیم jesuits سے وابستہ ہو گیا، اس کے ممبران میں اسی فیصد طلباء ایسے تھے جو اپنی کلاس میں نمایاں تھے، ہم تنظیم کے پلیٹ فارم سے خفیہ عیسائیت کی تبلیغ کر رہے تھے، جب ہٹلر کی فوجیں جنگ میں ناکام ہوئیں اور امریکی فوجیں ہمارے شہر میں داخل ہوئیں تو لگتا تھا کہ موت ہمارے ساتھ ساتھ ہے، اس کی وجہ سے میرے یقین میں اضافہ ہوا کہ موت کبھی بھی آسکتی ہے۔

ایک کیتھولک راسخ العقیدہ گھرانہ میں پیدائش کے باوجود عیسائی عقائد میرے حلق سے نیچے نہیں اتر رہے تھے، تین خداؤں کا عقیدہ، مریم کا خدا کی ماں ہونا، پیدائشی گناہگار ہونا، یا آدم نے جو گناہ کیا اس کا بوجھ ہر انسان کو اٹھانا اور انسانوں کو گناہوں سے نجات دلانے کے لئے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھنا، یہ سب عقائد میری سمجھ میں نہیں آتے تھے، ان کے مقابلے میں مجھے اسلامی عقائد اور تعلیمات مدلل اور معقول معلوم ہوتے تھے جب میں اپنے بزرگوں اور اساتذہ سے ان کے بارے میں دریافت کرتا تو ان کا جواب یہ ہوتا کہ یہ سب راز ہے، بس ان پر عقیدہ رکھنا چاہئے، میں ان سے کہتا کہ میں ان پر یقین کرنے کو تیار ہوں، لیکن وہ میری سمجھ میں تو آئیں؟ میں سوچتا تھا کہ کیا اللہ تعالیٰ کے پاس انسانیت کو راہ راست پر لانے کے لئے اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں تھا کہ اس

نے ایک بچہ کو جنم دیا پھر اسے ذلت کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا، اس طرح سے انسانوں کی معافی کا انتظام کیا، ایک اور بات یہ ہے کہ عیسائیت اس کا دعویٰ کرتی ہے کہ وہ محبت پر مبنی ہے، جب کہ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر عیسائیوں کا طرز عمل اس سے میل نہیں کھاتا۔

جرمنی میں ابتدائی تعلیم کے بعد میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے امریکہ گیا اور وہاں سماجیات کا مطالعہ کیا، امریکہ میں قیام کے دوران میں اکثر شام کو سڑکوں پر دوڑتی ہوئی کاروں سے لطف لیتا، اور مختلف مقامات کی سیر کرتا تھا، ایک دن میں جس کار میں بیٹھا تھا اس کی شدید ٹکر دوسری کار سے ہوگئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا، اس وقت ڈاکٹروں نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم سے کوئی کام لینا چاہتا ہے، ورنہ ممکن نہیں تھا کہ تم اس حادثہ میں بچ جاتے، اس سے میرے یقین میں اضافہ ہوا کہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے، پھر میرے پیشاب میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی، اس کا انکشاف اس وقت ہوا جب میں جرمنی میں فارن سروسز میں شامل تھا ہوا اور مجھے سعودی عرب جانے کے لئے کہا گیا، چیک اپ کے بعد ڈاکٹروں نے بتایا کہ مجھے کینسر ہوسکتا ہے، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں تھی، میری کیتھولک بیوی اس سے قبل کینسر سے مر چکی تھی، پھر بھی میں پریشان نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے صبر سے کام لیا، کچھ باتوں کی وجہ سے ایک گردہ سے محروم ہونا پڑا، اس وقت بھی میں یہی سوچا کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہے کہ اس نے ایسی بیماری میں مجھے مبتلا کیا اور میرا ایک گردہ نکال دیا گیا۔

فارن سروس کے دوران مجھے الجزائر جانے کا موقع ملا، وہاں میں ایک خاص مشن پر تھا، اور فرانس میں سامراجیت وہاں کے لوگوں پر بے پناہ ظلم کر رہی تھی جو نا قابل بیان ہے، ہر ماہ ایک ہزار افراد فوجیوں کی گولیوں سے بھون دیے جاتے تھے، پھر بھی میں

دیکھا کہ وہاں کے لوگ کو اللہ تعالیٰ پر بہت اعتماد ہے، (واضح رہا کہ الجزائر کے ساتھ کی دہا ئی میں آزادی ملی) ایک بار ایک ٹیکسی ڈرئیور میں مجھ سے کہا ہماری آبادی ایک کروڑ ہے اگر یہ لوگ ہم میں سے دس بیس لاکھ یا اس سے زیادہ افراد کو بھی مار ڈالیں تب بھی ہم آزادی کی مانگ سے باز نہیں آئیں گے، اور صبر وثبات اور اللہ پر اعتماد کی جو قوت ہمارے اندر ہے وہ ختم نہیں ہو سکتی، وہاں کے لوگوں کی ایمانی قوت نے مجھے بہت متاثر کیا، میں وہاں یہ بھی دیکھا کہ کیتھولک عیسائی ہونے کی وجہ سے اللہ، وحی، آخرت فرشتوں اور اخلاقی اصولوں کے بارے میں جو عقائد ہیں ویسے ہی عقائد ان کے بھی ہیں ،اسی دوران رمضان کا مہینہ آیا اور مجھے قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ پڑھنے کا ملا گو اگرچہ معیاری نہیں تھا، پھر بھی اس سے بہت متاثر ہوا، قرآن مجید کے مطالعہ کے دوران مجھے وہ آیت ملی جس میں کہا گیا کہ کو دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اس آیت پر میں غور کرتا رہا، ایک بار جب میں جنوبی الجزائر کے ایک نخلستان میں مقیم تھا، تو میں نے وہاں ایک شخص سے آیت کا مطلب پوچھا اس نے کہا کہ یہ آیت دو افراد کے درمیان معاملہ پر روشنی ڈال رہی ہے بلکہ اسلام کے بنیادی اصول کو پیش کر رہی ہے، کہ کوئی شخص نہ تو دوسرے کے گناہوں کا ذمہ دار ہے اور نہ اس کا بوجھ اٹھائے گا، آدم کا گناہ منتقل ہوتا ہے کسی دوسرے انسان تک نہیں پہنچا ہے، ہر انسان اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے، دوسری بات خدا اور بندے کے درمیان کسی دوسرے وسیلہ کی ضرورت نہیں ہے، اس طرح میرے سامنے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ عیسائیت پوری کی پوری مفروضات پر قائم ہے ،پھر مجھے محسوس ہوا کہ امت مسلمہ میں صاحب ایمان آزاد لوگ ہیں، ان میں ہر شخص ذمہ دار ہے عیسائیت میں موجودہ علاقائی تعصب سے پاک ہے، غرض یہ کہ قرآن مجید کی اس

تعلیم نے مجھ پر گہری چھاپ چھوڑی کہ کوئی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، جب کہ عیسائیت کی تعلیم ہے کہ انسان آدم کے گناہ کا بوجھ اٹھاتا ہے، اور عیسیٰؑ نے تو انسانوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھایا ہے، گناہوں سے نجات اور پیدائشی گناہگار ہونے کے بارے مین میرے جو اشکالات تھے، ان کا جواب قرآن میں مل گیا۔ اور میں نے اسلام کو اپنا لیا۔

اس کے بعد میں نے صحیح البخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی سنن ابوداؤد وغیرہ حدیث کی کتابوں اور ابن کثیر کی تفسیر، امام طبری کی تاریخ، ابن سینا، ابن رشد اور ابن خلدون وغیرہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا، اور اسلام میری دل ودماغ میں داخل ہوتا گیا، اس وقت مجھے ایسا محسوس نہیں ہورہا تھا کہ میں اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر دوسری مذہب کی طرف جارہا ہوں بلکہ ایسا محسوس ہورہا تھا کہ میری گھر واپسی ہے، میں بھٹکا ہوا تھا، اب میری اصل منزل مل گئی، اسی زمانہ میں جب میرا لڑکا ۱۸ رسال کا ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ تمہاری اٹھارہویں سال گرہ پر تمہیں ایک ایسی چیز تحفہ میں دوں گا جس کی مادی اہمیت تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن وہ بیش قیمت تحفہ ہوگا، جو میری اب تک کی زندگی کے تجربات ومشاہدات اور تاثرات پر مشتمل ہوگا، پھر میں عقائد کے بارے میں جو کچھ سمجھا تھا اور جس نتیجہ پر پہنچا تھا وہ چودہ صفحات پر مرتب کر کے اسے اٹھارہویں سال گرہ پر تحفہ میں دیا، جب ۱۹۸۰ء میں جرمنی کے محکمہ خارجہ نے اسلام کے موضوع پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا، تو اس میں میں نے وہ مضمون پڑھا، اس سیمینار کا مقصد جرمن سفارت کاروں کو دین اور مسلم ملکوں کے حالات سے واقف کرانا تھا، اسی دوران میری ملاقات ایک مصری امام سے ہوئی، ان سے میں نے کہا اسلام سے ہمدردی رکھتا ہوں اور میں نے انہیں

مضمون پڑھنے کو دیا انہوں نے کہا چودہ صفحات پر مشتمل تمہارا مضمون یہ ظاہر کرتا ہے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو، یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی، پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اس مضمون میں جو کچھ لکھا ہے، کیا تم اس پر یقین رکھتے ہوں، میں نے کہا ہاں، پھر میں نے کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا، جب میں نے ''ڈائری آف جرمن مسلم'' نامی کتاب لکھی، اور اسے جرمنی کے محکمہ خارجہ کو دکھایا، تو اس کا اچھا ردعمل تھا، محکمہ نے اسے بہت پسند کیا، اور کہا کہ چونکہ جرمنی کے بہت سارے سفیر مسلم ممالک میں ہیں، اس لئے ان سب کو اسلام سے واقف ہونا چاہئے، اسلام کے بارے میں یہ بہت اچھی کتاب ہے، پھر محکمہ نے حکم دیا کہ یہ کتاب مسلم ممالک میں موجودہ جرمنی کے تمام سفراء کو مطالعہ کے لئے دی جائے، اور ایسا ہی کیا گیا، تمام سفراء نے کتاب کا بہت پسند کیا اور تعریف کی، اس کے بعد میں سولہ ممالک کی تنظیم ناٹو کے محکمہ اطلاعات کا ڈاکٹر بن گیا، ناٹو کے مرکزی دفتر میں سالانہ تقریباً تیس ہزار لوگ معائنہ کی غرض سے آتے تھے ما نہیں ہم فلم دکھاتے، ناٹو کی کاروائیوں سے آگاہ کرتے، ان کے ساتھ دوپہر کا کھانے میں مجھے ہمیشہ شریک ہونا پڑتا تھا، تو میں پلیٹ اور چمچہ لے کر خاموشی میں ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا، کھاتا نہیں تھا، لوگ مجھے پوچھتے کہ تم بیمار ہو؟ میں جواب دیتا نہیں، میں مسلمان ہوں، بغیر حلال کئے جانور یا دیگر ناپاک چیزیں نہیں کھاتا ہوں، اور جب رمضان کا مہینہ آتا تو میں کہتا کہ میں روزہ سے ہوں، ظہرانہ کے دوران اسلام اور مسلمانوں پر گفتگو ہوتی رہتی، اس کے بعد میرا تقرر الجیریا میں جرمنی کے سفیر کی حیثیت سے ہو گیا اس تقرر سے پہلے محکمہ خارجہ میں بحث ہوتی رہی کہ کیا ایک عیسائی ملک کا سفیر ایک مسلم بھی ہو سکتا ہے آخر کار حکومت جرمنی سے فیصلہ کیا کوئی جرمنی شہری کوئی بھی مذہب اختیار کر سکتا ہے، اور

وہ جرمنی کا سفیر بھی بن سکتا ہے اس دوران فوکا یا مانے اپنی کتاب End of history لکھی، اس میں اس نے بڑی خوش اسلوبی سے بتایا کہ اب انسانیت کی تاریخ اپنے آخری دور میں داخل ہو چکی ہے، اس کا زوال ہو چکا ہے، اب کوئی ایسا نظریہ نہیں بچا ہے، جو انسانیت کو بچا سکے، دنیا تباہی کے دہانہ پر کھڑی ہے، سوویت یونین کا بکھراؤ کمیونسٹ نظریہ کی ناکامی، مغرب کا اخلاقی زوال اور سرمایہ دارانہ نظام کا استحصال وغیرہ اس کتاب کے اہم موضوعات تھے، کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اب دنیا میں جمہوریت ماڈرنزم اور سیکولرزم کا وجود رہ گیا ہے، کتاب پڑھنے کے بعد میں نے طے کیا اس کتاب کا جواب ضرور دوں گا، چنانچہ اس کا جواب میں میں نے Islam the altermtive لکھنا شروع کیا، اور دن رات ایک ایک کر کے تین ہفتہ کے اندر اسے تیار کر لیا، اس کتاب میں میں نے یہ بتایا کہ تاریخ ختم نہیں ہوئی، بلکہ اسلام انسانیت کا نجات دہندہ ہونے کی وجہ سے موجود نظام کی ناکامی کے بعد واحد متبادل ہے، اور موجودہ دنیا کو تباہی سے صرف اسلام ہی بچا سکتا ہے، پوری دنیا کو اسلام کے بارے میں غور وخوض کرنا چاہئے، اسلام اور سماج کے تمام مسائل کا واحد حل ہے، یہ ایک اللہ کا نام ہے جو انسانی فطرت کے مطابق ہے، اسے اسی اللہ نے بنایا ہے، جس نے انسانوں کو پیدا کیا، اس کتاب کو میں آٹھ پبلشرز کے پاس بھیجا، دو نے شائع کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور ایک کے ساتھ میں معاہدہ کر لیا، جرمنی کے ایک اہم پبلشر نے ۱۹۹۲ء موسم بہار میں کتاب شائع کی، کتاب بازار میں آنا تھا کہ ہر طرف سے مذمت ہونے لگی، ، پریس ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گیا، اخبارات کے پہلے صفحہ پر میری مذمت کی جانے لگی، اور یہ لکھا جانے لگا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹے جائیں، زانیوں کو سنگ سار کیا جائے،

بے چاری ہوف مین کی بیوی کی تین سوتین آ ئیں گی ،محکمہ خارجہ میں خطوط کا انبار لگ گیا جن میری اور میری کتاب کی خوب مذمت کی گئی تھی ،جب ہنگامہ زیادہ ہوا تو وزیر خارجہ نے اپنے تین معاونین کی مدد سے کتاب کا گہرا مطالعہ کیا، اور اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ کتاب میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، اسلام کو انجیکٹیوں طریقہ سے پیش کیا گیا ہے، یہ کتاب اسلام کا تعارف کرانے والی ہے، اور جرمنی کے شہری کا بنیادی حق ہے کہ وہ ہندو مسلم، بدھ اور عیسائی جو کچھ بننا چاہے بنے ،اور جس مذہب پر چلنا چاہے چلے، لیکن اخبارات کے حملے جاری رہے، اور لکھتے رہے کہ ایک جرمن سفیر لوگوں کو خودکشی کی ترغیب دے رہا ہے دراصل ہوا یہ تھا کہ ایک شخص نے چار ہفتہ تک میرے پاس کام کیا پھر خودکشی کر لی، وہ خودکشی بلا وجہ میرے کھاتہ میں ڈال دی گئی، اسی طرح اخبارات نے یہ لکھا کہ اس شخص نے سفارت خانہ کی خواتین اسٹاف کو اسکارف اڑھا دیا ہے، حالانکہ یہ بات بھی غلط تھی، جہاں میں تھا وہاں مسلم خواتین بھی سر کو نہیں ڈھانکتی تھیں ،تو دیگر تمام جرمن خواتین سر کو کیسے ڈھانکیں گی، یہ اتفاق تھا میری مذکورہ کتاب ایسے وقت منظر عام پر آئی ،جب سلمان رشدی کی بدنام زمانہ کتاب Satanic verses شیطانی آیات کے خلاف ہنگامہ جاری تھا، اور اس سے ایک سال قبل مغربی ممالک نے عراق پر حملہ کیا تھا، ان حالات میں کتاب کافی مقبول ہوئی ،غرض یہ وہ حالات ہیں جن میں میں نے اسلام قبول کیا۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، اپریل ۲۰۱۳ء

۱۲۲ ظالم سے بدلہ نہ لیا اسی کے طفیل اسلام ملا

جناب عطاء اللہ بھائی ﴿ دیارام ﴾ سے ملاقات

اقتباس

بس زندگی میں یہی سیکھا کہ انسان ہمیشہ اتیاچار اور ظلم سے بچے اور اپنی طرف سے ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرنے کی ٹھان لے خصوصاً جو لوگ برا کر رہے ہیں، جس نے برا کہا، ان سے بھلائی کریں، مالک اسی دنیا میں ہی بھلائی کرنے والوں کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں، حضرت کل ہی دہلی میں ایک مسجد میں بیان کر رہے تھے کہ اسلام دین فطرت ہے، اس نے انسان کو اس کا حق دیا ہے کہ برائی کا بدلہ لے لے، مگر انسان کے بس میں نہیں کہ برائی کا بدلہ برابر لے سکے، جب انسان کے ساتھ ظلم یا برائی ہوتی ہے تو غصہ میں اور ری ایکشن میں انسان جب بدلہ لیتا ہے تو پھر زیادتی کرتا ہے،

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عطاء اللہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال: عطاء اللہ بھائی آج آپ کہاں سے آرہے ہیں؟

جواب: آج میں جماعت کے چلہ سے واپس آرہا ہوں۔

سوال: آپ کا جماعت میں وقت کہاں لگا اور جماعت کہاں گئی تھی؟

جواب: میرا وقت یعنی چلہ دیوار یا ضلع میں لگا، اور ملی ہوئی جماعت تھی، دو ساتھی میرے ساتھ بھوانی ہریانہ کے تھے، چار ساتھی یوپی سہارنپور کے تھے، دو دہلی کے دو راجستھان کے، امیر صاحب راجستھا نالور کے ایک مولوی صاحب تھے، جو سال لگا رہے تھے۔

سوال: آپ کا یہ کونسا چلہ ہے؟

جواب: میرے اللہ کا کرم ہے مجھے اسلام قبول کئے دسواں سال ہے، میرا یہ دسواں چلہ ہے، ابھی تک چار مہینے نہیں لگ سکے، کئی بار کوشش بھی کی مگر نہیں لگا سکا آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ کوئی موقع نکال دے اور میں چار مہینے لگا سکوں۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف (پریچے) کرائیے؟

جواب: میرا نام اب عطاء اللہ ہے، میرا جنم بھوانی ضلع کے بڑے گاؤں میں جواب ٹاون بن گیا ہے اب سے ۳۸ سال پہلے ہوا، میرا پریوار پرجاپت (کمہار) تھا، میرے پتا جی کا نام رلجہ رام تھا میرا نام میرے پتاجی نے دیا رام رکھا تھا، میں نے آٹھویں کلاس میں فیل ہو کر پڑھائی چھوڑ دی تھی، شروع میں خاندانی کام مٹی کے برتن بنانا اور گدھوں اور خچروں پر سامان وغیرہ ڈھونا تھا مگر بعد میں میں نے ایک بھٹے کی نکاسی کا ٹھیکہ لیا کچھ روز تک ٹھیکہ داری کی، ایک بھٹہ میں پارٹنر شپ کی بعد میں بھٹہ لگالیا، ابھی بھی بھائیوں کے ساتھ یہ کام کرتا ہوں، میرے تین بھائی اور بہنیں ہیں، پتاجی کا آٹھ سال پہلے دیہانت (انتقال) ہو گیا ماتا جی (والدہ) تو ۱۸ رسال پہلے جس سال میری شادی ہوئی تھی مرگئی تھیں۔

سوال: کیا آپ کے ساتھ آپ کے گھر کے کچھ لوگ بھی اسلام میں آئے ہیں؟

جواب: میرے ساتھ میری گھر والی میرے تین بچے، تین میں سے درمیانی ایک بھائی

کے بیوی بچے ،اور میری دونوں بہنیں ایک کے شوہر اور بچے دوسری کے دو بچے اس طرح کل بارہ لوگ ابھی تک اسلام میں آگئے ہیں الحمدللہ

سوال: بھائی تو ہریانہ کا وہ ضلع ہے جہاں ابھی تک بھی مسلمان بہت کم ہیں اور وہ بھی بہت دبے کچے رہتے ہیں،وہاں پر آپ کے لئے اسلام لانے کی کیا راہ ہوئی،ذرا بتائے؟

جواب: ہم جس گاؤں کے رہنے والے ہیں وہاں پر سن ۴۷ء سے پہلے مسلمانوں کا زور تھا یہ گاؤں دوجانہ ضلع روہتک کے نواب کا گاؤں تھا یہاں پر نواب دوجانہ کا مختار عام سلطان خان رہتا تھا وہ بہت ظالم قسم کا آدمی تھا،ہمارے گاؤں میں اکثر مسلم آبادی قصائی قوم کی تھی ، یہ لوگ بہت مالدار تھے جانوروں کا بیوپار (تجارت) بھی کرتے تھے ،اور روپیہ سود پر بھی دیتے تھے ان میں ایک قصائی بہت مالدار تھا وہ پورے علاقہ میں مشہور تھا اس کا نام میرالدین تھا اس کو سب میرو کہتے تھے ،اس کے دس بیٹے تھے ایک سے بڑھ کر ایک طاقت ور سب کے سب پہلوانی کرتے تھے اور بڑے ظالم تھے علاقہ کے لوگ اس گاؤں میں آتے ہوئے ڈر کی وجہ سے تھراتے تھے یوں تو یہاں کے سبھی لوگوں میں عجیب دادا گیری اور میں تھی مگر اس پریوار نے حد ہی کر دی تھی ان کے پریوار کی کافی دنوں سے طوطی بول رہی تھی سود کا کاروبار بھی یہ کیا کرتے تھے جب قرض دیا نہیں جاتا تو مکان، زمین اور جائیداد چھین لیتے تھے میرے پتا جی نے بتاتے تھے میرو کے بڑے بھائی نے پانی پت کے ایک لڑکے سے شادی کی تھی اور گاؤں سے بڑی دھوم دھام سے بارات گئی تھی ،اس لڑکے کے باپ کو میر کے بھائی بھورا قصائی نے سستے زمانہ میں دوہزار چاندی کے روپئے دے کر اس سے شادی کی تھی۔

سوال: توبہ توبہ مسلمان ہو کر لڑکے سے شادی کی؟

جواب: مسلمان تو بس نام کے تھے ورنہ سود در سود کا کاروبار کرتے تھے، اور ہمارے پتا جی تو بتاتے ہیں کہ سور کا کاروبار بھی کرتے تھے، بس جو دل میں آیا کرتے تھے آس پاس شاید ہی کوئی غریب ہوگا جسکو انہوں نے نہ ستایا ہو، میرے پتا جی اپنے پتا جی (دادا) کا قصہ بتاتے تھے اور بتاتے ہوئے رونے لگتے تھے کہ میری دادی بہت بیمار تھی میرے دادا کے پاس دوا کو پیسے نہیں تھے، میرے پتا جی کی بوا یعنی میری پھوپھی کی حالت اچھی تھی وہ کیتھل میں رہتی تھیں، میرے دادا ان سے دس روپے قرض لے کر آئے ایک وید تھے، جنہوں نے دو مہینے کا علاج بتایا، اور پچاس روپے دوا کا خرچ بتایا، وہ دس روپے لے کر گاؤں میں آرہے تھے، راستہ میں چوک پر میر قصائی کے بڑے بیٹے جمو کی گوشت کی دوکان تھی، اس نے کڑک آواز میں میرے دادا جی کو آواز دی سکھے (بڑے دادا کا نام سکھ رام تھا) دس روپے ان کی دھوتی میں لگے ہوئے تھے، آواز سے ایسی وحشت ہوئی بابا جی کا پیشاب نکل گیا، ڈرتے ڈرتے دوکان پر پہنچے، جمو نے دھکا دے کر پوچھا کتنے پیسے ہیں تیرے پاس؟ میرے بابا جی نے بڑے لجاجت سے کہا دس روپے، بڑی بہن سے گھر والی کے علاج کے لئے ادھار لایا ہوں، جمو نے گالی دے کر کہا نکال کہاں ہیں، وہ دس روپے لے کر دس سیر گوشت اس کی پگڑی کھلوا کر اس میں باندھ دیا اور گالی دے کر دھمکا کر کہا خبردار اگر راستہ میں اس کو پھینکا، اسے گھر لیجانا میرے بابا جی کو گوشت سے بڑی الٹی آتی تھی، مگر وہ اس گوشت کو سر پر رکھ کر گھر تک لے گئے، اور نہ جانے اسے کس طرح اسے پھینکا، میری دادی کا علاج نہ ہو سکا اور ان دیہانت (انتقال) ہو گیا۔

شاید مالک کو ان کے اتیاچار (ظلم) پر جلال آیا، ہندوستان پاکستان، بنا اور اس میں پورے پنجاب مسلمانوں کے لئے عذاب کا گڑھا بن گیا ایسا نرسنہار اور قتل عام

ہوا کہ بس مالک کی پناہ، شروع میں ہمارے گاؤں میں لوگ مسلمانوں کے دبدبے کی وجہ سے نہیں گھسے مگر جب نواب دوجانہ کوان کے دوست جاٹ نے قتل کیا تو پھر اس کے مختار عام سلطان خان کو بھی روہتک میں جاٹ نوجوانوں نے پکڑ کر قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر تو علاقہ کے جاٹ ہتھیار لے کر جگہ جگہ چڑھائی کرتے تھے، ہمارے گاؤں میں سلطان کی حویلی اور میرو قصائی کی حویلی تھی، ان میں لوگ قلعہ کی طرح محفوظ خود اپنے کو بند کر کے جان بچانے کے لئے اکٹھا ہو گئے، ایک بھیڑ آئی سلطان خان کی حویلی پر دھاوا بولا، گھنوں سے بڑا پھاٹک توڑ کر اندر گھس گئے اور بڑا قتل عام مچا اور عورتوں کی عزت لوٹی اور مردوں اور بچوں کو قتل کر دیا، لاشیں کنویں میں ڈال دیں، رات ہو گئی تو چلے گئے کہ دوسری حویلی میں کل آئیں گے، مشورہ کر کے الگ الگ بستیوں میں دھاوا بولتے تھے اگلے روز کسی دوسری بستی کا رخ ہو گیا، اس روز ایک بڑا قافلہ پاکستان جانے والوں کا آ گیا میرو کے خاندان کے لوگوں نے اپنی عورتوں کو ان کے ساتھ پاکستان روانہ کر دیا، اور تیرہ مرد رک گئے کہ رات کو مال لے کر ہم بھی قافلہ میں آملیں گے، ان کے گھر میں بہت سا سونا چاندی اشرفیاں اور چاندی کے روپے تھے، جو انہیں اپنی زمین اور دیواروں سے نکالے تھے، یہ لوگ رات کا انتظار کر رہے تھے، کہ ایک بھیڑ علاقہ کے جاٹوں کی میرو کی حویلی پر حملہ کرنے آ گئی اور انہوں نے ہتھوڑوں اور بھالوں سے لکڑی کا بڑا دروازہ توڑ دیا، ان تیرہ آدمیوں کو حویلی سے باہر کر کے قتل کا ارادہ کیا، تو میرو کا بڑا بیٹا بولا، ہمیں مار دمت ہم تمہارے جیسے ہی بن جائیں گے ان کے چودھری نے کہا کی ان کی شدھی، نائی سے سب کے بال کٹوا کر چوٹی چھڑوائی، قشقہ بندھوایا سور کا میٹ (گوشت) کھلایا اور پوجا کرا کے تلک لگایا، سب کے نام میں سنگھ اور رام لگایا ایک بوڑھے چودھری

کو ان کے پاس چھوڑ گئے کہ ان کی نگرانی رکھے تا کہ یہ بھاگ نہ جائیں۔

سوال: کیا میرو بھی ان میں تھا؟ اور مال کا کیا ہوا؟

جواب: نہیں! میرو تو پانی پت سے آرہا تھا راستہ میں مار کر اس کے پاخانہ کے راستہ میں ڈنڈا چلا دیا، اور اس کو ایک پیڑ پر سڑک کے کنارے لٹکا دیا ان کا سب مال لوٹ لیا، اب یہ لوگ بے فکر ہو گئے کہ ہم ہندو ہو گئے تو ہماری جان بچ گئی، اگلے روز ایک جاٹ کا بیٹا دوپہر کو ایک جاٹ کا بیٹا جس کے منھ کو خون لگا تھا اور اس کے باپ کے ساتھ میرو کے باپ نے زیادتی کی تھی، ایک گنڈاسا ہاتھ میں دوسرے میں تلوار لے کر میرو کی حویلی پر آیا اور بوڑھے چودھری سے بولا اس حویلی میں کوئی بچا تو نہیں چودھری نے بتایا کہ یہ سب شدھی ہو گئے ہیں، جوان بولا یہ شدھی ہو کے بھی ہمیں کاڑ (پریشان) ہی کریں گے اور گالیاں دے کر انہیں حویلی سے نکالا۔

سوال: میں تو آپ سے آپ کے اسلام لانے کی بات کر رہا تھا؟ معاف کیجئے عطاء اللہ بھائی۔

جواب: حضرت مجھے بتا کر گئے ہیں کہ آپ میری یہ باتیں کسی کتاب میں چھاپیں گے، اور مجھ سے کہا کہ یہ پوری باتیں پوری طرح بتاؤں، حضرت نے مجھے بتایا کہ جب شروع زمانہ میں سونی پت ہریانہ جاتے تھے، تو کالو نام کا ایک آدمی جو اصل میں میری ہدایت کا ذریعہ بنا، وہ ہمیں بار بار اپنے گاؤں میں وہ ۱۳ رنشان دکھانا چاہتا تھا جو جوٹ کے گنڈاسے کے وار سے میو کی حویلی کے باہر نالی پر لگے ہوئے تھے، ان تیرہ میں ایک کالو بھی تھا، جو میرو کا بھتیجہ تھا اور اس کا نام شدھی کرنے والوں نے کالو رام کر دیا تھا، اصل میں یہ کالو جو خود آ کر ۹۰ء میں ایڈاونی کی رتھ یاترا سے تین دن پہلے خود سونی پت

آ کر حضرت کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر کے گیا تھا، اور کئی مہینہ تک سونی پت میں پہلی تاریخ کو حضرت کی میٹنگ میں آیا کرتا تھا یہی میرے اسلام کا ذریعہ بنا، اس لئے آپ ذرا پوری کہانی سن لیں، اس کے بغیر بات پوری نہیں ہوگی، اور حضرت یہ بھی کہتے ہیں کہ سن ۴۷ء کے قتل عام اور ان پر ظلم وستم کو سمجھنے کے لئے ان واقعات کا جاننا بھی ضروری ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عذاب، مسلمانوں کا ظلم اور اناری کر کے خود بلوایا ہوا تھا، اس لئے آپ پوری بات سن لو، پھر جو جی میں آئے چھپوا دینا جو جی میں آئے کٹوا دینا۔

سوال: اچھا بتائیے، ضرور بتائیے؟

جواب: جاٹ کے لڑکے نے بڑی گالیاں دے کر ذلیل کیا اور دھمکا کر ان سے کہا یہاں نالی پہ لیٹ جاؤ، حویلی کے باہر ایک نالی تھی، تیرہ کے تیرہ اس نالی پر لائن سے لیٹ گئے۔

سوال: ان کو کیوں لٹایا؟

جواب: ان کو قتل کرنے کے لئے۔

سوال: آپ تو کہہ رہے ہیں وہ اکیلا تھا اور وہ تیرہ تھے؟

جواب: یہی تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ تیرہ تھے ان میں ۱۱ تو بالکل پٹھے نوجوان تھے، دو ۴۰، ۴۵ سال کے تھے، سب مضبوط ہٹے کٹے، مگر اتیا چار ظلم اور اناری کی سزائیں مالک کی طرف سے خوف و دہشت ایسی بیٹھ گئی تھی کہ بدھی ماری گئی تھی، ان میں کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ جان بچا کر بھاگ جاتا، سب کے سب بے بس ہو کر لائن میں لیٹ گئے، اور وہ جاٹ کا لڑکا جس کا نام بھوپ سنگھ تھا، ہر ایک کی گردن پر اتنی زور سے گنڈاسا مارتا کہ ایک وار میں گردن الگ ہو جاتی، جب بارہویں کو مار رہا تھا تو یہ کالو تیرہواں تھا اس نے سوچا کہ میں اٹھ کر بھاگوں وہ اٹھا اور بھاگنے لگا تو بھوپ سنگھ نے پھینک کر اس کے

گنڈاسا مارا اس کے کھوئی (یعنی کاندھے) پر لگا اور دور تک گھاؤ ہو گیا، یہ کالو رام بھاگ کر گاؤں سے باہر گیا، سڑک پر ایک مندر تھا اس میں گھس گیا اور وہاں پجاری سے کہا کہ مہاراج جی ہم شدھی ہو گئے تھے پھر بھی ہمیں مار دیا پنڈت جی نے ریشم جلائی اور گھاؤ میں بھر کر پٹی باندھی پھر کالو رام کئی سال تک مندر میں رہا۔ کالو رام کی عمر اس وقت ۱۵ ار تھی اور یہ میر وقصائی کا بھتیجہ تھا بعد میں کیتھل رہنے لگا وہ اکیلا ہی ایک لالہ کے یہاں نوکری کرتا تھا، اس کی شادی بھی نہ ہو سکی تھی، سن نوے میں کیتھل کے قریب ایک مسجد کے امام صاحب اس کو لے کر سونی پت آئے اور اس نے پھر کلمہ پڑھ کر اپنا نام کالو خان رکھا تھا، پھر یہ اپنی حویلی دیکھنے گیا تو حویلی شاید اب اتیاچار کی وجہ سے آدھی زمین میں دھنس گئی تھی، پاکستان سے آئے پنجابیوں کو وہ دے دی گئی تھی، مگر وہ بھی وہاں نہ رہے، اب تو وہاں گلی دوبارہ بن گئی ہے، مگر ۱۹۹۹ء تک اس نالی پر ان بارہ لوگوں کے قتل کے نشان گنے جا سکتے تھے۔

سوال: آپ کے اسلام کی بات تو کہیں آئی نہیں؟

جواب: اب بتا رہا ہوں، اصل میں یہ کالو خان واپس اپنی بستی میں جا کر کچھ بادیون ڈوموں کو دوبارہ اسلام میں لانے کی کوشش کرنے لگا، وہاں جامع مسجد کو کھلوانے کی کوشش بھی کرنے لگا۔

سوال: وہ کالو خان خود ہی اسلام میں آیا اسے کسی نے اسلام کی طرف بلایا؟

جواب: یہ تو ٹھیک معلوم نہیں، شاید اس کے دل میں کچھ نہ کچھ ایمان رہا ہو، یا پھر امام صاحب نے جو بڑوت کی طرف کے تھے اسے سمجھایا ہو، اس کے بارے میں مجھے زیادہ پتا نہیں بس مجھے اتنا معلوم ہے کہ وہ سونی پت میں دوبارہ کلمہ پڑھ کر گیا، اور اسی سال اس

نے چالیس دن جماعت میں لگائے، وہاں سے آکر وہ گاؤں میں آنے لگا تو علاقہ کے لوگوں کو اس کا مسلمانوں کے لئے کوشش کرنا اچھا نہیں لگا، ہمارے گاؤں میں آپسی کی لڑا ئی میں ایک قتل ہو گیا تھا لوگوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر کالو کا نام دے دیا، اور کالو جیل چلا گیا کوئی آدمی اس کی ضمانت دار اور مقدمہ کو دیکھنے والا بھی نہیں تھا، جیل میں وہ بالکل سوکھ گیا، ہمارے پریوار میں آپس میں ایک جھگڑا ہو گیا جس میں بہت سے لوگ جیل گئے اس میں میرا ایک دوست بھی تھا، اور میرے چچا کا لڑکا بھی تھا، میں ان سے ملاقات کرنے گیا تو سب نے کالو خان کو دیکھا، ان کے پریوار کے اتیاچار اور دادا گیری کی کہا نیاں ہر گھر میں مشہور تھیں میں گھر واپس آیا تو میں نے اپنے پتاجی سے بتایا کہ ایک بڑی خوشی ہوئی کہ میر وقصائی کا بھتیجہ بالکل سیاہ کھسٹ ہو رہا ہے، ہمارے باباجی کے ساتھ اس کے دادا نے اتیاچار کیا تو نسلیں سزا بھوگ رہی ہیں، مالک کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں میرے پتاجی نے منھ پر انگلی رکھ دی، نہیں بیٹا اس طرح نہیں کہتے برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا چاہئے، ہم لاگ پرجاپتی اس لئے کہلاتے ہیں کہ ہم شتروؤں (دشمنوں) کو بھی بھلی درشٹی (نگاہ) سے دیکھتے ہیں، بیٹا دیکھو یاد رکھنا اس راستہ پر بھی نہ چلنا جس پر کسی بڑے کے ساتھ برائی ہوئی ہو، بیچارا میرو پر دیا کرنی چاہئے، اور تمہارے تو نام میں نے دیا رام رکھا تھا اس کا سنسار میں کوئی نہیں، وہ اس قتل میں تھا تھوڑی، وہ تو جھوٹ پھنسایا گیا اس کا کوئی والی وارث نہیں، تو میری اچھا (خواہش) تو یہ ہے کہ تم اس کی ضمانت کی کو شش کرو، اگر تم نے اس کا ساتھ دیا تو وہ بے چارہ بے آسرا ہے، میرا خاص آشیرواد تجھے ملے گا، اور میں سمجھوں گا میرا دیارام سچ مچ میں دیا رام بن گیا، پتاجی کی یہ باتیں میرے دل کو لگ گئیں، میں بھوانی جیل میں اس سے ملنے گیا اس نے میرا بہت ابھار ویکت کیا (

شکریہ ادا) اور کچھ کتابیں جن میں ایک ''آپ کی امانت'' اور ''اسلام کے پیغمبر'' اور ''مر نے کے بعد کیا ہوگا ؟'' دیں میں نے کیس کو سمجھا اور بھوانی جیل جا کر ایک وکیل کو اس مقدمے کے کاغذات دکھا کر ان کو طے کیا، اور ایک ہفتہ میں بھوانی سے ضمانت ہوگئی جیل میں کالو خان کی جسمانی حالت بہت کمزور ہوگئی تھی، مگر اس کا ایمان بہت بڑھ گیا تھا وہ بھوانی جیل میں گشت کرتا جو مسلمان تھے ان کو نماز سکھاتا، اور چونکہ مسلمان کم تھے اس لئے وہ ہندوؤں کو اسلام اور کلمہ کی باتیں سناتا، ہندی میں فضائل اعمال اور حضرت کی کتابیں اس نے جیل میں منگا لیں تھیں، وہ سب کو سناتا اس کی وجہ سے اس میں بہت دعوتی جذبہ پیدا ہوگیا ایک رات وہ میرے پاس آیا اور بولا دیا رام تم نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ایسی مشکل اور سنکٹ میں تم نے میرے سگے بھائی سے زیادہ میری مدد کی حالانکہ میرے بڑوں نے تمہارے بڑوں کے ساتھ ایسے اتیاچار اور گھناؤنی حرکتیں کی تھیں، میرے بھائی تمہارا تو حق ہے کہ آخری سانس تک تمہارے احسان کا بدلہ کرنے کی کوشش کروں گا تم نے مرنے کے بعد کیا ہوگا اور آپ کی امانت آپ کی سیوا میں پڑھی نہیں؟ میں نے کہا کہیں کہیں سے پڑھ لی ہے، وہ رونے لگا، بولا میرے بھائی بڑی سنکٹ کی گھڑی پرلوک میں آنے والی ہے، وہاں اگر جیل ہوگی تو نرک کی جیل ہوگی جس میں دکھ ہی دکھ ہے اس سنسار کے دکھوں کا اس موت سے انت ہو جائے گا مگر وہاں کے دکھوں کا کہیں سے انت نہیں ہوگا، میں نے تمہارے ساتھ اتیاچار نہیں کیا میرے دادا جی نے تمہارے بابا جی کے ساتھ ظلم کیا، اس کے باوجود اس کے پوتے کے ساتھ احسان کیا تو جو تمہاری بات سنیں گا دل سے چاہے گا،، ایک ایسے نبی ﷺ اس سنسار میں آئے ہیں جنہوں نے ہمیشہ دشمنوں کے ساتھ نہ صرف احسان کیا بلکہ ان کو احسان کرنا سکھایا تم

نے ان کے جیون کا حال نہیں پڑھا، وہ میرا ہاتھ پکڑ کر رونے لگا، میرے بھائی میں آج
رات ان کتابوں کا ضرور پڑھوگا، مجھ سے وعدہ کرو میں نے وعدہ کرلیا رات کو میں نے وہ
پستکیں (کتابیں) تلاش کیں، پہلے میں نے آپ کی امانت پڑھی، پھر اس کے بعد
اسلام کے پیغمبر اور پھر اس کے بعد مرنے کے بعد کیا ہوگا، کچھ صفحات پڑھیں، صبح
سویرے پھر وہ میرے پاس آیا اور بولا بھائی دیارام تم نے وہ کتابیں پڑھی ہے، میں کہا
پڑھی ہے، وہ بولا تم نے پڑھی نہیں اگر تم پڑھتے تو تم صبح کو میرے پاس آتے اور مرنے
کے بعد اس سنکٹ کی گھڑی کے لئے ایمان کی فکر کرتے میں نے کہا میں نے پڑھی ہے
، اس نے تو پھر میرے بھائی کلمہ پڑھ لو، میں نے کہا بھوانی میں تمہارے لئے مسلمان بن
کر جینا مشکل ہے، میں مسلمان ہوگیا تو کون مجھے جینے دیگا، اس نے کہا یہاں جیون کچھ
دنوں کا ہے، اور کچھ سالوں کا، یہاں کی پریشانی سے ڈرتے ہو تو انت کال کی پریشانی
کیسے سمجھو گے، میرے بھائی دیارام تمہارا مجھ پر حق ہے، اور رو رو کر مجھ سے کلمہ پڑھنے
کہتا رہا، مجھے اس پر ترس آیا اور ان کتابوں نے مجھے اندر سے مسلمان بنا ہی دیا تھا میں کہا
اچھا پڑھاؤ، تم روؤ نہیں، اس نے مجھے کلمہ پڑھایا پھر وہ مجھے بھوانی کے قریب ایک گاؤں
میں حاجی اصغر نامی ایک صاحب کے پاس لے گیا، جو بہت دنوں تک عرب میں قطر میں
رہ کر مسلمان ہوئے تھے اور انہوں نے پورے پریوار کے پچاس لوگوں کے ساتھ اسلام
قبول کیا ہے، ان کو دیکھ کر مجھ میں ہمت ہوئی میں نے آکر اپنے پتا جی سے بات کی، کئی
ہفتوں تک میں اپنے پتا جی کو بتاتا رہا اور پتا جی تو جیسے اسلام کو خوب جانتے تھے، انہوں
نے ایک مسلمان ماسٹر صاحب سے اسکول میں اردو پڑھی تھی۔ انہوں نے ان کو عربی بھی
پڑھادی تھی، اور ایک پارہ قرآن کا بھی پڑھایا تھا، میرے اللہ کا کرم ہے انہوں نے کلمہ

پڑھا تقریباً ڈیڑھ سال وہ ایمان لانے کے بعد زندہ رہے اور ایمان پر کلمہ پڑھتے ہوئے ان کی موت آئی۔

سوال: اس کے بعد گھر والوں پر آپ نے کس طرح کام کیا؟

جواب: ہمارے گاؤں میں اسلام کے لئے ماحول بہت ہی مخالف تھا میں نے حاجی اصغر سے مشورہ کیا تو انہوں نے بھوانی شہر میں گھر بنانے کا مشورہ دیا، مالک کا شکر ہے کہ میرے مالی حالات بھٹے کے کاروبار سے اچھی ہوگئی، تین سال بھٹے کے لئے بہت اچھے حالات رہے اور میں بھوانی شہر میں اپنا مکان بنالیا، وہاں میں جماعت کے ساتھیوں سے جڑ گیا، میری گھر والی تو میرے اور پر جان چھڑک کنے والی ہے مالک کی بڑی نعمت ملی وہ تو دو دن میں مسلمان ہوگئی اس کے بعد میرے لئے بچوں کو سمجھانے میں کچھ بھی مشکل نہیں ہوئی، بعد میں بھائی اور بہنوں کے بچوں میں کام کرنے کا موقع ملا، میرے مالک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایسے علاقہ میں مکان بنایا، جہاں میرے بارے میں زیادہ لوگوں کو یہ پتہ نہیں لگا کہ میں نیا مسلمان ہوں، یا خاندنی مسلمان خود ہندؤوں کی طرح رہتے ہیں اور کسی مسجد یا مدرسہ کے پاس آکر اپنے اسلام سے جڑ جاتے ہیں۔

سوال: آپ سے ابی نے بتایا ہی ہوگا کہ یہ انٹرویو ارمغان اردو کی ایک میگزین میں چھپوانے کے لئے لیا جارہا ہے، اس میگزین کے پڑھنے والوں کو آپ کوئی پیغام (سندیش) دیں گے؟

جواب: بس زندگی میں یہی سیکھا کہ انسان ہمیشہ اتیاچار اور ظلم سے بچے اور اپنی طرف سے ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرنے کی ٹھان لے خصوصاً جو لوگ برا کر رہے ہیں، جس نے برا کہا، ان سے بھلائی کریں، مالک اسی دنیا میں ہی بھلائی کرنے والوں کو ٹھنڈا کر

دیتے ہیں، حضرت کل ہی دہلی میں ایک مسجد میں بیان کر رہے تھے کہ اسلام دین فطرت ہے، اس نے انسان کو اس کا حق دیا ہے کہ برائی کا بدلہ لے لے، مگر انسان کے بس میں نہیں کہ برائی کا بدلہ برابر لے سکے، جب انسان کے ساتھ ظلم یا برائی ہوتی ہے تو غصہ میں اوور ری ایکشن میں انسان جب بدلہ لیتا ہے ہے تو پھر زیادتی کرتا ہے، کسی نے آپ کو ایک چانٹا مارا اب اگر بدلے میں آپ چانٹا ماریں گے تو پھر اس سے زور سے ہی ماریں گے، ابھی تک مخالف ظالم اور مظلوم تھے اب آپ ظالم اور وہ مظلوم ہو جائے گا، اور اوپر والے کی رحمت آپ سے ہٹ کر آپ کے مخالف کی طرف ہو جائے گی، اور آپ کی طرف اس کا غضب ہو جائے گا، اس لئے اسلام نے کہا اگر بدلہ کے بجائے تم معاف کر دو تو پھر اللہ کے ذمہ اس کا بدلہ ہے اور یہ بہادری کی بات ہے، اس لئے انسان کو برائی کرنے والے سے بھی بھلائی کرنا چاہئے، جو ٹھان لے تو یہ کر سکتا ہے، اور دو جہاں کی بھلائی کر سکتا ہے، یہ ہمارے نبی ﷺ کی خاص سنت ہے، میں نے اپنے خاندان والوں پر ظلم کرنے والے کے ساتھ اپنے پتا جی کے کہنے پر ذرا سی بھلائی کی، اس کے بدلہ میں اللہ نے ایمان سے میرے خاندان والوں کا ایسے علاقے میں ایسے اسلام مخالف ماحول میں مالا مال کر دیا۔

سوال: واقعی آپ نے بڑے گر کی بات سنائی، جزاک اللہ خیرا، بہت بہت شکریہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ ۲۰۱۳ء

ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف

ماہنامہ ''ارمغان'' جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر یوپی کا ترجمان ہے جو داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی (جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے) کی زیر سرپرستی اور مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی کی ادارت میں نکلتا ہے ماہنامہ ارمغان گزشتہ بیس (۲۰) سالوں سے پابندیٔ وقت کے ساتھ مسلسل شائع ہو رہا ہے اور اس کی تعداد اشاعت میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ماہنامہ ارمغان اپنے مضامین کی افادیت اور دعوتی فکر کی وجہ سے واقعی ساری انسانیت کے لئے ایک ارمغان (تحفہ) ہی ہے اس میں ہر ماہ ایک خوش قسمت مہاجر بھائی یا بہن کی سرگزشت انٹرویو کی شکل میں شائع ہوتی ہے جو بڑی چشم کشا، دلچسپ اور دعوت کے کام پر ابھارنے والی ہوتی ہے انٹرویوز ملک و بیرون ملک بہت پسند کئے جاتے ہے ان کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہو رہے ہیں، رسالہ میں داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی کے ارشادات، افادات، خطبات شامل اشاعت ہوتے ہیں خصوصاً رسالہ کا ''آخری صفحہ'' تو رسالہ کی جان ہوتا ہے، ماہنامہ ارمغان کا سالانہ زر تعاون ۱۵۰ روپیے ہے جو رسالہ کی اہمیت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا اس عظیم دعوتی مشن میں اپنا حصہ لگانا ہے اس لئے پر خلوص گزارش ہے کہ خود بھی اس کے ممبر بنئے اور دوسروں کو بھی بنائیے۔

الداعی الی الخیر

بندہ محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ م ۲۷ جولائی ۲۰۱۲ء

بروز سنیچر

ارمغان جاری کرنے کے لئے پتہ

دفتر ارمغان پھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Dist Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob: +91-9359350312
09359779522 , 09412411876
e-mail: arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
website: www.armughan.in

زر سالانہ: -/150 روپئے